THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, the March 15, 2023
[326th Session (Special Session)]
Volume III, No.01
(Nos.01-03)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume III SP.III (01)/2023
No.01 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran..... 1
2. Welcome remarks by Honourable Chairman, Senate of Pakistan on Special Commemorative Session on the Golden Jubilee of the Senate of Pakistan... 2
3. Panel of Presiding Officers 4
4. Motion under Rule 172A moved by Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) regarding conversion of the Special Commemorative Session into Committee of the Whole 4
5. Felicitation Speeches on the occasion of the Golden Jubilee Celebrations of the Senate of Pakistan 6
   - Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) 6
   - Senator Abida Muhammad Azeem..... 9
   - Senator Prince Ahmed Umer Ahmedzai..... 10
   - Senator Anwaar ul Haq Kakar 10
   - Senator Shahadat Awan, Minister of State for Law and Justice 12
   - Former Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq 13
   - Former Senator Barrister Aitzaz Ahsan 14
   - Former Senator Ilyas Ahmed Bilour..... 16
   - Former Senator Jan Muhammad Khan Jamali 19
   - Former Senator Sehar Kamran 21
   - Former Senator Syed Hidayatullah Shah..... 23
   - Former Senator Farhatullah Babar 24
   - Former Senator Farah Aqil Shah..... 26
   - Former Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini..... 28
   - Senator Molana Atta Ur Rehman 30
   - Senator Bahramand Khan Tangi 31
   - Senator Danesh Kumar 33
   - Senator Farooq Hamid Naek..... 36
   - Senator Hidayatullah Khan..... 38
   - Senator Molvi Faiz Muhammad..... 39
   - Raja Pervez Ashraf, Speaker National Assembly..... 41
   - Mr. Muhammad Kamran Khan Tessori, Governor Sindh 45
   - Syed Murad Ali Shah, Chief Minister Sindh..... 51
   - Malik Abdul Wali Kakar, Governor Balochistan 56
   - Former Senator Haji Ghulam Ali, Governor, Khyber Pakhtunkhwa 58
   - Sardar Tanveer Ilyas, Prime Minister of Azad Jammu and Kashmir 62
   - Syed Nayyar Hussain Bukhari (Former Chairman Senate) 69
   - Mr. Muhammad Aurangzeb, President of Habib Bank..... 76
   - Mr. Gohar Zahid Malik, Editor Pakistan Observer 79
   - Mr. Hassan Raza Pasha, Chairman, Executive Pakistan Bar Council81
   - Former Senator Hafiz Hussain Ahmed 82

- Mr. Ahsan Zafar Bakhtawari, President Islamabad Chamber of Commerce and Industry 85
- Mr. Haroon Rasheed, Vice President Pakistan Bar Council 88
- Former Senator Aneesa Zaib Tahir Khaili 89
- Syed Amjad Ali, Speaker Gilgit Baltistan Assembly 93
- Senator Imamuddin Shouqeen 94
- Mr. Sardar Khan Niazi, Chairman, Roze TV 95
- Mr.Wasim Sajjad, Former Chairman Senate 98
- Mr. Tariq Yousaf, President, Karachi Chamber of Commerce and Industry 100
- Mr. Wamiq Zuberi, CEO AAJ TV 102
- Former Senator Mohim Khan Baloch 107
- Dr. Khurram Tariq, President, Faisalabad Chamber of Commerce and industry 111
- Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 113
- Senator Kauda Babar 116
- Former Senator Barrister Masood Kausar 118
- Mr. Kashif Anwar, President Lahore Chamber of Commerce and Industry 121
- Former Senator Rafiq Rajwana, Former Governor, Punjab 124
- Senator Khalida Ateeb 128

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, the March 15, 2023

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten past eleven in the morning with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: وہ اللہ وہی ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے جس کے۔ بادشاہ حقیقی مقدس سلامتی والا امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اس سے جو شرک کرتے ہیں یہ۔ وہ اللہ ہے خالق ایجاد کرنے والا صورتیں بنانے والا اس کے نام ہیں سب اچھے۔ تسبیح کرتی رہتی ہے اس کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور وہ ہے غالب حکمت والا۔

(سورۃ الحشر: آیات ۲۳ تا ۲۴)

جناب چیئرمین: اسلام علیکم! میں گزارش کرتا ہوں تمام ممبران اور جو ہال میں موجود ہیں وہ قومی ترانے کے احترام میں اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں قومی ترانہ سنایا گیا)

Welcome remarks by Honourable Chairman, Senate of Pakistan on Special Commemorative Session on the Golden Jubilee of the Senate of Pakistan

جناب چیئرمین: معزز سینیٹرز، سابق ممبران سینیٹ اسلام علیکم۔ سینیٹ کی پچاس سالہ تقریبات منانے کے لیے بلائے گئے اس خصوصی اجلاس میں، میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہمارے سابق اور موجودہ سینیٹرز، صوبائی قیادت اور زندگی کے مختلف شعبوں سے نمایاں شخصیات کا اجتماع نہایت حوصلہ افزا ہے۔ ملک کے طول و عرض سے عوامی نمائندوں اور قائدین کی موجودگی سے یہ ہال حقیقی معنوں میں ایک چھوٹے پاکستان کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ یہ یادگاری اجلاس ہماری پارلیمانی، آئینی اور قومی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ ایوان کے پچاس سال منانے کے ضمن میں بلایا گیا یہ اجلاس نصف صدی قبل پاکستان پارلیمنٹ کی جانب سے شروع کیے گئے سفر کو عزم و یقین کے ساتھ منانے، جاری رکھنے اور اس عرصے کے دوران حاصل کی گئی کامیابیوں کو اجاگر کرنے کے عزم کا اظہار ہے۔

وفاق کو مضبوط کرنے، قومی یکجہتی اور اتحاد، اجتماعیت اور شمولیتی وفاقیت کے ذریعے نمائندہ اور متوازن پارلیمانی نظام کو فروغ دینے کی یہ جدوجہد ہمیشہ جاری و ساری رہے گی۔ آئین صرف ان نسلوں کے لیے نہیں بنتا جو اس کے خالق ہوں بلکہ آنے والی نسلوں کے تقاضوں کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس میں آنے والی نسلوں کی ضروریات اور تقاضوں کے لیے ترامیم کی گنجائش موجود ہو۔

پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کی جانب سے منظور کردہ قرارداد مقاصد سے لے کر آج تک پاکستان کے آئینی سفر کا ایک خاصہ رہا ہے۔ سامراجی تسلط سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ایک ایسے آئین کی منظوری ناگزیر تھی جو پرانے نظام میں موجود عدم مساوات کا ازالہ کرنے کا ضامن ہو۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس 10th August, 1947 کو کراچی میں منعقد ہوا، اس اسمبلی کو پاکستان کا دستور بنانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس دستور ساز اسمبلی نے 12th

March, 1947 کو قرارداد مقاصد منظور کی جو بعد میں پاکستان کے دستور کا جز لازم ٹھہری اور آج تک دستور کے ابتدائیہ کے طور پر شامل ہے۔ پاکستان کی دوسری دستور ساز اسمبلی نے 29th February, 1956 کو پاکستان کا پہلا دستور منظور کیا، جو 23rd March, 1956 کو نافذالعمل ہوا۔ اس دستور میں واحد ایوان کی طرز حکومت کا تصور پیش کیا گیا۔ اس دستور کے تحت معرض وجود میں آنے والی قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس 25th March, 1956 کو منعقد ہوا، 1956 کے دستور کے بعد 1962 کا دستور بنایا گیا جس میں واحد ایوان صدارتی طرز حکومت کا تصور پیش کیا گیا۔

ہمارے دستوری اور جمہوری محاذ پر امید کی کرن اس وقت نظر آئی جب 1970 کی اسمبلی نے 1973 کا دستور واضح کیا جو 10th April, 1973 کو منظور ہوا۔ اس دستور میں دونوں ایوانوں یعنی قومی اسمبلی اور سینیٹ پر مشتمل پارلیمانی طرز حکومت کا تصور دیا گیا۔ سینیٹ آف پاکستان کی Golden Jubilee تقریبات 1973 کے دستور کے معماروں کی خدمات کا اعتراف کرنے اور ان کو خراج تحسین پیش کرنے کا ایک بہترین موقع ہے کیونکہ انہوں نے قرارداد مقاصد میں ایک بنیادی مقصد یعنی انصاف اور مساوات کی بنیاد پر ہر ایک کے حقوق کے تحفظ کے حصول کے عین مطابق سینیٹ کا تصور پیش کیا۔ 1973 کے دستور میں اکثریتی استبداد کا راستہ روکا گیا جس سے وفاق پارلیمان میں تمام اکائیوں کی مساوی اور منصفانہ نمائندگی کے ذریعے خود مختاری کا راستہ ہموار ہوا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پاکستان کا دستوری سفر مشکلات کے باوجود پاکستان کے عوام اور ان کے نمائندوں کی جمہوری اصولوں، انسانی اور اقلیتی حقوق، سماجی انصاف، مساوات اور صوبائی خود مختاری کو فروغ دینے کے لیے مسلسل جدوجہد کی آئینہ دار ہے۔

معزز اراکین! وفاقی اکائیوں کے حقوق اور مفادات کا قانون سازی، نگرانی اور نمائندگی کے عمل میں تحفظ کرتے ہوئے مشکل ترین dialogue سے قوم کو نکالنے میں سینیٹ کا اہم کردار رہا ہے۔ مزید براں پاکستانی پارلیمان کا ایوان بالا جمہوری، سماجی، اقتصادی، دفاعی سیکورٹی، خارجہ پالیسی، اندرونی اور بین الاقوامی محاذوں پر قومی امنگوں کے مطابق ہمیشہ فعال کردار ادا کرتا رہا ہے۔ اس لیے پاکستان سینیٹ کا Golden Jubilee گزشتہ پانچ دہائیوں سے ایک متحد، ہم آہنگ اور مستحکم وفاق کے اصول کے لیے قومی جدوجہد کا اہم موڑ ہے۔ صوبائی ہم آہنگی اور مساوی حقوق کے علم بردار کی

حیثیت سے سینیٹ نے مضبوط جمہوریت اور وفاقی اجتماعیت کے غرض سے مساوات اور شمولیت کے روح کی بھرپور آبیاری کی ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ قومی، علاقائی اور بین الاقوامی مشکلات اور سیاسی عدم استحکام کے باوجود سینیٹ نے عوام کے مفادات سے جڑی قانون سازی کی ہے اور محروم اور پسماندہ علاقوں کی ہمیشہ آواز بنی ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ سب کو ایک بار پھر خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

Panel of Presiding Officers

جناب چیئرمین: آرڈر نمبر ایک۔ قواعد و ضوابط، کارہائے انصرام کارروائی سینیٹ، 2012 کے قاعدہ 14 کے ذیلی قاعدہ ایک کی روح سے میں درج ذیل اراکین کی حسب ذیل ترجیح ترتیب کے ساتھ سینیٹ آف پاکستان کی 326 ویں اجلاس کے لیے پریذائیڈنگ افسران کا پینل بنانے کے لیے نامزد کرتا ہوں:۔

۱۔ سینیٹر کہدہ بابر صاحب۔

۲۔ سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

۳۔ سینیٹر جام مہتاب حسین ڈہر صاحب۔

آرڈر نمبر دو۔ میں اب گزارش کرتا ہوں سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب، قائد ایوان سے کہ وہ تحریک پیش کریں۔

Motion under Rule 172A moved by Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) regarding conversion of the Special Commemorative Session into Committee of the Whole

Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House): Thank you, Mr. Chairman, I beg to move under Rule 172A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the House may be converted into Committee of the Whole from time to

time during the Special Commemorative Session for addresses by the honourable guests.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried.

20فروری 2023 کو ایوان کی جانب سے متفقہ طور پر منظور شدہ تحریک کہ سینیٹ آف پاکستان کی Golden Jubilee تقریبات کے لیے Senate Chamber کو استعمال کرنے کے حوالے سے میرے فیصلے کی تائید کی روشنی میں سینیٹ کا یہ خصوصی اجلاس تین ایام جاری رہے گا۔ اس اجلاس میں سابق Chairmen Senate, سابق سینیٹرز، گورنرز، وزرائے اعلیٰ، چاروں صوبوں کے اسپیکرز صاحبان، آزاد کشمیر کے صدر اور وزیراعظم، گورنر اور چیف منسٹر آف گلگت بلتستان، وفاقی چیمبر آف کامرس کے نمائندے، بار کونسل کے صدور صاحبان، مختلف بین الاقوامی تنظیموں کے نمائندگان اور پاکستان میں تعینات غیر ملکی سفراء خطاب کریں گے۔ ہمارے معزز سینیٹرز صاحبان جو اس ایوان میں موجود ہیں، میں ان شاءاللہ alphabetically ان کے نام پکاروں گا اور ان کو بھی ساتھ ساتھ خطاب کا موقع دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بھی خطاب کرے گا ان کو ایک ایک Medal and Shield دیا جائے گا۔ اپنے معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ان کو بھی موقع دیا جائے گا۔ وہ تو ماشاء اللہ پورا سال ہاؤس میں بولیں گے اس لیے وہ آج اپنے مہمانوں کا خیال رکھ کر ان کو بولنے کا موقع دیں۔ اگر رات کو بھی بیٹھنا پڑ جائے تو ان شاء اللہ ہم بیٹھ جائیں گے۔ اس لیے جب بھی مجھے ضرورت پڑے گی میں House کو Committee of the Whole میں convert کر دوں گا اور جہاں ضرورت پڑے گی تو اس کو ہم دوبارہ Senate, Session میں convert کر دیا کریں گے۔ شکیل اصغر صاحب، Foreign Office میں ایڈیشنل سیکرٹری ہیں جو پچھلے سات آٹھ سالوں سے سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ وہ ماشاء اللہ بڑے اچھے writer بھی ہیں اور شاعری بھی کرتے ہیں۔ Composer بھی ہیں اور گاتے بھی ہیں۔ انہوں نے سینیٹ کی Golden Jubilee کے حوالے سے ایک ترانہ پیش کیا ہے۔ اب میں ہاؤس کو Committee of the Whole میں convert کرتا ہوں تاکہ

وہ ترانہ ہم آپ کو سنا سکیں جو انہوں نے compose کیا ہے اور ان کی ان کاوشوں کا آپ سارے پھر اعتراف بھی کریں گے۔ جی، House convert ہو گیا۔

(اس موقع پر Senate Session Committee of the Whole میں convert ہو گیا)

جناب چیئرمین: جی، سنائیں۔

(اس موقع پر سینیٹ کے حوالے سے ایک نغمہ پیش کیا گیا)

جناب چیئرمین: شکیل اصغر صاحب! ایک مرتبہ پھر آپ کا بہت شکریہ، آپ نے بڑے قلیل عرصے میں بہت محنت کی۔ بہت مہربانی۔ یہاں سینیٹر راجہ ظفر الحق صاحب جو ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس، لیڈر آف دی اپوزیشن رہے ہیں اور سینیٹ میں ان کی بڑی خدمات ہیں، آج تشریف لائے ہوئے ہیں، ہاؤس میں موجود ہیں۔ ہم انہیں welcome کرتے ہیں۔ اب میں جناب سینیٹر اسحاق ڈار صاحب سے جو قائدِ ایوان ہیں، گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Felicitation Speeches on the occasion of the Golden Jubilee Celebrations of the Senate of Pakistan

Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

Honourable Chairman Senate, worthy members of the Senate of Pakistan, valuable and dear guests in the galleries, ladies and gentlemen, *assalam-o-alaikum* and very good morning.

Mr. Chairman, it is indeed a great pleasure to speak at this special session convened in connection with the Senate's Golden Jubilee celebrations. I express my gratitude to you and your team for organizing these celebrations of 50 years of Senate of Pakistan in a befitting manner.

Mr. Chairman, completion of 50-year journey of the Upper House is a historic milestone. Senate of Pakistan has played an important role in strengthening

democratic values and ensuring the rights and full representation of the provincial units.

Mr. Chairman, it is important that we highlight Senate's achievements over the past 50 years during the discussions over the next two days. It is an opportunity to reflect on the institution's rich history and to look forward to the future with renewed enthusiasm and hope.

I have been a part of this journey in Senate for the last 20 years after serving two terms in National Assembly of Pakistan from 1993 to the bleak day of 12th October, 1999. I have personally witnessed the strengthening of this wonderful House and my career as a parliamentarian has grown side by side with its development.

Mr. Chairman, this extraordinary gathering of national and provincial leadership at this unique milestone in our parliamentary progression symbolizes the commonly cherished national integrity and unity that this august House had been conceived to augment in order to make the federation of Pakistan stronger.

Mr. Chairman, we must therefore take this occasion as an opportunity to not only recall the challenges we have endured during these 50 years but also rejoice the progress made towards making Parliament, especially the Upper House a fountain-head of national unity and truly representative parliamentary democracy.

Mr. Chairman, at the same time, we must acknowledge those visionary leaders and legislators who conceived and adopted the constitutional way to

represent and safeguard the rights and interests of the provinces through equal representation in the Upper House i.e. Senate of Pakistan. Today, we must renew our commitment to strengthen pluralism, equality, provincial autonomy and an all-inclusive participatory parliamentary democracy in the country.

Mr. Chairman, following dismemberment of Pakistan in 1971, political realization to provide equal representation to all ethnicities and regions irrespective of their geographical size and population led to the foundation of the Senate of Pakistan. I am pleased to flag that for the challenges being faced by the Federation, this august House has fared well to meet high expectations of the nation.

Mr. Chairman, today, the Senate of Pakistan stands tall as an effective constitutional mechanism to maintain unity and solidarity of the Federation, afford equal representation to provinces and guard their interests.

Mr. Chairman, allow me to say that despite challenges, the Senate has made its mark as the federal chamber dedicated to majority-constraining federalism and maintaining balance of power between the two Houses.

Mr. Chairman, this august House has also made significant headway as a deliberative chamber with a greater and diverse experience is brought to bear on questions of significance contributing to improving the quality of legislation. Likewise, a chamber of continuity in our parliamentary framework, Senate has played the role of a lynchpin in forging national unity and cohesion, providing a dependable platform to manage conflict and

dispute resolutions between the provinces with complete institutional legitimacy.

Mr. Chairman, I would conclude on these words that Pakistan's progress, stability and prosperity hinges on the continuity of the democratic system with stringent and transparent fiscal discipline and more importantly, continuous, collaborative and sustained efforts. Thank you Mr. Chairman. Pakistan *zinda bad*.

جناب چیئرمین: جی سیکرٹری صاحب۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: میں سینیٹر اسحاق ڈار صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس special occasion کے لیے جو یادگاری میڈیلین بنا ہے، معزز چیئرمین صاحب سے receive کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر اسحاق ڈار کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں سینیٹر حافظ عبدالکریم صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ تشریف نہیں لائے۔ اب میں گزارش کرتا ہوں محترمہ سینیٹر عابدہ عظیم صاحبہ سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Senator Abida Muhammad Azeem

سینیٹر عابدہ محمد عظیم: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں سب سے پہلے آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج کے حوالے سے گولڈن جوبلی کا یہ پروگرام منعقد کیا ہے۔ میں تمام اراکین کو اس گولڈن جوبلی کی مبارکباد دیتی ہوں اور سابقہ سینیٹرز کو خوش آمدید کہتی ہوں۔

آج کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ ہاؤس آف دی فیڈریشن ہے اور چاروں صوبوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس میں ہمارے حقوق کا تحفظ ہوتا ہے۔ ہم یہاں پر آ کر بولتے ہیں اور اپنے مسائل کے حوالے سے بات کرتے ہیں لیکن ہم سینیٹرز کے لیے funds نہیں ہوتے، اس وجہ سے ہمیں مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہاؤس میں ہماری خواتین کی نمائندگی کم ہوتی ہے اور ان کو تھوڑا کم بولنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اگلی مرتبہ ایسا نہ ہو۔ ایک مرتبہ پھر میں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: سینیٹر عابدہ عظیم سے درخواست ہے کہ آ کر چیئرمین صاحب سے اپنا یادگاری میڈل وصول کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر عابدہ محمد عظیم کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں سینیٹر افنان اللہ خان صاحب سے گزارش کروں گا، تشریف نہیں لائے۔ محترم سینیٹر احمد خان صاحب، تشریف نہیں لائے۔ محترم سینیٹر پرنس احمد عمر احمد زئی صاحب۔

Senator Prince Ahmed Umer Ahmedzai

سینیٹر پرنس احمد عمر احمد زئی: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کو congratulate کرتا ہوں یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج بلوچستان host کر رہا ہے، آپ کا تعلق چاغی، بلوچستان سے ہے۔ ہمارے سابق سینیٹرز یہاں موجود ہیں، media houses والوں سمیت سب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہماری پارٹی یہاں represent کر رہی ہے اور میں منظور کاکڑ صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ پارلیمانی لیڈر ہیں اور ان کا آج پہلا دن ہے۔ میں آخر میں سب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر احمد عمر احمد زئی کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر انور لال دین صاحب، تشریف نہیں لائے۔ محترم سینیٹر انوار الحق کاکڑ صاحب۔

Senator Anwaar ul Haq Kakar

سینیٹر انوار الحق کاکڑ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! I am humbled کہ آج House of the Federation کی representation کے طور پر اس ایوان نے ایک journey کی صورت میں پانچ دہائیاں طے کی ہیں۔ میں بات کرنے سے پہلے سوچ رہا تھا، introspection کر رہا تھا کہ hypothetically اگر پہلے اجلاس کے بعد آج پچاس سال کے بعد اس کا دوسرا اجلاس ہو رہا ہوتا تو وقت نے پھر بھی کٹ ہی جانا تھا۔ غالباً اہم نقطہ یہ نہیں ہے کہ وقت کٹا ہے، اہم نقطہ یہ ہے کہ یہ وقت کیسے کٹا ہے؟ How did we take this journey? جناب والا! constitutionalism کی اس کہانی، جہاں negative constitutionalism سے لے کر positive constitutionalism پر academia نے، scholars نے، practitioners نے، politicians نے ہمیشہ ایک سیر حاصل گفتگو کی ہے اور ہم

comity of nations میں 150 or 157 countries جو United Nations کے platform پر acknowledged and recognized ہیں، ان میں ہم نے بھی اپنی contribution کی ہے، ہم نے بھی اپنے تئیں یہ سفر طے کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ وقت اپنے ماضی میں جھانکنے کا بھی ہے، we need to peek into our past, so that we could see into our future, we can forecast our future. چھوٹے صوبوں کے حوالے سے، چھوٹی اکائیوں کے حوالے سے، قومیتوں کے حوالے سے ہمارے constitutional designers نے یقیناً اس sense of equality کو translate کرنے کے لیے House of the Federation کو تشکیل دیا لیکن کیا ریاست کی constitutionalism کی جو eventual birth تھی کہ ایک ایسی ریاست جس میں وہ institutions کو birth دے سکیں، جہاں پر separation of powers ہوں، جہاں پر executive, judiciary, legislative اپنے اپنے تئیں، اپنا اپنا کام کرتے ہوئے معاشرے کو ایک functional democracy کی طرف لے کر جائیں۔ جہاں pluralistic and egalitarian value system کے تحت society settle ہو۔

جناب چیئرمین! ہم ایک transitional democracy تھے اور غالباً اب تک ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ we are not a settled democracy. ہمارے ہاں basic democratic questions still at large ہیں۔ جب ہم اس floor of the House پر یہ celebrations کر رہے ہیں، باہر سڑکوں پر political questions آج بھی decision کی طرف جا رہے ہیں، mob psyche کے تحت ہمارے مسائل کے answers ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہم اس forum جو پارلیمنٹ کا forum ہے، ہماری judiciary کا forum, ہماری executive کا forum وہ تینوں کے تینوں شاید ایک ایسے quagmire میں پھنسے ہوئے ہیں جہاں ہم لوگوں کے economic and political rights کی translation and service delivery کے basic concepts کو بھی address نہیں کر پا رہے ہیں۔ جہاں ایک طرف یہ خوشی کا مقام ہے کہ

continuation کے ساتھ یہ ایوان چلا ہے اور ایک اچھی روایت یہ بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ اس ایوان کے earlier contributors بھی ایکinstitutional sense میں جڑتے ہوئے آج اکٹھے ہوئے ہیں، یکجا ہوئے ہیں، یہ خوش آئند بات ہے لیکن اس گفتگو کے خوش آئند پیرائے کے ساتھ ساتھ تلخ حقیقتیں جن میں ہمیں ناکامیاں ہوئی ہیں، ان کی طرف بھی غور کرنے کی ضرورت ہے اور وہ اس لیے ہے کہ اگر ہم ان ناکامیوں پر غور نہیں کریں گے تو شاید ہم آنے والی کامیابیوں کی امید نہ رکھ پائیں۔ ہماری کامیابی کا نہ ہونا basic citizenry کا تصور compromise ہونا ہے، یہ ایک عام شہری کی ناکامی ہے، یہ کسی elitist forum or elitist entity کی ناکامی نہیں ہے، یہ پاکستان کے ایک عام شہری کی ناکامی ہے، یہ سیاست کی ناکامی ہے، یہ constitutionalism کی ناکامی ہے۔

Mr. Chairman, I don't want to sound more cynic on this happy occasion, feel for the good

کی جو ایکfeeling ہے، وہ یقیناً دینی چاہیے۔ ہم نے جہاں کمی اور کوتاہیاں کی ہیں، وہاں بہت سارے ایسے مراحل بھی طے کیے ہیں جو democratic transition میں شاید positively یاد کیے جائیں۔ سب سے بڑی بات کہ 1973 کے آئین کو پانچ دہائیوں سے ہم نےas a consensus document hold کیا ہوا ہے اور society کے اس social contract کو بہتر کرنے میں، اسی کو enforce کرنے میں ہم سب کی political زندگی پنہاں ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: انوار الحق کاکڑ صاحب! آپ تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر انوار الحق کاکڑ کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: میری تمام معزز سینیٹر صاحبان سے گزارش ہے کہ وقت کا خیال ضرور رکھیں۔ جی محترم وزیر مملکت برائے قانون، میں سمجھ رہا تھا کہ آج آپ خاموش بیٹھیں گے۔

Senator Shahadat Awan, Minister of State for Law and Justice

سینیٹر شہادت اعوان (وزیر مملکت برائے قانون وانصاف): جناب چیئرمین! میری گزارش ہو گی بہتر ہو گا کہ آج سینیٹر صاحبان اپنے معزز مہمانوں کو موقع دیں اور ہم انہیں سنیں کہ وہ کیا کہنا

چاہتے ہیں اور اپنے دوستوں سے بھی گزارش ہے کہ چھوٹی تقاریر کریں۔ ماشاءاللہ ہماری lobbies بھری ہوئی ہیں، مہمان دور دور سے آئے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے، اب میں ایوان کو Committee of the Whole میں convert کر دیتا ہوں اور sitting Senators سے گزارش کروں گا کہ وہ میری دائیں جانب نشستوں پر تشریف رکھیں اور left side پر ہمارے سابق سینیٹر صاحبان تشریف لائیں۔ منظور صاحب! آپ ادھر آ جائیں، اگر مشتاق صاحب اُدھر بیٹھنا چاہتے ہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ راجہ ظفر الحق صاحب اور باقی سینیٹرز کو کہیں کہ وہ آ جائیں ایوان میں تشریف لائیں۔ اب میں محترم راجہ ظفر الحق صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Former Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq

سابق سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے 21 یا 22 سال بعد اپنے گھر میں واپس آیا ہوں۔ میں نے سینیٹ کو تعداد، احترام اور understanding کے لحاظ سے ایک فیملی سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سینیٹ کی عزت میں اضافہ ہوا ہے۔ سینیٹ نے اپنی عزت میں constitutional amendments کے ذریعے اضافہ کیا ہے۔ میں اس چیز کا credit آپ کو اور دیگر سینیٹر صاحبان کو دیتا ہوں، خاص طور پر آپ کو دیتا ہوں کہ آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے سب کو adjust کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سینیٹ ایک لحاظ سے پاکستان کی unique body ہے۔ دنیا کی مختلف جمہوریتوں میں جیسے امریکہ اور انڈیا ہیں، وہاں bicameral houses ہیں لیکن پاکستان کے سینیٹ کی خاص بات یہ ہے کہ نہ صرف اس میں تمام units کو equal representation دی گئی ہے بلکہ اس میں کوئی nomination نہیں ہے۔ انڈیا، برطانیہ اور دیگر ممالک میں nomination کا نظام ہے جس میں کھلاڑیوں اور دیگر لوگوں کو nominate کیا جاتا ہے لیکن یہاں سینیٹر صاحبان اپنے، اپنے صوبوں سے elect ہو کر آتے ہیں، پھر بھی کمی یہ ہے کہ سینیٹ کے اختیارات financial matters کے حوالے سے بہت کم ہیں۔ وہ صرف ان معاملات میں سفارشات کر سکتے ہیں۔ قومی اسمبلی ہی اصل بجٹ پاس کرتی ہے اور یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ یہ سفارشات مانے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مزید

improvement کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک economic justice نہیں ہوگا، جب تک economic institutions کی growth نہیں ہوگی، اس وقت تک جمہوریت اور سیاست کی بنیادیں مضبوط نہیں ہو سکتی ہیں۔ اس لئے جو خامیاں ہیں، ان کو دور کرنے کے لئے پہلی چیز یہ ہونی چاہیے کہ ملک کے اقتصادی معاملات میں سینیٹ کی آواز کو زیادہ مؤثر ہونا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ اب تک سینیٹ نے جو role ادا کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ اس سے زیادہ اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہ قومی اسمبلی کے ساتھ مقابلے والی بات نہیں ہے کہ کون پہل کرتا ہے اور کون زیادہ مؤثر ایوان ہے۔ قومی اسمبلی کا اپنا ایک الگ مقام ہے۔ وہ publically elected representatives ہوتے ہیں۔ ان کی الگ constituencies ہوتی ہیں لیکن اگر سینیٹ کے نمائندے بھی اسی طریقے سے گزر کر آئے ہیں تو اس سے سینیٹ کی طاقت میں اضافہ ہوگا۔ میں اور زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ مجھے یہاں آ کر بہت اطمینان اور خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سینیٹ کو اپنا سفر جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جناب چیئرمین: آپ کا بہت شکریہ۔ اب براہ مہربانی تشریف لائیں تاکہ آپ کو شیلڈ پیش کی جاسکے۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر راجہ ظفر الحق صاحب کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں سابق اپوزیشن لیڈر جناب اعتزاز احسن صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Former Senator Barrister Aitzaz Ahsan

سابق سینیٹر بیرسٹر اعتزاز احسن: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ اس نادر اور نایاب سیشن میں آپ نے مجھے گفتار کی دعوت اور اجازت فرمائی ہے۔ میں یقیناً اس بات پر بھی مطمئن ہوں کہ ہمارے بعد جو آنے والے سینیٹر صاحبان ہیں، جب میں ان کی طرف دیکھتا ہوں تو ان میں مجھے بہت قدآور شخصیات نظر آتی ہیں۔ ماشاءاللہ یہ جو ورثہ ہے جو ہم سے پہلے چلا آ رہا ہے، ہم بھی ایک وقت کے لئے اس دھارے میں آئے تھے اور سینیٹر بنے تھے۔ یہ جو وراثت ہم سے آگے گئی ہے، جو اس کے امین ہیں، وہ ہم سے بہتر افراد ہیں۔ سابق سینیٹر راجہ ظفر الحق صاحب سب سے senior Senator رہے ہیں شاید ان کا دورانیہ اب بھی سینیٹ میں سب سے زیادہ ہے اور

میرے خیال میں سینیٹر میاں رضا ربانی سے بھی زیادہ ہے۔ ہمارے دوست اور بھائی بیٹھے ہیں، خواتین بھی بیٹھی ہیں خاص طور پر سینیٹر شیری رحمٰن صاحبہ بیٹھی ہیں، یہ سینیٹ کی عزت میں اضافہ ہے۔ Climate Change and Pakistan کے حوالے سے یہ دنیا میں بہت اہم کام کر رہی ہیں۔ باقی دوست بھی ہیں جن کا میں فرداً فرداً نام نہیں لے سکتا کیونکہ اتنا وقت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ ایک بہت ہی حساس قسم کا کردار ادا کرتا ہے۔ وہ کردار یہ ہے کہ یہ وفاق اور اس کی اکائیوں میں ایک توازن رکھتا ہے۔ اگر کسی وفاقی اکائی کو کوئی درد محسوس ہو رہا ہو، کوئی محرومی محسوس ہو رہی ہو، سینیٹ کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس درد کا ازالہ کرے، اس زخم پر مرہم رکھے۔ بلوچستان میں محرومیاں بہت زیادہ ہیں۔ یہ ایک خوفناک تباہ کاریوں کا سلسلہ ہے۔ یہ انسان خود پر لا رہا ہے کیونکہ وہ اتنا desperate ہوا ہے، وہ اتنا مایوس ہوا ہے۔ بلوچستان میں جو دھماکے ہوتے ہیں، ہزارہ کمیونٹی پر جو وارداتیں ہوتی ہیں، سینیٹ کو اس معاملے پر زیادہ کردار ادا کرنا چاہیے بہ نسبت اس کے جو ابھی کردار ادا ہو رہا ہے یا ہم سے ہوا ہے۔ اس وقت سینیٹ میں ایسے اہم لوگ ہیں جو اس میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نے یہ صرف فوج اور عسکری اداروں کے ہاتھوں میں دیے رکھے تو اس سے بات مزید بگڑے گی بہتری نہیں آسکتی۔ افواج کے پاس کوئی political solution نہیں ہوتا، عسکری اداروں کے پاس کوئی political solution کوئی سیاسی حل نہیں ہوتا۔ یہ سیاسی حل ہمیں نکالنا ہے اور ہمیں اس میں آگے بڑھنا چاہیے۔ اور اپنے ان بیٹوں کو گلے لگانا چاہیے جو گمراہ ہوگئے ہیں۔ جن کو لگتا ہے کہ ان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ یہ ایک بڑی اہم بات ہے جس میں سینیٹ اس سے زیادہ pro-active کردار ادا کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! جب عسکریت کی بات آتی ہے، میری دہلیز پر آج بھی، میرے گھر پر آج بھی teargas shell گر رہے ہیں۔ اس لئے میں کوئی ایسا دکھڑا بیان نہیں کر رہا، ایسا رونا نہیں رو رہا جو شاید موزوں نہ ہو۔ ہم میں اتنی زیادہ divide ہو گئی ہے، ہم تقسیم ہوگئے ہیں، ہم سیاست دان اتنے منقسم ہوگئے ہیں کہ ہمارے ہوتے ہوئے سویلین سیاست دان کے ذریعے، اس کے احکامات پر سویلین سیاست دان کے گھر پر چڑھائی ہو رہی ہے جو نہیں ہونی چاہیے۔ ریاستی ادارے آج ایک کے پیچھے ہیں تو کل دوسرے کے پیچھے ہوں گے، پھر تیسرے کے پیچھے ہوں گے اور ہم میں سے کوئی محفوظ نہ ہوگا۔ ہم یہ سمجھیں کہ یہ ایک کا مسئلہ ہے، مجھے اس سے کیا تعلق ہے اور میں تو ریاست کی رٹ

کو بحال کرارہا ہوں۔ ریاست کی رٹ اس طرح نہیں ہو گی، ہماری رٹ بھی نہیں رہے گی۔ یہاں کے جمہوری ایوان جو اقتدار کے امین ہیں، جو مقتدر ادارے ہیں ان کی رٹ نہیں رہے گی۔ اس پر سوچیئے، اس پر غور کیجیے۔ ہم سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور سینیٹ کے لئے اور موجودہ سینیٹروں کے لئے تو اور بھی زیادہ ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی، میری گزارش ہے کہ گولڈن جوبلی اور سینیٹ تک اپنے آپ کو محدود رکھیں اور وقت کا خیال رکھیں تاکہ آپ کو زیادہ سے زیادہ موقع دیا جاسکے۔ جی، سابق سینیٹر بلور صاحب سے گزارش ہے کہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

اعتزاز صاحب! آجائیں تاکہ ہم آپ کو medallion پیش کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر جناب اعتزاز احسن کو یادگاری میڈل پیش کیا)

Former Senator Ilyas Ahmed Bilour

سابق سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین، سنجرانی صاحب، مرزا آفریدی صاحب، قائد ایوان اور راجہ ظفر الحق صاحب، ہمیشہ راجہ صاحب کبھی Leader of the House اور کبھی Leader of the Opposition ہوتے تھے تو میں انہی کا نام لوں گا۔

میرے عزیز ساتھیو اور دوستو، سینیٹ کے حاضر اور پرانے ممبران، میں 12 مارچ 2018 کے بعد آج اس ایوان میں آیا ہوں۔ میرا تقریر کرنے کا تھوڑا سا موڈ ہے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا، پانچ منٹ میں بات ختم کرلوں گا۔

جناب عالی! جب سے پاکستان بنا ہے پچھتّر سال سے یہ بحث چل رہی ہے کہ اسے کون rule کرے گا۔ عدلیہ، بیوروکریسی، اسٹیبلشمنٹ یا سیاست دان، مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے اپنے ملک اور ساتھ دوسرے ملکوں کو دیکھ کر جو ہمارے ساتھ ہی آزاد ہوئے۔ عدلیہ جو کردار ادا کر رہی ہے یا کر چکی ہے, with due respect to my sitting lawyers سب سے پہلے جسٹس منیر نے مولوی تمیز الدین کی حکومت کو توڑا۔ پھر ذوالفقار علی بھٹو کو شہید کیا گیا۔ اس کے بعد چوہدری افتخار نے بکی ہوئی سٹیل مل کو ختم کیا۔ اس کے بعد جسٹس ثاقب نثار نے کیا کیا فیصلے نہیں دیے، مجھے سمجھ نہیں آتی۔

اس کے بعد ایک شخص سکندر مرزا تھا، شاید آپ لوگوں اور دوسرے بہت سے لوگوں کو نام بھی نہ یاد ہو، پتا ہی نہ ہو کہ he was Deputy Commissioner, Peshawar جو وزیر خارجہ بنا اور اس کے بعد وہ پشاور آیا اور چند دنوں کے بعد وہ گورنر جنرل بن گیا۔ جب ایوب خان صاحب نے جا کر اسے کہا کہ میں آرمی چیف ہوں، مجھے آپ وزیر دفاع ہی بنا دیں اسی وقت انڈیا میں آرمی چیف کو یہی کہا گیا جو کہنے والے ہمارے اوپر ٹینک چلاتے ہیں کہ تم بھی اپنے لئے مانگو تو اس کو تو منتخب حکومت نے اسی وقت یہ کہا کہ تم جاؤ اور سیکنڈ آدمی کو چارج دے دو۔ یہ وزیر بن گئے۔ سکندر مرزا کیا تھا، وہ ایک بیوروکریٹ تھا جو ڈپٹی کمشنر سے گورنر جنرل بن گیا۔ اس کے بعد ہمارے ساتھ، پاکستان کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا وہ سب کو پتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو چھپی ہوئی ہو۔

اب اگر کوئی کاروباری آدمی، کوئی business community کا بندہ یا کوئی industrialist کوئی نقصان کرتا ہے، پیسے اس کے پاس نہیں ہوتے تو وہ اپنے کاروبار کو چلانے کے لئے اپنی جائیداد بیچتا ہے، اپنے گھر کے زیور بیچتا ہے یا اپنی قیمتی چیزیں بیچتا ہے۔ اب ہم مانگتے پھر رہے ہیں، کبھی آئی ایم ایف کے پاس، کبھی ایک کے پاس کبھی دوسرے کے پاس اور آئی ایم ایف کبھی ہمیں ادھر پھینکتا ہے اور کبھی ادھر پھینکتا ہے۔ ہم نے elite لوگوں کے لئے جو چیزیں بنا کر رکھی ہوئی ہیں، ان کو بیچیں، ہم سٹیل مل کو کیوں نہیں بیچتے۔ اسلام آباد اور راولپنڈی میں تین گالف کورس ہیں، چار لاہور میں ہیں، چار کراچی میں ہیں، اس طریقے سے اتنی اچھی اچھی ہماری properties ہیں جو بک سکتی ہیں تو ان کو بیچیں۔ کیا یہ elites گالف کھیلیں تو ٹھیک ہیں یا وہ پیسے ہمارے خزانے میں آئیں تو ٹھیک نہیں ہے؟ اگر آئی ایم ایف نے سات ارب دے دیا تو کیا ہوگا؟ اس کے بعد پھر بھی بھوکے ہی رہیں گے۔

دوسرا، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ الیکشن نوے دن میں کرانے پڑتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ ہم جیل جاتے تھے۔ جب ہمارے وارنٹ آتے تھے تو وہ ہمارا پندرہ دن کا ریمانڈ دیتے تھے۔ آج کل دو دن کا یا ایک دن کا ریمانڈ دیتے ہیں پھر بھی وہ رو رہے ہیں۔ وہ جب باہر نکلتے ہیں تو روتے ہیں، کوئی کہتا ہے میرے ساتھ یہ ہو گیا، وہ ہو گیا۔ ارے یار! دو دن اور تین دن کا ریمانڈ کیا ریمانڈ ہے؟ ہم نے

پندرہ پندرہ دن کے ریمانڈ دیکھے ہیں، ہمارا 3 MPO, 90 days کا ہوتا تھا اور ان کا 3 MPO, 10 days کا ہوا ہے تو خدارا! اس ملک کو بچائیں، اس کو ملک کو لے کر چلیں۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نوے دن میں الیکشن کرانا پڑتا ہے لیکن یہاں مشتاق صاحب آئین کی کتاب لے کر بیٹھے ہوئے تھے کہ آئین میں یہ لکھا ہوا ہے لیکن کہیں یہ لکھا ہوا ہے کہ کوئی لاڈلا اپنی انا کے لئے اور اپنی خواہش کے لئے اپنے آپ کو بڑا دکھانے کے لئے، اپنے آپ کو پاکستان کا باپ بنانے کے لئے یہ آرڈر کرے کہ جی میری اسمبلیاں توڑ دو اور نوے دن میں الیکشن کراؤ، یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ اسمبلی ٹوٹے گی، اسمبلی کسی طریقے سے بھی ٹوٹ سکتی ہے۔ اسمبلی ٹوٹے گی، اس کا الیکشن نوے دن میں ہوتا ہے۔ یہ عجیب سی بات ہے، پاکستان میں ایک لاڈلا بنا ہوا ہے، پتا نہیں اس کو کیا کرنا چاہتے ہیں، کیا نہیں کرنا چاہتے۔ جو لائے تھے انہوں نے کیا کیا اور کیا نہیں کرتے۔ خدارا! لاڈلے کی ضد کے نتیجے میں ملک کو تباہی کی طرف نہ لے جائیں۔

جہاں تک پختونخوا کا تعلق ہے، وہاں ہم دہشت گردی کی frontline پر تھے اور اب پھر ہیں۔ جناب چیئرمین! کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن میں بڑے دکھ سے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے گھر کے تین بچے، تین جوان اس دہشت گردی میں گنوائے ہیں۔ پڑھے لکھے، Barrister, جوان میں نے گنوایا ہے، لوگوں کو دہشت گردی کا پتا کس طرح لگے گا، جس کے گھر پر آتی ہے، آگ لگتی ہے، اسے ہی پتا ہوتا ہے دہشت گردی کیا ہے۔ دہشت گردی کسے کہتے ہیں؟ یہ ہمیں پتا ہے کہ دہشت گردی کسے کہتے ہیں۔ اے این پی میں ہزاروں لوگ شہید ہوئے ہیں۔ میرا آخری بچہ ہارون بلور جو شہید ہوا ہے، وہ بیرسٹر تھا۔ اس جلسے میں، میں بھی بیٹھا تھا۔ میں مر جاتا تو اچھا ہوتا، کم از کم وہ بچ جاتا۔ وہ ہمارا مستقبل تھا۔

جناب! دہشت گردی کو دیکھتے ہوئے، خدارا! آپ جو بھی فیصلہ کریں، اس ملک کے امن کے لیے، اس ملک کے استحکام کے لیے اور اس ملک کی بہتری کے لیے فیصلہ کریں۔ لاڈلوں پر زیادہ انتظار نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: آئیں بلور صاحب۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر الیاس احمد بلور کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: محترم جان جمالی صاحب، سابق ڈپٹی چیئرمین سینیٹ، سپیکر بلوچستان اسمبلی۔

Former Senator Jan Muhammad Khan Jamali

سابق سینیٹر جان محمد خان جمالی: بلوچستان والوں کا سانس ایسے چڑھا ہوتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین! جان صاحب اپنی گپ شپ سے ایوان کا ماحول خوشگوار بنائیں گے۔ جی۔

سابق سینیٹر جان محمد خان جمالی: اس زمانے میں تو quips pass کرتے تھے، ابھی تو quips بھی بھول گئے ہیں۔ اب تو ہمیں صرف آلو اور پیاز کی فکر پڑی ہے، یہ حالت آئی ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین، میرے معزز اراکین میں بہت senior اراکین بیٹھے ہوئے ہیں، ساتھی بھی تھے۔ پھر دوستوں نے، رضا ربانی صاحب، زاہد خان صاحب، ڈار صاحب، یوسف رضا گیلانی صاحب نے اٹھارھویں ترمیم pass کرادی، ہمیں واپس کوئٹہ بھجوادیا۔ اٹھارھویں ترمیم پر سائیں آپ نے ہمیں واپس بلوچستان بھجوادیا۔ آپ نے کہا کہ اُدھر ہی رہیں۔ آج ایک موقع ہے کہ ایک والد بھی floor of the House پر کھڑا ہے اور میری بیٹی بھی بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔

Mr. Chairman: Javed Abbasi Sahib, welcome to the House.

سابق سینیٹر جان محمد خان جمالی: اچھا سائیں کچھ چیزیں ہیں، میں ذکر کرتا جاؤں گا۔ میں 1965 میں Aitchison College میں پڑھ رہا تھا، وہ انتخابات کا سال تھا۔ راجہ ظفر الحق صاحب، اگر میں غلط نہیں ہوں، وہ کونسل مسلم لیگ میں تھے۔ محترمہ مادر ملت فاطمہ جناح اور ایوب خان کا الیکشن تھا۔ جیسے ہی الیکشن ہوا، BD system House کا بنا ہوا تھا، اس کے تحت جو نتیجہ آنا تھا it was understood. This is January, 1965 I am talking about. میں نے وہ phase بھی دیکھا as a young boy, studying in Class IV. پھر اسی سال ستمبر میں ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کردیا۔ ہم لاہور میں boarding میں تھے، وہ دن بھی دیکھے۔ پھر 1969 میں مجھے شیخ مجیب الرحمٰن سے ملنے کا موقع ملا۔ وہ بلوچستان کے دورے پر آئے ہوئے تھے، واپسی پر جمالی فیملی کی چائے پی کر پھر وہ سومرو صاحب کے پاس شکارپور گئے۔ ان کا ایک جملہ مجھے آج تک یاد ہے۔ کہتا ہے کہ ہم پیار لے کر آیا ہے، پیار لے کر جائے گا۔ یہ اس لیڈر کا جملہ تھا۔ ہم نے اس کو کیا پیار دیا، وہ 1971 میں ظاہر ہوگیا۔ اکثریت

جو پاکستان بنانا چاہتے تھے، وہ بنگالی بھائی چھوڑ کر چلے گئے۔ جو بھی حالات بنے، ہماری اہلیت، نااہلیت کی وجہ سے بنے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کوششوں سے 1973 کا آئین pass ہوا، اس ایوان میں آج بھی وہ تصویر لگی ہوئی ہے جہاں ہمارے seasoned Members ہیں۔ اسٹیٹ بینک بلڈنگ میں اجلاس ہو رہے تھے، تاج جمالی صاحب ایم این اے تھے، میں ان کو ملنے آگیا۔ ایک بڑی interesting parliamentary skirmish بھی میں نے دیکھی between Mehmood Ali Kasuri and Abdul Hafeez Pirzada. اس فلور پر جو الفاظ استعمال ہوئے، میں کاکول سے آیا ہوا تھا، مجھے فوج میں جانے کا جوش چڑھا تھا، I was the first one in the army from my family. وہ skirmish بھی میں نے دیکھی، وہ میں اس ایوان میں repeat نہیں کرنا چاہتا۔ وہ موقع بھی دیکھا، وہ دور گزر گیا۔

1977 میں جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو ہٹایا گیا، میری posting حیدرآباد میں تھی، وہ takeover بھی دیکھا۔ پھر 1979 میں جو حالات ہوئے، وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی hanging ہوئی، اس وقت بھی ہم لوگ وردی میں تھے، بہت افسوس ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے کہا کہ یار میرے سے یہ نوکری نہیں ہوتی، میں استعفا دے کر چلا گیا۔ 1979 to date I am in public life. چھ مرتبہ ایم پی اے بن چکا ہوں۔ اس ایوان کا بھی چھ سال رکن رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ کیا کھویا اور کیا پایا۔

میرے بھائی! اب آپ کو عملی بات بتادوں، میرے سینیئر بھائی بیٹھے ہیں، مجھ سے اتفاق نہیں کریں گے لیکن رضا ربانی صاحب کو اس وقت بھی چلتے چلتے کہتا تھا، you will not like this, کہ رضا صاحب، سینیٹ کے الیکشن direct کرادیں، سینیٹ کو financial powers دے دیں اگر یہ ملک چلانا ہے۔ وہ پارلیمانی جمہوریت کی بات کرتے تھے، Westminster system کی بات کرتے تھے تو انہوں نے اس کمیٹی میں وہی pass کرائی۔ اٹھارھویں ترمیم میں ہمیں اختیارات مل گئے، وہ اختیارات جو ہمیں ملے ہیں، ہمارے جیسے صوبے میں ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہم اختیارات کے ساتھ کیا کریں۔ بہت سی چیزیں ہم devolve ہی نہیں کرسکے، implement بھی نہیں کرسکے، وہ چل پڑے۔ عملی طور پر بتا رہا ہوں کہ اگر ملک

کو چلانا ہے تو اختیارات برابری کی بنیاد پر سینیٹ کو دیں اور سینیٹ کو financial powers دیں۔ سینیٹر کو direct elect ہو کر آنا پڑے گا۔ یہاں میں cut short کرتا ہوں، زیادہ بحث میں نہیں پڑتا۔ بہت شکریہ، مل کر دل خوش ہو رہا ہے۔ پھر واپس جائیں گے، انتخابات کی تیاریاں کریں لیکن شاہ صاحب، میں معذرت کے ساتھ لفظ استعمال کر رہا ہوں، جو بدتمیزی شروع ہو گئی ہے، رضا ربانی صاحب، you will bear me out, یہ برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ پھر اس میں میڈیا کا ہاتھ ہے، ہم لوگوں کی غلطیاں ہیں، بہت سی باتیں ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آئیں جان صاحب۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر جان محمد خان جمالی کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: سابقہ سینیٹر سحر کامران صاحبہ، وقت کا خیال رکھیں، آپ کے سارے ساتھی بھی بولنا چاہتے ہیں، شکریہ۔

Former Senator Sehar Kamran

سابق سینیٹر سحر کامران: جناب چیئرمین! سب سے پہلے شکریہ کیونکہ سب سے پہلے gender balance سامنے آیا۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کو، معزز اراکین، former Senators کو اور جو guests ہیں ان سب کو مبارک باد پیش کرتی ہوں، آج ہم صرف سینیٹ کو celebrate نہیں کر رہے بلکہ آئین پاکستان کو celebrate کر رہے ہیں، جو پاکستان کے استحکام کی ضمانت ہے، جب میں آئین پاکستان کی بات کروں گی تو میں اپنے لیڈر شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی جو اس آئین کے خالق بھی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تمام بہن اور ماؤں نے، جنہوں نے اس آئین کو متفقہ طور پر approve کیا ان سب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی۔ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ اور پھر آئین کو اصلی ساخت میں بحال کرنا اور اپنی Parliament powers کو دینا، میں سابق صدر جناب آصف علی زرداری صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی اور وہ تمام ممبرز جنہوں نے اس کے لیے کاوشیں کیں ان سب کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی۔ جب بات خراج تحسین کی ہے تو کچھ ممبرز ہمارے درمیان نہیں ہیں میں سب کے نام نہیں لے سکتی لیکن مرحوم سینیٹر حاجی عدیل صاحب، مرحوم سینیٹر طاہر مشہدی صاحب اور مرحوم سینیٹر حاصل بزنجو صاحب یہ وہ قدآور شخصیات ہیں جن کی خدمات کا اگر

میں اعتراف نہ کروں تو میری بات مکمل نہیں ہوگی۔ جناب چیئرمین! پھر ہم سب ان تمام باتوں کو دہرائیں گے اور میں بھی مختصراً کہوں گی کہ آئین پاکستان جیسے آپ نے کہا وفاق کی اور پاکستان کے جمہوری نظام کے استحکام کی بھی علامت ہے۔ جب آئین کی بات کر رہی ہوں تو یہ بھی کہوں گی کہ اس ایوان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے ایک قانون پیش کیا تھا کہ پاکستان کے آئین اور civic education کو نصاب کا حصہ بنادیا جائے وہ نہ صرف اس ایوان سے منظور ہوا بلکہ قومی اسمبلی سے بھی منظور ہوا، وہ آج پاکستان کا Act ہے، میں سمجھتی ہوں یہ ایک ایسا موقع ہے جہاں پر اس قانون پر عمل درآمد ہونا چاہیے، being a custodian of the House آپ اس کو ensure کریں کہ جب ایک قانون بن جاتا ہے تو پھر اس پر عمل درآمد بھی ہو، مجھے یہ کہنے کی ضرورت آج اس لیے بھی پیش آئی کہ میں نے social media اور کئی اخباروں کے تراشے دیکھے جس میں سفارشات مانگی جارہی ہیں کہ کس طریقے سے آئین پاکستان کو یا civic education کو نصاب کا حصہ بنایا جائے، جو قانون پاس ہوا تھا اس کے تحت commission بنا تھا، اس میں نمائندگی دونوں ایوانوں کی بھی تھی، چاروں صوبوں کی بھی تھی، experts کی بھی تھی اور وزیر تعلیم اس کے سربراہ تھے۔ جب ایک قانون پاس ہوچکا ہے میرے خیال سے اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے، ہمیں اس سے انحراف نہیں کرنا چاہیے، یہ important نہیں کہ قانون کس نے پیش کیا، important یہ ہے کہ یہ قانون پیش ہوا، یہ قانون منظور ہوا، یہ پاکستان کا Act ہے، آئین پاکستان ہمارے نصاب کا حصہ ہونا چاہیے تاکہ جمہوری نظام، آئین کے بارے میں جو بار بار ابہام آتا ہے وہ دور ہو، ہم اپنے بچوں کو بہتر تعلیم دے سکیں، اسی کے ساتھ ساتھ جو civic education ہے، جو ہمارے معاشرے میں آج کل ایک انتشار دیکھ رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ civic education کو ہم نے نصاب سے نکال دیا ہے، اس کو دوبارہ نصاب کا حصہ بننا چاہیے اور اس قانون پر جب ہم Golden Jubilee celebrate کر رہے ہیں، اس پر عمل درآمد ضرور ہو یہی میری گزارش ہے، بہت شکریہ، پاکستان زندہ باد، پاکستان سینیٹ زندہ باد۔

جناب چیئرمین: شکریہ، اب تشریف لائیں۔

I welcome to his Excellency the Ambassador of Kosovo to Pakistan, now he is in the House and sitting on the left

side, it's his first day as Ambassador in Pakistan, Excellency welcome to the House.

(اس موقع پر جناب چیئرمین صاحب نے معزز سابق سینیٹر سحر کامران کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں سابق سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں۔

Former Senator Syed Hidayatullah Shah

سابق سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ، آپ نے کافی عرصے کے بعد ہمیں یہاں پر بلایا جس طریقے سے راجہ ظفر الحق صاحب نے کہا کہ آج ہم دوبارہ اپنے گھر میں آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ثناء مہربانی کرکے تشریف رکھیں، دوسروں کو سنیں، مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔

سابق سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: اس وقت سب سے بڑا مسئلہ جو درپیش ہے ایوان بالا اس کو حل کرسکتا ہے،۔ ہمارے زمانے میں جس وقت ہم سینیٹ میں تھے، اس وقت ادب کا خیال رکھا جاتا تھا، بے ادبی بد تہذیبی، بد اخلاقی نہیں تھی، آج ہماری سیاست میں بے ادبی، بداخلاقی اور بد تہذیبی ہے۔ چھوٹے اور بڑے کا امتیاز ختم ہوچکا ہے اور نوجوان طبقہ اکثر نہیں ہیں لیکن ایسے لوگ ہیں جو بڑوں کے ادب کا خیال نہیں رکھتے، ہمارا دین، ہمارا مذہب اس بات کا مشاہدہ کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے (عربی) لیکن ہماری پاکستان کی سیاست پچھلے دور سے لیکر، پچھلا جو دور آیا ہے ایسی بد تہذیبی، بد اخلاقی پر مشتمل ہے کہ کسی کا بھی ادب واحترام ختم ہوگیا، جس زمانے میں ہم تھے، اس زمانے میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو اور مرحوم مفتی محمود کی سیاست ہوا کرتی تھی، اس کے بعد قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور جو وزیر اعظم بنے ہیں لیکن اس میں ادب کی چاشنی، بڑے کا احترام، چھوٹے کے ساتھ شفقت ہوتا تھا۔

جناب چیئرمین! آپ کی بہت بڑی مہربانی کیوں کہ یہ سینیٹ واحد ادارہ ہے جو تمام صوبوں اور اکائیوں کا ادارہ ہے، مساوات عدل و انصاف کا ادارہ ہے، اس وقت ہمارے پاس جو بد تہذیبی، بد اخلاقی ہے، ادب اور احترام ختم ہوچکا ہے، آپ تھوڑا اس پر بھی توجہ دیں امید ہے پہلے کی طرح جو ادب اور احترام تھا وہ بحال ہوگا۔ میں آخر میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے یہاں پر آنے کی دعوت دی، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی، اب آپ ادھر تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ صاحب کو یادگاری میڈل پیش کیا گیا)

جناب چیئرمین: اب میں سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Former Senator Farhatullah Babar

سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کو اور سینیٹ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے 2023 کے سال کو سینیٹ کی جانب سے Golden Jubilee منانے کا اہتمام کیا ہے اور میں تمام موجودہ سینیٹرز، سابقہ سینیٹرز اور سینیٹ سیکریٹریٹ کے عملے کو خوش آمدید کہتا ہوں اور complement کرتا ہوں۔

جناب! میں صرف دو باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں یقیناً وقت کی بہت کمی ہے۔ میں آئین اور سینیٹ کے حوالے سے دو گزارشات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے جن لوگوں نے اس آئین کو بنایا اور اس کو defend کیا آج کے دن ہم اُن تمام لوگوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔ خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت ضروری ہے کہ جن لوگوں نے اس کو پامال کرنے کی کوشش کی، subvert کیا، sabotage کیا، suspend کیا یا abrogate کرنے کی کوشش کی اور اس کے ساتھ اُن لوگوں کو بھی جنہوں نے اُس suspension کو، abrogation کو اور held in abeyance کو قانونی جواز مہیا کرنے کی کوشش کی، ہم آج کے دن اُن کی مذمت کرتے ہیں بلکہ بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ آج کی celebrations کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کی مذمت کی جائے جنہوں نے اس آئین پر حملے کیے۔

جناب چیئرمین! پاکستان قوم کا جو ethos ہے وہ democratic ہے اور یہی وجہ ہے کہ آئین پر حملوں کے باوجود یہ آئین برقرار رہا ہے۔ آج تک کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اس کو abrogate کرکے اپنی طرف سے کوئی نیا قانون لاتا یہ ایک بہت اہم بات ہے اس آئین کی یہ خصوصیت ہے اور میں اس کے تمام خالقوں کو، اس آئین کو defend کرنے والوں کو ایک بار پھر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! آپ کے دفتر، you are the custodian of the House اور آپ کے دفتر کے باہر جو alley ہے اُس میں تمام سینیٹرز صاحبان کے نام جو مختلف

ادوار میں اس ایوان کا حصہ رہے ہیں لیکن بڑا significantly اُس میں دو plaques آویزاں ہیں جو کہ کالے رنگ کے ہیں اور وہ کالے رنگ کے plaques اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ dictatorship اور غاصبوں کے دور میں House of the Federation معطل ہو گیا تھا۔ میں اس پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ ایک Federation کی آواز ہے، اُن لوگوں کی مذمت کی جنہوں نے اس House of the Federation کو معطل کیا تھا آئین پاکستان کو معطل کیا تھا تو اسی بات کو میں آگے بڑھاتے ہوئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس پر کچھ غور کریں۔ آپ نے کالے رنگ کے دو plaques آویزاں کر دیے ہیں، کیا یہ درست نہیں ہو گا، مناسب نہیں ہو گا کہ آپ دو دو registers بھی بنائیں۔ ایک register کا title ہو The National Register of Glory and Honour اور اُس register میں اُن تمام لوگوں کے نام ہوں۔ میں کوئی تجویز نہیں کرتا کہ کن کن لوگوں کے نام ہوں، تمام لوگوں کے نام ہوں جنہوں نے آئین کی پاسداری کی اور اُس کے لیے قربانیاں دیں۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا register بھی ہو، جس کا رنگ کالا ہو اور اُس کا نام ہو National Register of Horror and Shame ایک ہو، Glory and Fame اور دوسرا ہو Horror and Shame اور وہ کالے رنگ کا ہو اور اُس register میں اُن تمام لوگوں کے نام درج ہوں جنہوں نے آئین کو پامال کیا ہو یا پھر آئین کو پامال کرنے والوں کو اپنا دست دیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ اُن دو plaques جو کہ آپ کے دفتر کے باہر کالے رنگ میں آویزاں ہیں اُس conversation کو آگے advance کرکے ایک National Register of Honour and Fame اور دوسرا کالے رنگ کا register, National Register of Horror and Shame بنوائیں۔

دوسری بات، میری آپ سے گزارش ہو گی کہ یہ House of the Federation ہے اور یہ تمام Federations کی اکائیوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ میرا تعلق صوبہ خیبر پختونخوا سے ہے جہاں پر دہشت گردی کی آگ لگی ہوئی ہے۔ میں آج آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس پر تحقیق کریں کہ اس آگ کے پیچھے کون لوگ ہیں؟ اُن لوگوں نے

آپ کی پیٹھ کے پیچھے، اس پارلیمان کی back کے پیچھے سیاسی جماعتوں کی back کے پیچھے اُن دہشت گردوں کے ساتھ بات چیت کا ڈھول پیٹ ڈالا جو ہمیں ہلاک کر رہے ہیں اور ہمیں زندہ جلا رہے ہیں۔ میں اس ایوان اور آپ سے گزارش کروں گا کہ اس موضوع پر آپ گفتگو کریں اور ہمارا صوبہ جو کہ اس Federation کا ایک حصہ ہے اس کی حفاظت کے لیے اور بچاؤ کے لیے آپ اپنا کردار ادا کریں۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں دعوت دی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: محترمہ سینیٹر فرح عاقل شاہ صاحبہ۔ اچھا ایک منٹ۔ آپ تشریف رکھیں۔ فرحت اللہ بابر صاحب، آپ تشریف لے آئیں۔ آپ اپنا تحفہ وصول کر لیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: محترمہ فرح عاقل شاہ صاحبہ، پلیز۔

Former Senator Farah Aqil Shah

سابق سینیٹر فرح عاقل شاہ: شکریہ، جناب چیئرمین۔ میں اس ایوان میں تشریف فرما تمام سابقہ اور present Senators کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے ہمیں آج یہاں invite کیا اور اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ میرے ذہن میں کچھ خیالات آ رہے تھے اور میں آپ کو اُن کے بارے میں یقیناً کچھ بتانا چاہوں گی۔ میں نے جب اپنا tenure مکمل کیا تھا تقریباً آٹھ سال قبل کی بات ہے۔ ہم لوگ اُس وقت جن جن کمیٹیوں میں بطور رکن تھے جیسا کہ میں Inter Provincial Coordination کی کمیٹی کو chair بھی کر رہی تھی اور میرے ساتھ دیگر Senators بھی کمیٹی کے ممبر تھے اور chair بھی کر رہے تھے۔ ہم تمام بطور ممبر اور چیئرمین بہت اہم کمیٹیز میں کام کرتے رہے ہیں۔ اُن کمیٹیوں میں بہت اہم issues پر بات چیت کی جاتی تھی۔ ہم اُن تمام معاملات پر سیر حاصل بحث اور مسائل کا حل نکالتے تھے۔ ہماری discussion میں کچھ suggestions آتی تھیں اور ہمیں اہم باتوں کے بارے میں آگاہی بھی ملتی تھی جیسا کہ کوئٹہ سے متعلق کچھ علاقے ایسے تھے جن میں خطرناک بیماریاں اور ایسے ایسے issues آئے تھے جو کہ

سالہا سال سے پڑے ہوئے تھے جو کہ کبھی discuss بھی نہیں ہوتے تھے۔ ہم لوگوں نے اُس وقت کافی لوگوں کو invite کیا اور اُن سے مختلف موضوعات پر رائے لی لیکن ہوا کیا؟

جناب! آج میں بہت افسوس سے اس بات کا ذکر کر رہی ہوں کہ اتنے سال گزرنے کے بعد بھی مسائل جوں کے توں ہیں اور ہماری دی گئی سفارشات پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ جیسا کہ میری فاضل رکن سینیٹر سحر کامران صاحبہ نے کہا کہ ایسی کمیٹی میٹنگز کا کیا فائدہ جہاں ہم اتنی محنت کے بعد حل نکالتے ہیں اپنی suggestions دیتے ہیں اور پھر اُن پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا۔ کیا یہ ایوان اور کمیٹیاں صرف ایک debating club بن کر رہ گئی ہیں؟ ہم ان ایوانوں میں اپنا وقت نکال کر آئیں اور بحث کریں اور اپنی تجاویز دیں پھر ہوتا کیا ہے اور ہماری کسی بھی تجویز پر کوئی بھی عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔

جناب! آپ کو پتا ہے کہ actions speak louder than words اور اگر ہمارے یہاں آنے کا، بیٹھنے کا اور بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو آپ ذرا سوچیں نا کہ یہ جو ہمارے درمیان عوام کے درمیان gap ہے اس میں دن بدن اضافہ کیوں بڑھتا جا رہا ہے۔ آج عوام کی سیاسی لوگوں پر اعتماد کی کمی نظر آ رہی ہے۔ آج عوام ہماری عزت نہیں کر رہے اور ہمیں عزت اور قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھ رہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج ہمیں بھی کچھ اپنے اوپر reflect کرنا ہوگا، mind کرنے کی بات تو ہے، میں خود بہت mind کرتی ہوں۔ ہم جیسے پہلے فخر سے، شوق سے یا پھر خوش ہو کر بتاتے تھے کہ میں سینیٹر ہوں مگر اب مجھے کچھ جھجک محسوس ہوتی ہے ابھی کیونکہ ایک ایسا narrative بھی build ہو گیا ہے جس میں مجھے لگتا ہے کہ ہمارا بھی اس میں تھوڑا قصور ہے ہمیں اس میں mind نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ہم بھی شاید اُس طرح سے عوام کی امیدوں پر اور لوگوں کی جو ہم سے expectations تھیں اُس پر پورے نہیں اتر سکے اور اس کی main وجہ یہی ہے کہ laws بنتے ہیں مگر اُن پر کوئی عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔ میری آپ سے گزارش ہوگی آپ اسے ensure کروائیں تاکہ یہاں پر جو بات کی جاتی ہے اس پر عملدرآمد ہو سکے۔ ہم نے اسی ایوان میں اپنی retirement پر کہا تھا please ہمیں on board رکھیں۔ ہمارے tenure کے بعد ایسا ہرگز نہ سمجھیں کہ ہم اب فارغ ہو گئے تو ہم بے کار ہو کر ایک طرف اپنے

گھروں میں بیٹھ جائیں گے۔ ہمیں آپ اُن کمیٹیز میں ضرور بلائیں جن میں ہم نے کچھ اپنا role ادا کیا تھا۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آپ اب تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر فرح عاقل شاہ کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی صاحب۔

Former Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini

سابق سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ سب سے پہلے آپ، نئے سینیٹرز، سابقہ سینیٹرز اور اہل پاکستان کو سینیٹ کی Golden Jubilee مبارک ہو۔ ہمیں اس بارے میں یہ سوچنا ہوگا کہ ہم نے 50 سال میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ بنیادی طور پر یہ بحث کافی لمبی چوڑی ہوگی، اس کو cover up کرنا بڑا مشکل ہوگا لیکن میں آپ کی مہربانی اور اجازت سے دو چار منٹ چاہوں گا۔

جناب! پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں خرابیوں کو بھی دیکھنا چاہیے اور سینیٹ میں جو چیزیں پنپتی رہیں اور build ہوتی رہی ہیں جن سے جمہوریت کو سہارا ملا تو ان کو بھی یاد کرنا چاہیے۔ یہاں بے انتہا قانون سازی ہوئی، ہمارے Senate and National Assembly کے توسط سے بڑے بڑے Bills pass ہوئے اور خصوصاً 18th Amendment نہایت ہی بہتر تھی۔ اس کے علاوہ ایک چیز note کرنے کی ہے کہ سینیٹ کو House of the Federation کہا جاتا ہے کیا واقعی ہم اپنے Federating Units کی تشنگی دور کر سکے؟ میرے خیال میں ہمیں سب تسلی دیتے ہوں گے، FATA کے مسائل حل ہوئے ہوں گے، بلوچستان کے مسائل حل ہو چکے ہوں گے یا دیگر چھوٹے صوبوں کے بنیادی مسائل حل ہو چکے ہوں گے۔ اہل بلوچستان آج تک سراپا احتجاج ہیں، FATA والے سراپا احتجاج ہیں، Interior Sindh والے سراپا احتجاج ہیں، it does mean کہ ہم نے ان کے مسائل حل نہیں کئے۔ کیا وجوہات ہیں؟ وجوہات پر comprehensive discussion کی ضرورت ہے۔

جناب! ہمارے ہاں خراب پہلو یہ ہے کہ ہماری elite class خصوصاً political leaders side لیتے ہیں اور جب وہ side لیتے ہیں تو وہ خرابی کی بھی side لیتے ہیں، اچھے

آدمیوں کی بھی side نہیں لیتے۔ بعض اوقات انہوں نے کسی کی حمایت میں سوچنا ہو یا حمایت کرنی ہو تو ان کی تعریف کیا کرتے ہیں۔ جمہوریت کی کیا حالت ہے، trichotomy of power کی بات کی گئی تو ہر ایک ادارے کو اپنی domain میں رہنا چاہیے تھا لیکن کوئی ادارہ domain میں رہ پا رہا، اب بھی مداخلت ہے۔ یہاں پر پارلیمنٹ میں جو قانون سازی ہوتی ہے یا ہو چکی ہے، آئین پاکستان کی جس انداز میں تشریح کی جاتی ہے، کیا وہ according to the rules and regulations ہے۔ کیا ہماری judiciary یا وکلا یا دیگر اداروں کا اس بارے میں concern ہے۔ یہاں تک مداخلت کی حد ہے کہ ہر وقت پارلیمنٹ کو ضعیف کرنا اور جمہوری اداروں کو کمزور کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔ ہم 50 سال میں کچھ build نہیں کر سکے، ہم مضبوط جمہوریت نہیں دے سکے، it means that we are not successful. ہم نے سینیٹ کی power کے بارے میں بات کی ہے، خصوصاً سینیٹر میاں رضا ربانی صاحب اور ان کی team نے اس بارے میں کام بھی کیا لیکن ہم اس کو وہ power دینا ہی نہیں چاہتے۔

جناب! آپ جب Federating Units کی بات کرتے ہیں، equality کی بات کرتے ہیں تو اس کو یہاں پر بھی constitutional power دے دیں اور legislation کے ساتھ ساتھ financial powers دیں، اگر یہ نہیں دیں گے تو اس طرح کی کمزوریاں ہوں گی اور اسی طرح لوگ demand کرتے پھریں گے۔ ہم بے چارے بلوچستان والے کہتے ہیں، وہاں کے مسائل بہت سارے ہیں، ان کے مسائل حل ہونے چاہییں، ہمیں ان کو کچھ دینا چاہیے، یہ تمام باتیں بڑی تکلیف دہ ہیں۔ میں پچاس سالہ گولڈن جوبلی کے موقع پر آپ اور تمام دوستوں کے سامنے یہ لانا چاہتا ہوں کہ خدارا! پارلیمنٹ کو مضبوط کیا جائے اور خدارا! سینیٹ کو مضبوط کریں۔ سینیٹ میں جو بھی legislation ہو، میں جب یہاں پر موجود تھا تو ہم نے یہاں پر legislation کی تو اس کو null and void کروا دیا گیا۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے اور اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ جہاں پر جو decisions ہوتے ہیں whatsoever پارلیمنٹ میں ہوتے ہیں، اس کو کوئی change نہیں کر سکتا لیکن ہمارے آئین کی تشریح مختلف انداز سے ہوتی ہے۔ ایک ہفتے ایک تشریح ہوتی ہے، دوسرے ہفتے دوسری تشریح ہوتی ہے اور پھر تمام لوگ سوئے ہوتے ہیں۔ میرے حق میں، اداروں کی کوئی باتیں ہوتی ہیں تو میں بڑا خوش ہوتا ہوں، میری مخالفت میں ہوتی ہیں تو میں ناراض ہوتا

ہوں۔ ہم نے اسی پارلیمنٹ کو گالیاں دیں، ہم نے اس کو کہا کہ یہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں بیٹھا جائے۔ ہم اس کے بعد بھی اس کی سیاست کرتے ہیں اور اس کے through اقتدار میں بھی آتے ہیں۔

جناب! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ Golden Jubilee does mean کہ کچھ چیزیں achieve کر لینی چاہییں، ہم نے کچھ ضرور کی ہیں۔ یقیناً جدوجہد اسی طرف جا رہی ہے لیکن ہم نے زیادہ کھویا ہے، ہم نے اپنے Federating Units کو مضبوط نہیں رکھا۔ اس وقت بھی اہل بلوچستان کے مسائل ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مسائل حل ہوں۔ میرے بلوچستان کے لوگوں کی اب بھی یہی بات ہے، میں بلوچستان کی بات کرتا ہوں، بعض لوگ سراپا احتجاج ہو جاتے ہیں کہ بلوچستان کی بات ہے۔ میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ میرے ہاں جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ خدارا! وہ میرے لوگوں کو بھی دیں، اگر آپ نے Federation and Senate کو مضبوط کرنا ہے، پارلیمنٹ کو مضبوط کرنا ہے اور trichotomy of power پر عملدرآمد کرنا ہے تو یہ بہتر ہو گا کہ verbosity نہیں ہونی چاہیے، rhetoric نہیں ہونی چاہیے۔ تمام Federating Units کی straightforward تشنگی دور کرنی چاہیے تب ہم شوق اور خوشی سے کہیں گے کہ اہل پاکستان کو گولڈن جوبلی مبارک ہو اور خصوصاً ہم بھی زندہ قوموں میں شامل ہیں۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ آپ medallion لینے کے لیے تشریف لے آئیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی صاحب کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: یہ Committee of the Whole ہے تو میں اس کے ساتھ ساتھ کچھ sitting Senators کو موقع دوں گا تاکہ آپ لوگ ان کو بھی سنیں۔ سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب۔

Senator Molana Atta Ur Rehman

سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد۔ میرے انتہائی محترم جناب چیئرمین صاحب! آپ کو آج کے اس پچاس سالہ دن منانے پر من کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آنے والے تمام معزز مہمانوں خاص کر ہمارے پیش رو ممبران سینیٹ کو اس خوشی میں شریک ہونے پر پخیر راغلے، خوش آمدید، جی آیاں نوں اور بلی کری آیا کہتا ہوں۔ جناب! جہاں آج

کے دن یہ ہال نئے اور پرانے سینیٹرز اور گلوں سے سجایا گیا ہے، میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو بھی ایسی خوشیوں سے سجادے۔ ہم جو پچاس سالہ سفر کر چکے ہیں، اس میں جتنی خوشیاں ہیں یا ہم اس ملک کو جو خوشیاں دے چکے ہیں، ان کا ذکر ہوا بھی ہے اور ہوتا بھی رہے گا۔ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے اس ملک کے چہرے کو شب خون مار کر آلودہ بھی کیا ہے لیکن آج ان زخموں کا ذکر کرنے کا دن نہیں ہے۔ ہماری پشتو میں ایک ضرب المثل ہے کہ قافلے کی خیر کی بات کرو، اس کے نقصانات کا ذکر نہ کیا جائے تو بہتر ہو گا۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے اس ملک سے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور حاصل کرتے بھی رہیں گے لیکن ہم نے اس ملک کی وحدت کو بھی پارہ پارہ کیا ہے۔ ہم نے اس کے چہرے کو خون آلود بھی کیا ہے، اگر آج ہمیں پچاس سال کے بعد بھی یہ احساس ہو جائے کہ اس House کو House of the Federation کہا جاتا ہے اور یقناً اس House نے ایک کردار ادا کیا ہے۔ یہ ایوان اس چیز پر کام کرے کہ ہم اس ملک کو مزید کس طرح بچا سکتے ہیں، میرے خیال میں یہ ہمارے لیے بہت بڑا سہرا ہو گا کہ ہم اس ملک کو بچا پائیں۔ میں پچاس سال کے اس طویل سفر پر جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے اور پوری قوم کی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ ان شاء اللہ آئندہ ہم سب مل کر اس ملک کے خوب صورت چہرے پر لاالٰہ الااللہ کے قانون کا جھومر سجا سکیں گے۔ بہت شکریہ، بہت مہربانی۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن صاحب کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب سے گزارش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ایوان کو تنگ نہ کرتے ہوئے وہ صرف دو منٹ کی تقریر کریں گے۔

Senator Bahramand Khan Tangi

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کو اور اس ایوان کے تمام ساتھیوں کو گولڈن جوبلی تقریبات منعقد کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور جناب چیئرمین! میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ کی leadership and Chairmanship میں آئندہ بھی ایوان بالا کی عزت اور وقار کے لیے آپ اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین! آج اس special session میں آنے والے تمام مہمانوں اور بہن بھائیوں کو میں اس موقع پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرے دائیں جانب بیٹھے ہوئے راجہ ظفرالحق صاحب سے میں نے تین سال بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ ایوان اگر آج گولڈن جوبلی منا رہا ہے تو یقیناً اس میں میرے دائیں جانب بیٹھے ہوئے سینیئر ساتھیوں کا بھی کردار رہا ہے اور اس ایوان بالا کو ہمیشہ عزت اور احترام دیا ہے لیکن جناب چیئرمین! میرے کچھ ساتھیوں نے اٹھارھویں ترمیم کے بارے میں بات کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی وجہ سے، رضا ربانی صاحب سابق چیئرمین سینیٹ آف پاکستان اور ان کی ٹیم نے محنت کرکے اٹھارھویں آئینی ترمیم کی شکل میں اس ملک کو ایک تحفہ دیا تھا۔ اس ایوان کی طرف سے، رضا ربانی صاحب اور ان کی ٹیم کی طرف سے، پاکستان پیپلز پارٹی اور میری leadership نے محنت کرکے اٹھارھویں ترمیم کا جو تحفہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام صوبوں کے جو وسائل ہیں وہ ان کے عوام پر خرچ ہوں، وہ ان کے کام آئیں، وہاں جو حکومت ہوتی ہے وہ اپنی qualities utilize کرکے اس صوبے کے غریب عوام پر خرچ کریں اور وہ احساس محرومی کا شکار نہ ہوں لیکن جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ اس ایوان بالا نے ایک اور کام بھی کرنا ہے جب وفاقی بجٹ کا مرحلہ آتا ہے تو اس وقت آپ کو اور اس ایوان بالا کو بھی کوشش کرنی چاہیے اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب جو کہ اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہیں بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے کہ بجٹ میں بھی اس ایوان کا اپنا ایک role ہو، اس لیے کہ یہ ایوان بالا ہے اور ایوان بالا کو پاکستان کے بجٹ میں اپنا ایک اہم role ادا کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! 1973 سے لے کر آج تک، 1973 کے آئین میں جو محسوس کیا گیا کہ پاکستان جن اکائیوں پر مشتمل ہے، جس میں چھوٹے صوبے ہیں اور برابری کی بنیاد پر ایک ایوان ہونا چاہیے تو 1973 کے آئین میں اس وقت کی leadership نے محسوس کیا کہ سینیٹ ہونا چاہیے اور سینیٹ وجود میں آ چکا ہے۔ اس دن سے لے کر آج تک تمام Chairmen Senate نے اپنا constructive role play کیا ہے لیکن میں آپ کو appreciate کرتا ہوں کہ آپ کی Chairmanship میں یہ گولڈن جوبلی تقریبات منعقد ہو رہی ہیں، بطور چیئرمین تین روز اور پانچ سالوں سے میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے مختلف مسائل پر اس ایوان کو اجازت دی ہے اور ان پر discussion ہو چکی ہے اور ایسے بل جو قومی اسمبلی سے پاس ہوئے تھے ان میں اپنا

حصہ ڈالا ہے۔ میں آپ سے امید رکھوں گا کہ بطور چیئرمین سینیٹ آپ آئندہ بھی اس ایوان بالا کے لیے اپنا کردار ادا کریں گے۔ بہت شکریہ۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کروں گا سینیٹر دنیش کمار صاحب سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: شکریہ، جناب چیئرمین! First of all I warmly welcome our foreign delegation اور میں اپنے دوستوں کو بھی (بلوچی، براہوی، سندھی، پنجابی، پشتو) زبانوں میں خوش آمدید کہتا ہوں، جیسا کہ سینیٹ کو House of the Federation کہتے ہیں تو یہ تمام زبانوں کا ایک گلدستہ ہے۔

جناب چیئرمین! آج یہاں خطاب کرتے ہوئے مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ پچاس سالہ تقریبات منائی جا رہی ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ جب سینیٹ کی پچھتّر سالہ ڈائمنڈ جوبلی ہو گی تو شاید ہم میں سے کوئی یہاں نہ ہوں اور اوپر جا چکے ہوں لیکن یہ تاریخ کا حصہ رہے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ جیسا کہ آپ نے یہ تاریخی موقع دیا ہے اس کے لیے میں آپ کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ ایوان بالا، سینیٹ آف پاکستان پورے ملک کا ایک گلدستہ ہے۔ جس طرح سے آپ نے یہاں پھول سجائے ہوئے ہیں ویسے ہی یہ پھولوں کا ایک مجموعہ ہے اور ان پھولوں میں آپ گلاب کے پھول ہیں۔

جناب چیئرمین! میں Federation of Pakistan کے حوالے سے کہوں تو سینیٹ کی بہت خوبیاں ہیں۔ میں آج یہاں خوبیاں بھی بیان کروں گا اور خامیاں بھی بیان کروں گا۔ میں یہ بتاؤں گا کہ ہم نے جو پچاس سالہ سفر طے کیا ہے اس میں ہماری کامیابیاں، کمی اور کوتاہیاں کیا ہیں، میں ان تمام پر نظر ڈالوں گا تاکہ ہم اپنی کوتاہیوں اور خامیوں سے سبق سیکھیں۔ ہمارے جو نئے سینیٹرز آئیں گے یا جب یہ ایوان ڈائمنڈ جوبلی منا رہا ہو گا تب انہیں پتا ہو کہ ہم نے ان کے لیے کیا خامیاں چھوڑی ہیں تاکہ وہ بھی انہیں دور کر سکیں۔

جناب چیئرمین! بحیثیت اقلیتی اور غیر مسلم رکن مجھے خوشی محسوس ہوتی ہے اور میں داد دیتا ہوں کہ جب اٹھارھویں ترمیم پاس ہوئی تو اس میں اقلیتوں کے لیے reserved seats رکھی گئیں جس کے لیے میں تمام جماعتوں کا، خصوصی طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیں یہاں پر نمائندگی کا حق دیا۔ سب سے میں کہوں گا کہ آج میں یہاں ہوں، گردیپ سنگھ ہیں، یہاں آپ کو مسلم کے ساتھ ہندو بھی ملیں گے، سکھ اور کرسچن بھی ملیں گے، یہ ایک خوب صورت گلدستہ ہے، یہ اقوام متحدہ کی طرح ہمارا ایوان بالا ہے کہ یہاں ہر مذہب کے لوگوں کی نمائندگی ہے۔

جناب چیئرمین! آپ نے بھی کہا کہ جب 1971 کے بعد 1973 کا قانون آیا، fall of Dhaka کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ صوبوں کے درمیان عدم مساوات کو ختم کرنے کے لیے سینیٹ معرض وجود میں آیا جس میں بہت ہی اچھی بات یہ بھی تھی کہ اس میں تمام صوبوں کی برابر نمائندگی ہو مگر بحیثیت بلوچستانی مجھے افسوس ہے جس طرح ہم سینیٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ ایک rubber stamp ہے۔ ہمیں استعمال کیا جاتا ہے صرف yes and no کے لیے، ویسے ہمیں علم نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ جناب والا! اسحاق ڈار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اسحاق ڈار صاحب اسی سینیٹ کے نمائندے ہیں، ہم سے مذاق کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں بجٹ میں ہم سے کہا جاتا ہے کہ آپ ہمیں تجاویز دیں، ہم چودہ دن تک یہاں بیٹھے رہتے ہیں اور کتابیں پڑھ رہے ہوتے ہیں، پھر تجاویز دیتے ہیں لیکن جب چودہ دن کے بعد قومی اسمبلی میں ہماری تجاویز جاتی ہیں، میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ ردی کی ٹوکری میں پھینکی جاتی ہیں۔ میں نے دو بجٹ بھگتائے ہیں اور ان دونوں بجٹ میں 99% ہماری تجاویز پر عمل نہیں ہوا، ہماری اہمیت اور اس ایوان کی اہمیت 1% ہے اور 99% نہیں ہے۔

میں آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں بچپن میں ہم کھیل کھیلا کرتے تھے تو ہم سے چھوٹے بچے آتے تھے تو ہم آنکھ لگا کر کہتے تھے کہ گڈو گیڑا ہے جو بھی یہ کرے گا اس کی نہیں چلے گی اور ہمارے ساتھ بھی ویسا ہی ہے کہ جو بھی ہم باتیں کرتے ہیں اس پر عمل نہیں ہوتا، ہم اپنے آپ میں خوش ہیں کہ ہم ایوان بالا ہیں مگر ہمارے اختیارات نہیں ہیں۔

جناب والا! اگر اس معزز ایوان کو عدم مساوات کے حوالے سے آپ نے تبدیل کرنا ہے تو بلوچستان کے جو حالات ہیں، جس طرح سے اعتزاز احسن صاحب نے کہا کہ بلوچستان کے حالات تبدیل کرنے ہیں تو اسے معاشی اعتبار سے مضبوط کرنا ہے اور میں آپ کو بتادوں کہ ہماری قومی اسمبلی میں نمائندگی 16 MNAs ہیں اور 04 reserved seats ہیں تو یہ 20 ہوئیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ 342 کے ایوان میں صرف 20 اراکین کیا کریں؟ اور یہ ظالم پارٹیاں ہیں جو وفاق کی وہ بھی ہمیں اسی عینک سے دیکھتے ہیں کہ ان کے 20 ممبران ہیں اس لیے بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں ہوتا، بلوچستان کی تباہی و بربادی کی یہی وجہ ہے اور جب مشترکہ اجلاس ہوتا ہے تو ہم بلوچستان کے 23 نمائندے ہو جاتے ہیں اور یہ 20 نمائندے جب آپ کا پورا ہال 442 میں سے ہمارے 43 ,42 نمائندے کیا کریں گے؟ یہ تو عدم مساوات ہے۔ اس لیے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس عدم مساوات کو دور کرنے کے لیے ہمیں قانون سازی کرنی پڑے گی اور اس موقع پر میں کہتا ہوں کہ آپ بھی عہد کریں۔ اسحاق ڈار صاحب! آپ سنیں، آپ آئیں اور آپ اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: سن رہے ہیں۔

سینیٹر دنیش کمار: نہیں سن رہے۔ یہاں پر میں کہتا ہوں قائد ایوان وہ ہونا چاہیے جو یہاں آکر اس ایوان کو توقیر دے۔ اسحاق ڈار صاحب کو تو میں نے کبھی کبھار دیکھا ہے یہ تو آتے ہی نہیں ہیں تو اس ایوان کی کیا توقیر ہو گی۔ جناب والا! مجھے آپ بتائیں میں نے دیکھا ہے کہ ایک ہفتے میں آپ کے rules میں لکھا ہے کہ وزیر اعظم صاحب یہاں آئیں گے۔ آج مجھے دو سال ہو گئے ہیں، میں نے کسی وزیر اعظم کو یہاں نہیں دیکھا یہ توقیر ہے ہمارے ہاؤس کی؟ مجھے بتائیں کہ ہم تو کہتے ہیں یہ ایوان بالا ہے ہمیں تو ایوان زیریں کیا ہماری تو جو اسکولوں میں اسمبلی ہوتی ہے اس سے بھی کم حیثیت حاصل ہے، میں یہ دل سے باتیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: دنیش صاحب! براہ مہربانی آپ یہ آگے اجلاس میں کرلیں۔ میری آپ سے آج درخواست ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: چلیں میں آتا ہوں اس چیز کو چھوڑیں میں ملک کی طرف آتا ہوں۔ اب مجھے بتائیں میں اس 50 سالہ تقریبات پر آپ کے توسط سے تمام ہماری قومی پارٹیوں سے کہتا ہوں کہ پاکستان ہماری ماں ہے، جناب عمران خان صاحب، جب آپ شوکت خانم ہسپتال بناتے ہیں آپ اپنی

ماں کے لیے ہسپتال بناتے ہیں تو کیا پاکستان آپ کی ماں نہیں ہے؟ نواز شریف صاحب، جب آپ اپنی ماں کو یاد کرتے ہیں جب وہ ویل چیئر پر تھیں تو آپ کی سعادت تھی کہ آپ ان کی ویل چیئر چلاتے تھے تو کیا پاکستان آپ کی ماں نہیں ہے؟ بلاول بھٹو صاحب، جب آپ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا نام لیتے ہیں، آپ اپنی ماں کے لیے روتے ہیں تو کیا پاکستان آپ کی ماں نہیں ہے؟ کیا ہم اس ماں کے لیے اکھٹے نہیں ہو سکتے؟ کیا اس ماں پر جو ابھی زخم ہیں ان زخموں پر مرہم پٹی نہیں کر سکتے؟ ہم اپنی انا پرستی اور ضد پر قائم ہیں اور ملک کا بیڑا غرق کر رہے ہیں اور یہ میں آپ کو بتا دوں کہ آنے والی نسلیں ہمیں ایسے الفاظ سے یاد کریں گی کہ آپ سوچ نہیں سکتے اور یہ عوام آپ دیکھنا ہمارے ساتھ ایسا حشر کرے گی کہ ہم باہر نکلنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ میں جھولی پھیلا کر تمام لیڈروں سے کہتا ہوں کہ اس ملک پاکستان کے لیے تمام اکھٹے ہو جائیں، پاکستان ہے تو آپ ہیں نہیں تو آپ لوگ بھی دربدر کی ٹھوکریں کھائیں گے۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر دنیش کمار کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کروں گا سابق چیئرمین سینیٹ، سینیٹر فاروق ایچ نائیک صاحب سے۔

Senator Farooq Hamid Naek

Senator Farooq Hamid Naek: Thank you. Honourable Chairman, Senate of Pakistan, honourable Members of the Senate, my dear former colleagues,

It is a great pleasure and honour that I stand before you today to commemorate 50th Anniversary of the Senate of Pakistan. As a former Chairman of Senate, I feel a special sense of pride and accomplishment in seeing this institution grow into the true guardian of democracy and of the rights of Pakistan's Federating Units.

In the past half-century, Senate has played a central role in the advancement of Pakistan. It has stood as a symbol of democracy, solidarity, and forward movement for Pakistani people. Functioning as a representative assembly of Pakistan's Federating Units,

Senate has given a platform to every opinion and has stood firmly to safeguard rights of all citizens by maintaining balance in our Parliament.

There is no doubt that the Senate has also served as a saviour and guardian during difficult, turbulent, and uncertain times. It has also greatly helped in shaping political, social, and economic landscape of Pakistan. With its continued and untiring efforts, the Senate became the voice of our people and as their advocate to help them prosper and flourish.

While we gathered here to celebrate this milestone and reflect upon our individual and collective achievements, we must all acknowledge many challenges that lie ahead. Our country faces many complex issues that require our urgent attention. We need to work together beyond our party politics to find solutions, to many of these challenges. Senate has a power to play a pivotal role in this process and we must make use of it together in these difficult times.

As a Senator, I had worked hard outpouring all my learning as a member of the prestigious and legendary Pakistan Peoples Party. This party has been my home and my political university. Here, vision of legendary Shaheed Zulfikar Ali Bhutto granted me foresight; and prowess and confidence of Shaheed Mohtarma Benazir Bhutto granted me resilience and perseverance. I have nothing but praise for them. May Allah grant them highest ranks in Jannah! Ameen!

We must continue to uphold principles of democracy, freedom, and justice that are enshrined in our Constitution. We must work together to strengthen

Senate as an institution, and ensure that it remains a relevant and effective voice for the people of Pakistan.

I am confident that with dedication and commitment of our esteemed Senators, Senate will continue to play a pivotal role in shaping future of our beloved Pakistan. We must all work together to ensure that Senate remains a shining example of democracy and progress, and a source of pride for all Pakistanis.

On this momentous occasion, let us renew our commitment to our country and to the Senate, and work together to build a brighter future for all Pakistanis.

May Allah Almighty give us the foresight, strength, and ability to take Pakistan to unprecedented heights. Pakistan, Paindabad. Thank you.

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر فاروق حامد نائیک کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کرتا ہوں جناب محترم سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب سے۔

Senator Hidayatullah Khan

سینیٹر ہدایت اللہ خان: (عربی)۔۔۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کا آپ کی ٹیم اور تمام سینیٹر صاحبان کا مشکور ہوں کہ آپ لوگوں نے Golden Jubilee program کاانعقاد کیا۔ اس موقع پر ہمیں Mr. Zulfikar Ali Bhutto کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ ان کی سب سے پہلی achievement یہ تھی کہ اس ملک کو ایک متفقہ آئین دیا اور ان کے ساتھ ان parties کا بھی ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہیے جنہوں نے ان کا ساتھ دیا تھا۔ جن کی وجہ سے یہ bicameral House بنا اور ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج سے نصف صدی قبل سینیٹ نے اپنا سفر شروع کیا تھا، اپنے قیام کے بعد اس mission کے ساتھ کہ ہم تمام صوبوں کو اختیارات منتقل کریں گے اور تمام صوبوں کے حقوق کی equality کی بنیاد پر پاسداری کریں گے۔ جس میں ہم کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے، کافی ساری آئینی ترامیم ہوئیں جس میں 18th and 25th Amendment جو FATA سے related ہے۔ ہم تمام parties کے شکر گزار

ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اسی طرح کی آئینی ترامیم آئندہ بھی ہوں گی کیونکہ یہ دونوں Houses اسی مقصد کے لیے بنے ہوئے ہیں کہ ہم آئین بنائیں، آئین میں ترامیم کریں۔ پارلیمنٹ کی خوبصورتی یہی ہے اور جمہوریت اسی کو کہتے ہیں کہ ہم پارلیمنٹ کے ذریعے تبدیلی لائیں، سڑکوں پر تبدیلی نہ لے کر آئیں وہ زمانہ اب گزر چکا ہے۔ پارلیمنٹ میں قانون سازی ہونی چاہیے اور میں اس وقت تمام parties سے گزارش کروں گا کہ اس House کے decorum کا خیال رکھیں، اس House کے جو مقاصد تھے جس کے لیے یہ بنا تھا اس میں above party flags سب سوچیں، سب اکھٹے ہوں، سب مل بیٹھیں۔

میں ایک اور گزارش بھی کروں گا زیادہ وقت نہیں لوں گا سب نے بات کرنی ہے کہ ملک میں جو موجودہ صورتحال ہے، ایک تو ہماری financial position بہت زیادہ خراب ہو رہی ہے کیونکہ ہم نے اس ملک کے لیے کچھ نہیں کیا۔ معذرت کے ساتھ کسی party نے پہلے سے کبھی کوئی plan نہیں بنایا کہ حکومت میں آ کر اس کو implement کریں گے۔ میری درخواست ہے کہ تمام parties مل بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکالیں تاکہ ہم financial crisis سے نکل سکیں۔ دوسری بات جو ہم سب کے سامنے ہے، سب کو مل بیٹھنا چاہیے کہ جو موجودہ آئینی صورتحال بنی ہوئی ہے اور سڑکوں پر ہم کھڑے ہیں اس کے لیے تمام parties ایک table پر مل بیٹھیں، مہربانی کریں اور ملک کو اور امتحانات میں نہ ڈالیں بہت ہی کمزور حالات ہیں۔ میں اس floor پر سب سے appeal کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: تشریف لائیں۔ سینیٹر صاحب تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر ہدایت اللہ خان کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر ہلال الرحمٰن صاحب، تشریف نہیں لائے ہیں۔ محترم سینیٹر فیض محمد صاحب۔

Senator Molvi Faiz Muhammad

سینیٹر مولوی فیض محمد: (عربی)۔۔۔آیت کے لفظی معنی ہیں: اگر اللہ کی نعمتوں کو تم گننے لگو گے تو گن نہیں سکو گے جو اللہ نے احسانات کیے ہیں۔ اللہ نے ہمیں یہ ملک دیا اور امن کے ساتھ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اللہ کی ان نعمتوں کا ہم شکر ادا کریں۔ میں جب کبھی باہر جاتا ہوں تو میں

بندروں کو دیکھتا ہوں وہ جانور جس کا ہم نام نہیں لیتے اس کو سور بولتے ہیں، اپنے بچوں کے ساتھ ان سے ہم کھیلتے ہیں لوگ fruit پھینکتے ہیں اور وہ کھاتے ہیں۔ بلوچستان میں کچھ لوگوں کی حالتیں ایسی ہیں جن کے بچے کئی مدت سے غائب ہیں اور ان کے لیے ان کی مائیں روتی رہتی ہیں وہ سخت پریشانی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے یہ کام لیں اور پورے ملک کے اندر جو لوگ غائب ہیں وہ واپس آ جائیں اور اللہ اس ملک کو امن کے ساتھ رکھے۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ مولانا صاحب۔ تشریف لے آئیں گے؟ ادھر آ جائیں۔ میری ایک گزارش ہے محترم سینیٹر شہادت اعوان، ثنا جمالی، سرفراز بگٹی، نزہت صادق صاحبہ، پلوشہ صاحبہ، ڈاکٹر افنان، کامران مرتضیٰ، کہدہ بابر اور رانا محمود الحسن صاحب ہمارے protocol کے ساتھ رابطے میں رہیں جو معزز مہمان آ رہے ہیں ان کو receive کر کے ساتھ لے آئیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر فیض محمد کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: جی سیکریٹری سینیٹ صاحب۔

جناب سیکریٹری سینیٹ: اجلاس کا پہلا حصہ اختتام پزیر ہوا ہے جناب چیئرمین کے اعلان کے بعد تمام اراکین اور سابقہ اراکین ظہرانے کے لیے Senate Banquet Hall میں تشریف لے جائیں۔

جناب چیئرمین: Committee of the Whole کی meeting تین بجے دوبارہ ہو گی۔

(At this moment the House/meeting of the Committee of the Whole was adjourned till three in the evening)

(کمیٹی آف دی ہول کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین، محمد صادق سنجرانی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: السلام علیکم۔ تشریف رکھیں۔ میں تمام مہمانان گرامی خصوصی طور پر اسپیکر قومی اسمبلی، گورنر سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا، وزیر اعلیٰ سندھ جو ہمیشہ House of the Federation کے ہر function میں ماشاء اللہ پہنچ جاتے ہیں ان کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ باقی ہمارے جو دوست یعنی پرانے سینیٹرز آئے ہوئے ہیں آپ سب کو خوش آمدید

کہتے ہیں۔ ابھی آپ کو معلوم ہے کہ سینیٹ کو ہم نے Committee of the Whole میں convert کیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ اسپیکر صاحب سے کارروائی شروع کریں گے۔ میری گزارش ہے کہ آپ سب قومی ترانے کو سننے کے لیے اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں قومی ترانہ سنایا گیا)

جناب چیئرمین: اب میں اسپیکر قومی اسمبلی راجہ پرویز اشرف صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ سینیٹ کی Golden Jubilee کی تقریبات کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Raja Pervez Ashraf, Speaker National Assembly

راجہ پرویز اشرف (اسپیکر قومی اسمبلی): شکریہ، جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Honourable Chairman Senate, dignitaries, the Governors, Chief Ministers, the former Chairmen, sitting and former Senators, distinguished audience, ladies and gentlemen Asslamualaikum. I delightfully stand here before you today to commemorate a very special occasion on the Golden Jubilee of the Senate of Pakistan. As today marks a significant milestone in our country history. We gathered here to reflect on 50 years of the Senate contribution to strengthening democracy and ensuring national cohesion. This is a momentous occasion that presents us with the unique opportunity to celebrate the achievements of our parliamentary system and to devise a framework that will further enhance it effectiveness. Excellencies ladies and gentlemen, as you all are aware that in Pakistan all constitutions had unicameral legislature until the debacle of East Pakistan in 1971. After the unfortunate incident it was felt that there should be a check in place on the domination of the largest province in the central legislature with equal representation.

Ladies and gentlemen, it was that fortunate moment when the 1973 Constitution of the Islamic Republic of Pakistan came out with a second House named Senate. Provincial autonomy was the long demanded right of provinces brought about by the 18th Amendment to the Constitution that gives a new and dynamic role to the Senate. The aspirations of the drafters were met via the 18th Constitution Act 2010 wherein the Prime Minister along with his Cabinet was made responsible to the Senate. Reports of the Auditor General of Pakistan relating to the accounts of the Federation to be laid before the Senate. Numbers of seats were increased. NFC was made responsible to the Parliament.

Ladies and gentlemen, the inclusion of Senators in the Public Accounts Committee was also a historic development that has not been achieved in a smooth manner rather systematic and consistent endeavours have remained a steering factor in the formation of the Joint Committee on Public Accounts that would further strengthen the democratic system in the country.

Ladies and gentlemen, as you all over aware that Federation is a set up most suited to country with diversity. A bicameral legislature has become the necessity of multi-cultural Federation since it best satisfies the need of Federating Units by giving them equal representation to participate in legislation and accountability processes. Not just that, it also guarantees impartiality through providing a second deliberation on matters overshadowed otherwise.

Distinguished guests, being House of the Federation, the Senate of Pakistan was formed with a principle of chamber of continuity which symbolizes a process of continuity in the national affairs. Throughout its existence, the Senate has served as a critical check on the powers of the executive and has been instrumental in shaping legislative policies that have had a profound impact on the lives of our citizens. Today, as we reflect on the past 50 years, we take pride in the Senate's accomplishments in promoting democracy, transparency and accountability. I also stress on further strengthening of the Senate to ensure ethnic and provincial equilibrium in the country.

Ladies and gentlemen, on this auspicious occasion, I also pay tribute to all those who have served in the Senate of Pakistan over the past half a century and to those who continue to serve in this august House. Your dedication, commitment and service to the people of Pakistan are greatly appreciated.

Ladies and gentlemen, given that this year also celebrates the Golden Jubilee of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. This truly is a momentous occasion for all of us.

Ladies and gentlemen, before I proceed further, I would like to take this opportunity to honour the contributions of Shaheed Zulfikar Ali Bhutto in this regard. Under his able leadership, the Constitution of 1973 was drafted and adopted which remains the supreme law of the land to this day. The Constitution enshrines the principle of democracy, federalism and the

rule of law and provides for the protection of fundamental rights and freedom.

Ladies and gentlemen, respect and mutual consultations are the true spirits of the Constitution of Pakistan. Therefore, being custodian of the House, a huge responsibility lies on our shoulders; a responsibility to display impartiality and protect parliamentary privilege; a responsibility to uphold the Constitution and democracy and last but not the least, a responsibility to make sure that the voice of audience in the House is not suppressed by any means.

Honourable members, both Houses of the Parliament must work in harmony. Collaboration between the Secretariats of the two Houses of Parliament is crucial for the effective functioning of our parliamentary system. By working together, the Secretariats can help to ensure that the parliamentary proceedings are conducted smoothly and efficiently while promoting greater transparency and accountability in our democratic system.

Ladies and gentlemen, today Pakistan stands at a crossroad of time. We are facing many challenges but we also have many opportunities. As the guardians of the rights of our people, it is now on us to decide where we want to take our country. We can either choose to continue down the path of the despair where corruption and strife continue to reign or we can choose to take our country towards the light of hope where progress, prosperity and peace are possible. We must not rest our laurels and remember that power to make this choice lies with us. To achieve this goal, we must work together

across party-lines and personal interests for the greater good of our nation. We must also work towards protecting the rights of our citizens, upholding the Constitution and ensuring that all parliamentary proceedings are conducted in accordance with the law.

We have the power to bring about change. Let us use this power wisely and with a sense of responsibility.

Ladies and gentlemen, before I conclude, I must reiterate that commemoration of such event is of paramount importance as it allows us to reflect on our shared history, celebrate our achievements and renew our commitment to the values and principles that define our nation. Let us use this occasion to rededicate ourselves to the cause of democracy, federalism and the rule of law and to work together to build a stronger, more inclusive and a more prosperous Pakistan. With this, I thank you all. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: شکریہ راجہ صاحب۔ راجہ صاحب! تشریف لائیے، آج کے حوالے سے آپ کو ایک میڈل پیش کرتے ہیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے راجہ پرویز اشرف، سپیکر، قومی اسمبلی کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کرتا ہوں جناب کامران ٹیسوری صاحب، گورنر، صوبۂ سندھ سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Mr. Muhammad Kamran Khan Tessori, Governor Sindh

جناب محمد کامران خان ٹیسوری (گورنر سندھ): اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین سینیٹ، صادق سنجرانی صاحب اور یہاں پر موجود تمام سینیٹرز، گورنرز، چیف منسٹرز، اسپیکر صاحب، چیمبر کے جو لوگ یہاں موجود ہیں اور اس سینیٹ ہال میں جتنے بھی حاضرین اور ناظرین موجود ہیں، سبھی کو السلام علیکم۔ مجھے آج ایوانِ بالا کی گولڈن جوبلی/پچاسویں سالگرہ میں آپ

نے مدعو کیا، آپ کا شکریہ۔ میں تمام سینیٹرز اور اس ایوانِ بالا کی شخصیات کو آج پچاس سال پورے ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔

چیئرمین سینیٹ، سنجرانی صاحب! آپ نے گزشتہ کئی سالوں سے جس طرح اس ہاؤس کو چلایا ہے اور آج اس تقریب کا جو اہتمام کیا ہے، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے یہ سوچا کہ میں کچھ باتیں، گزارشات آپ کے توسط سے اس ایوانِ بالا کے سامنے رکھوں۔ پچاس سال کی گولڈن جوبلی اور پچھتّر سال کا پاکستان۔ چیئرمین صاحب! ہم بہت ساری تقاریر کرتے ہیں جو بہت ہی خوبصورت اور حسین باتوں پر مبنی ہوتی ہیں لیکن ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ ہم اس پر عمل کرواپاتے ہیں اور کیا اس ملک میں پچھتّر سال گزرنے کے باوجود ان میں سے کسی چیز پر عمل ہوا۔ ہم ان ایوانوں کی بالادستی اور قانون کا احترام اور سبھی چیزوں کی مصلحت سے گزرتے ہوئے، اپنے اس وطن اور اس میں رہنے والوں کو بہت غریب کر چکے ہیں۔

آج پاکستان جن معاشی حالات سے گزر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جن معاشرتی حالات سے گزر رہا ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے۔ آج پاکستان کے عوام اور پاکستان دنیا بھر میں ایک اور دو بلین ڈالرز کے لیے آئی۔ایم۔ایف کے سامنے اور ان دوست ممالک کے سامنے جنہوں نے ہمارے سامنے اور ہمارے ساتھ ساتھ اس ترقی کا سفر جاری و ساری کیا تھا، کیا ایسی وجہ ہے اور کون سے ایسے عوامل ہیں کہ وہ تو بہت آگے چلے گئے جبکہ آج پاکستان کہاں کھڑا ہے۔ آپ پاکستان میں رہنے والوں کی حالت سے بخوبی واقف ہیں۔ میرے پاکستان میں لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی گزارنے کے لیے کیا کچھ نہیں کر رہے، میں اس ماں کے اس درد کو کیسے پوچھوں جو اپنی گلی میں کھلونے والے کے آنے سے پہلے اپنے بچے کو سلا دیتی ہے۔ میں اپنے اس بھائی اور بہن کو کیا جواب دوں جو اس ملک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود روزگار کے مواقع ڈھونڈ رہے ہیں۔ اگر ایک talented نوجوان جسے پاکستان میں کچھ نہیں ملے گا تو وہ پاکستان سے باہر چلا جائے گا، ایک اچھا معیشت دان، ایک اچھا businessman جسے پاکستان میں مواقع نہیں ملیں گے تو وہ دنیا کے کسی دوسرے ملک میں جا کر اپنا کاروبار کرے گا اور پچھتّر سالوں سے یہی ہوتا رہا ہے۔ اگر ہم بنگلا دیش کی مثال لیں تو 97 billion dollars کے reserves کے ساتھ وہ دنیا میں اپنا کاروبار کر رہا ہے۔ ہندوستان جس سے ہم نے ہمیشہ مقابلہ کیا، آج وہ 650 billion dollars

reservesکے ساتھ دنیا میں کاروبار کر رہا ہے اور ہم آج کیوں one or two billion dollarsمانگ رہے ہیں جبکہ پاکستان میں قدرتی وسائل کی بھرمار ہے، چاہے بلوچستان کو دیکھیں، چاہے خیبر پختونخوا کو دیکھ لیں، زرعی اعتبار سے سندھ ہو، youthکے اعتبار سے پاکستان دنیاکے بڑے ممالک میں آتا ہے، ہماری60% youth ہے لیکن ہم نے اپنی آنے والی نئی نسل کے لیے کیا کیا سوائے ان شہیدوں کے جنہوں نے اس ملک کو بنانے کی خاطر جانیں دیں، ہم اور کس پر فخر کریں؟ ہماری آنے والی نسل کس پر فخر کرے گی کہ ہم نے ان کے لیے کیا چھوڑا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں، معاشی طور پر بھی اور سیاسی طور پر بھی ہم نے ان کے لیے کیا چھوڑا ہے؟

آج پاکستان میں سیاست کا جو حال ہے جیسے دو دنوں سے ٹی وی پر دکھایا جا رہا ہے، اسے صرف ہم ہی نہیں بلکہ پوری دنیا دیکھ رہی ہے اور کچھ پڑوسی ممالک بہت خوش ہیں کہ یہ اپنے ہی ملک میں جنگ کر رہے ہیں، کون سمجھے گااور کون سمجھائے گا؟ ہم نے پچاس سال پورے کیے اور Golden Jubilee منا رہے ہیں، بہت خوشی کی بات ہے لیکن کچھ تو کمی ہے، ہمارے لوگوں کو کون یہ سمت دکھاتا؟ آپ نے، ہم نے، لیکن شاید کسی نے بھی نئی نسل کو سمت کا تعین نہیں بتایا کہ ہم نے کرنا کیا ہے، ہم کہاں جا رہے ہیں؟جس طرح مٹھی میں سے ریت نکلتی ہے آج اس طرح پاکستان کی معیشت نکلتی جا رہی ہے۔ مہنگائی کا عالم یہ ہے کہ ایک غریب آدمی پچیس ہزار روپے میں گزارہ نہیں کر سکتا۔ میری خواہش ہے کہ یہ ایوان بالا ہے اور اللہ کرے کہ یہ ایوان بلا بن جائے اور ایسے کام کروادے جس کی امید پاکستان کی عوام کو ہے۔

جناب چیئرمین! ہم نے بہت کچھ کھو دیا ہے اور شاید اب آنے والے وقتوں میں ہمارے پاس کھونے کے لیے بھی کچھ بچا نہیں ہے۔ ہم ایک دوسرے کو ٹھیک کرنے میں لگے ہوئے ہیں جبکہ ٹھیک تو ہمیں اپنا وطن کرنا چاہیے تھا، ٹھیک تو ہمیں اپنے لوگوں کے حالات کرنے چاہیے تھے۔ انہیں اس سمت کا بتانا چاہیے تھا جس کا انہیں انتظار تھا، کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ؛

ایک عمر سے فریبِ سفر کھا رہے ہیں ہم
معلوم ہی نہیں کدھر جا رہے ہیں ہم

ہمیں یہ ہی نہیں پتا، ہمیں سمت کا پتا کرنا ہے اور ہم لوگوں نے ہی سمت بتانی ہے، یہ لوگ ہمارا انتظار کر رہے ہیں، پریشان حال ہیں اور اس پر ستم یہ کہ ہم قومیتوں میں بٹ گئے، فرقوں میں بٹ گئے، آج ہم

میں nationalism ختم ہو چکا ہے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں، جس سے ملیں، اس سے پوچھیں اگر میرا پنجاب کا دوست ہو تو وہ کہتا ہے کہ میں سیالکوٹ کا ہوں، کوئی کہتا ہے کہ میں فیصل آباد کا ہوں۔ اسی طرح بلوچستان کے دوست سے پوچھیں تو کوئی کہتا ہے کہ میں چاغی کا ہوں، کوئی زیارت کا ہے اور کوئی کوئٹہ کا ہے۔ سندھ سے میرا کوئی دوست لاڑکانہ کا ہے اور کوئی شکارپور کا ہے، مجھے کوئی پاکستانی نظر نہیں آتا ہے جبکہ جو ممالک ترقی کر رہے ہیں جس کی مثال ترکیہ کی ہے، آپ ائیرپورٹ پر ان کے کسی شخص سے پوچھیں تو وہ فخر سے کہتا ہے کہ میں ترک ہوں۔ کسی Malaysian سے پوچھیں تو وہ کہتا ہے کہ میں Malay ہوں لیکن ہم میں nationalism ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ہم اپنے وطن کے لیے کچھ نہیں کر رہے، جس طرح ہم اپنے آپ کے لیے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو سب کچھ بنا دیا ہے، ہم اچھے ڈاکٹر، اچھے engineer, اچھے سیاستدان سب کچھ بن گئے لیکن کمی ہے اچھا انسان بننے کی، شاید کہیں ہم اچھے انسان نہیں بن پائے۔ اسی لیے آج ہمارا وطن one or two billion dollars کے لیے رو رہا ہے۔ اس پر کسی شاعر نے صحیح کہا کہ؛

چلو کوئی ایسا کام کر جائیں وطن کی مٹی کے لیے
کہ ہمارا نام رہ جائے بس وطن کے لیے

ہمیں وطن کی خاطر، اپنے عوام کی خاطر اب کچھ کرنا ہے۔ آج میں نے اس چیز کا اس لیے فائدہ اٹھایا کہ آج اس ایوان میں وہ لوگ موجود ہیں جنہیں اللہ نے مناصب دیے ہیں، قرآن شریف میں بہت clear لکھا ہے کہ جس جس کو بھی اللہ منصب دے گا، اس کا حساب، اس کا audit صرف اللہ کی ذات کرے گی۔ اس لیے ہم سب کو جواب اللہ کی ذات کو دینا ہے، لوگ منتظر ہیں، ہمارے پاس اختیارات ہیں یا نہیں ہیں۔ آپ یقین جانیں جب سے اللہ نے مجھے اس منصب پر بٹھایا، میں نے ایک چیز کا ضرور تعین کیا ہے کہ کسی بھی کام کو کرنے کے لیے اختیار کی نہیں کردار کی ضرورت ہوتی ہے، ارادے کی اور نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج اگر ہم یہاں سب موجود ہیں تو یہ عہد کریں کہ ہمیں اپنے اس وطن کے لیے، اپنے عوام کے لیے مل کر کام کرنا ہے۔ آج یہ کہنے کی میں نے اس لیے جرأت کی کیونکہ آج پاکستان غریب ہو چکا ہے، بیس یا چوبیس کروڑ عوام میں سے اگر ہم اپنے آپ کو minus کر دیں تو وہ سب واقعی غریب ہیں اور دن بدن حالات بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جناب والا! ارباب اختیار یا ہم سب جو بیٹھے ہوئے ہیں، سب قصور وار ہیں۔ کب صحیح ہو گا؟ کون کرے گا؟

کون پہلا قدم اٹھائے گا؟ اگر ہم عزم کر لیں، ہم ارادہ کر لیں تو یقین جانیں کہ کوئی ایسا کام نہیں ہے جو ہم نہ کر سکیں، ہو سکتا ہے، کیسے نہیں ہو سکتا؟ کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ:

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی مٹی مجھے ایڑھیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے کہ یہ چشمہ یہیں سینیٹ سے نکلے گا

نکل سکتا ہے اگر ہم سب کوشش کریں، سب صاحب اختیار ہیں، سب صاحب ارباب ہیں، صرف کوشش، ارادہ اور نیت کی بات ہے۔

جناب والا! بات صرف اتنی سی ہے کہ اس ملک کے پاس سب کچھ تو ہے صرف ہمیں management کرنی ہے، ہمیں صرف اپنے لوگوں پر اعتماد کرنا ہے۔ اس ملک میں بڑے بڑے نام ہیں، سلطان الانہ صاحب ابھی مجھے ملے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں آگے لائیں، یہ پاکستان کی معیشت کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں اور ان جیسے بہت سارے موجود ہیں جو کہیں گمنام ہیں۔ ہم لاکھ کوششوں کے باوجود اگر پچھتّر سالوں میں بھی یہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ ملک کیسے چلے گا اور ایک شخص جس کا میں یہاں نام نہیں لینا چاہتا، وہ اپنی ضد، انا اور اپنی خودی میں پاکستان کی سالمیت کو داؤ پر لگا رہا ہے، ہمارے ملک کی وہ forces جو پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہیں، ان کی سالمیت، ان کے کردار پر انگلیاں اٹھا رہا ہے اور ہم سب خاموش ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں سب سے بڑا قصوروار وہ ہے جو خاموش ہے۔ اگر یہ خاموشی نہ توڑی اور قدم آگے نہ بڑھائے تو آج پاکستان جن مراحل سے گزر رہا ہے اللہ نہ کرے ہم بہت کچھ دیکھنے کے شاید متحمل نہ ہو سکیں۔

آج اس جگہ سے، اس ایوان بالا سے میری گزارش ہے اور یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اگر یہ سب عہد کر لیں کہ ہمیں کچھ کرنا ہے، ایک اچھا انسان بننا ہے کیونکہ اس ملک میں کیا نہیں ہو رہا اور ہم کیا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ میں اپنے شہر کی مثال دوں، اپنے صوبے کی مثال دوں کہ کراچی شہر میں سمندر ہے لیکن پینے کا پانی نہیں ہے۔ اس ملک میں روزگار کے مواقع نہیں ہیں اور جب آدمی رات کو گھر جائے تو گیس اور بجلی نہیں ہے۔ اس ملک میں جو industrialists ہیں، وہ پریشان ہیں اور جو اس کی فیکٹری میں کام کرتا ہے، وہ بھی پریشان ہے۔ جب سب پریشان ہیں تو آئیں، مل کر

بیٹھیں۔ وہ لوگ مل کر بیٹھیں جو ملک کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔ ہمیں ایک، دوسرے کو ٹھیک کرنا بند کرنا پڑے گا۔ ہمیں کچھ دیر کے لئے اس ملک پر تنقید بند کرنی پڑے گی۔ جناب! آپ دنیا میں جا کر دیکھیں۔ لوگ اپنے ملک کے لئے فخر سے بات کرتے ہیں اور ایک ہم ہیں، معذرت کے ساتھ، کہ جو ہوائی جہاز، ہوٹل، گلی محلّہ اور سب جگہ بیٹھ کر اپنے ملک کی برائی کرتے ہیں۔ ہم اپنی بات ہی اس ملک کی کرپشن سے شروع کرتے ہیں۔ ملک کے اداروں کے خلاف بات کرتے ہیں۔ اس سب کے بدلے کیا ہوا؟ آج ہمارے ملک میں foreign direct investment نہیں آتی ہے اور نہ ہی باہر سے لوگ آتے ہیں کیونکہ انہیں اندازہ ہے کہ اس ملک میں تو سبھی خراب ہیں۔ خرابیاں ہیں، یہ ہم سب سے ہوئی ہیں، اداروں سے بھی ہوئی ہوں گی، سیاستدانوں سے بھی ہوئی ہوں گی لیکن ان غلطیوں کو اجاگر نہیں کیا جاتا ہے۔ آج میں اس ایوان کے توسط سے میڈیا کو بھی کہوں گا کہ چھوٹی، چھوٹی خبروں کو drama and film نہ بنائیں۔ اس سے ہم پر تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن دنیا میں جو ہمیں دیکھ رہا ہے، اس کے بعد وہ ہمارے ملک آنے کو تیار نہیں ہے۔ ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہے۔ ہم سب اس نظام کو چلا رہے ہیں، بنا کوئی نہیں رہا ہے۔ یہ چلتا رہا ہے اور شاید آگے بھی چلے لیکن اگر ہم سب یہ عہد کریں تو وہ دن دور نہیں کہ ہم اس عادت سے پیچھے ہٹ جائیں۔

جناب! حالیہ دنوں میں خیبر پختونخوا اور کراچی میں دہشتگردی کے واقعات ہوئے۔ جنہوں نے یہ دہشتگردی کی ہے، ان کے لئے میں یہ شعر کہنا چاہتا ہوں:-

نہ منہ چھپا کے جیے، نہ سر جھکا کے جیے
ستمگروں کی نظر سے نظر ملا کے جیے
اب ایک رات کم ہی جیے تو کم ہی سہی
یہی بہت ہے کہ ہم مشعلیں جلا کر جیے

میری خواہش اور کوشش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم یہ عہد کر کے نکلیں کہ جس کے پاس جو بھی اختیار ہے، اس کا استعمال وہ اپنی ذات کی بجائے اپنی عوام اور ملک کی خاطر کرے گا۔ میں بس آخری شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ وہ لوگ جو اس ملک کی ترقی نہیں چاہتے اور ان کی وجہ سے آج جو کچھ لاہور میں ہو رہا ہے، میں یہ ان کے نام کرتا ہوں:

فلک کو ضد ہے جہاں بجلیاں گرانے کی

ہمیں بھی ضد ہے وہیں آشیانہ بنانے کی

پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرمین: آپ کا بہت شکریہ۔ براہ مہربانی تشریف لائیں تاکہ آپ کو شیلڈ پیش کی جاسکے۔

(اس موقع پر چیئرمین سینیٹ نے گورنر سندھ جناب کامران ٹیسوری کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں وزیر اعلیٰ سندھ جناب سید مراد علی شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Syed Murad Ali Shah, Chief Minister Sindh

سید مراد علی شاہ(وزیر اعلیٰ سندھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Honourable Chairman, honourable Speaker National Assembly, Federal Ministers, current and former Senators, distinguished guests, ladies and gentlemen, Asalam o Alaikum. میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں بیٹھنے کا موقع دیا۔ یہ میرے لئے ایک privilege کی بات ہے کہ اسی ایوان میں میرے والد elect ہو کر آئے اور انہی کرسیوں پر بیٹھے اور پھر یہیں سے جاکر سندھ میں Chief Minister بنے۔ میری کوشش یہی ہے کہ میں اب وہاں سے یہاں reverse direction میں آؤں۔ آپ نے ایک اور مہربانی بھی کی۔ ہم صوبوں کو آپ نے اپوزیشن کی کرسیوں پر بٹھایا ہے۔ یہ آپ نے اچھا کیا کیونکہ جب میرے والد elect ہو کر آئے تو وہ اپوزیشن میں تھے اور شاید انہی کرسیوں میں سے کسی پر بیٹھتے تھے

so that is also a moment of pride for me.

جناب چیئرمین: یہ سب بڑی planning سے ہوا ہے۔

سید مراد علی شاہ: میں آپ کی planning کو سمجھ سکتا ہوں۔ میں اپنے صوبے کی طرف سے سینیٹ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آج اس کے پچاس سال پورے ہوئے ہیں اور یہ Golden Jubilee celebrate کر رہا ہے۔ ہمارے پہلے بھی دو آئین بنے تھے جو 1956 اور 1962 کے آئین تھے۔ ان دونوں Constitutions میں unicameral

legislature بنانے کی طرف زور تھا۔ 1962کے آئین میں تو Presidential form of the Government آیا تھا۔ یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کی سوچ ہی تھی کہ انہوں نے صوبوں کو empower کرنے کے لئے bicameral legislature بنایا۔ سینیٹ میں چاروں صوبوں کی یکساں نمائندگی رکھی تاکہ brute majority سے چیزیں پاس نہ ہوں اور ہر وہ چیز جو قومی اسمبلی سے پاس ہوتی ہے، وہ سینیٹ سے بھی پاس ہو۔ سینیٹ کی طرف سے ہی صوبوں کا ایک balancing aspect آیا۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو یہ tribute جاتا ہے کہ انہوں نے نہ صرف اس ملک کو ایک متفقہ آئین دیا بلکہ اسے ایک ایسے طریقے سے رکھا کہ آج تک ملک اس پر چل رہا ہے۔ جب تک یہ آئین suspend رہا، ملک chaos and vacuum میں تھا۔ 18ویں آئینی ترمیم کے بعد جب 1973کے آئین کو revive کیا گیا تو ہم اس دن کے بعد سے ملک کو بہتر طریقے سے ترقی کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

جناب! میں گورنر سندھ کی کئی باتوں سے متفق ہوں لیکن کئی معاملات میں انہوں نے doomsday picture paint کی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ ہم کس کا ذکر کریں؟ ہم ان لوگوں کا ذکر کریں جن میں خاص طور پر شہید ذوالفقار علی بھٹو ہیں جنہوں نے ہمیں یہ آئین دیا اور اسی وجہ سے ہم آج اکھٹے ہیں، ان سیاستدانوں کا ذکر کریں جو شہید ہوئے in order to have democracy in this country. ہمارے پاس دیکھنے کے لئے بہت سارے لوگ ہیں۔ ہمیں اپنی طرف دیکھنا چاہیے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ ہم بڑوں کو دوش نہیں دے سکتے ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ موقع کی مناسبت سے بات کروں۔ ہمارے آئین کی بھی اس سال 50ویں سالگرہ ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کے کہنے پر اس سال یہ celebrate کرنے کے لئے ہم نے ایک body بنائی ہے جسے former Chairman Senate سینیٹر میاں رضار بانی head کر رہے ہیں۔ کچھ دنوں پہلے وہ کراچی آئے تھے۔ ان سے ملاقات کرنے کا مجھے موقع ملا تھا۔ میں آئین کے حوالے سے ہی بات کروں گا۔ میں صوبہ سندھ کو represent کرتا ہوں and I am proud of the fact that the assembly of my province passed the first resolution for creation of Pakistan. We consider ourselves as creators of Pakistan. اگر آپ تھوڑی تاریخ دیکھیں تو سندھ، بمبئی کا حصہ ہوتا تھا۔ 1935میں جب ہمیں بمبئی سے آزادی

ملی تھی تو that laid the foundation of Pakistan and Two Nation Theory ہی وہاں سے شروع ہوئی۔ I will not go into history mor'e 1973. کے آئین میں ہر شہری پر یہ لازم ہے کہ وہ اسے follow کرے لیکن میں ابھی تین classes کی بات کروں گا۔ First, is the elected representatives جس میں قومی اسمبلی، سینیٹ اور صوبائی اسمبلیاں شامل ہیں۔ Second is the executive جس میں Prime Minister, Federal Ministers, Provincial Chief Ministers and Ministers, Governors شامل ہیں۔ Third is the Judiciary. باقیوں کا oath یہ ہوتا ہے کہ ہم آئین کو follow کریں گے لیکن ان تینوں classes کی ایک اور ذمہ داری بنتی ہے جو یہ ہے کہ to 'preserve, protect and defend the Constitution'. ریاست کے تین ستون ہیں: Legislature, Executive and Judiciary. As long as we do not trespass into each other's domain تو ہم اس ملک کو بہتری کی طرف لے جائیں گے۔ ہمیں ہمیشہ problem تب ہوا جب legislature, executive کے turf میں interfere کرتی ہے یا vice versa اور آج کل خاص طور پر جب Judiciary جس پر تو خود سپریم کورٹ کے کئی جج judgements دے چکے ہیں کہ judicial overreach اتنی بڑھ گئی ہے، میں دو چار منٹ اسی پر بات کروں گا کہ اس judicial overreach کو ہم نے، یعنی ہم، آپ پر، مجھ پر، ان اسمبلیوں اور Executive پر فرض ہے کہ ہم اپنے Constitution کو preserve, protect and defend کریں۔ میں اس کی پچھلے کچھ دنوں کی تھوڑی سی examples دیتا ہوں کہ ہمیں ایسے ایسے orders judiciary سے ملتے ہیں، وفاقی وزراء بیٹھے ہیں جو سنیں گے ۔ مجھے کل ایک judicial order ملا ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ Executive میں interference تو بہت زیادہ ہوتی تھی، اب Legislature میں interference شروع ہو گئی ہے اور اس کو آپ نے چیک کرنا ہے، ہم سب نے مل کر چیک کرنا ہے۔

سندھ اسمبلی نے ایک قانون بنایا تھا، کل ایک حکم ملا ہے کہ اس قانون کا آپ Title change کردیں، وہ انہوں نے آرڈر کردیا ہے۔ وہ چاہے contempt ہو یا نہ ہو، وہ سندھ اسمبلی نہیں کرے گی، وہ یہ بات نہیں مانے گی، یہ ہم نے کہہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور آرڈر ملا ہے جو سیکرٹریوں کو بلاکر کہا جاتا ہے کہ جی آپ وزیراعلیٰ سے جاکر یہ summary approve کرائیں and this is an order and the Home Secretary will ensure that the Chief Minister approves this summary. I am not going to approve a summary, I am going to approve whatever I feel is correct, whatever I feel is right, whatever I feel I have the powers under the Constitution. تو اسی طریقے سے ہمیں problems آتی رہی ہیں حالانکہ آئین کے اندر وفاق اور صوبوں کے اختیارات اور ان کی آپس میں relationship بڑی خوبصورتی سے، بڑے صاف طریقے سے بتائی گئی ہے لیکن ہم نے پچھلے کچھ ادوار میں دیکھا بڑی آوازیں آتی رہی ہیں، Sir, I am not a lawyer and I don't know the Constitution very well but کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ہم Article 149 لگادیں گے، ہم صوبوں کو directions دے دیں گے، this was never the intent, my opinion is I have gone through the papers, I have gone through the debates when Shaheed Zulfikar Ali Bhutto, it took them more than a year to debate and finalize the Constitution. پہلے کمیٹیاں بنیں پھر ادھر اور جس طریقے سے انہوں نے ساتھ لکھا تو this was never the intent, provincial autonomy تو انہوں نے اور زیادہ کردی تھی اور اٹھارھویں ترمیم کے بعد جب Concurrent List ختم ہو گئی، we went towards that direction اور زیادہ اور اس کے بعد وفاق کہے کہ نہیں جی صوبے وہ کام کریں، جیسے ہم کہیں تو وہ نہیں ہو سکتا۔

That is where we look towards the House of the Federation to protect the interests of the provinces.

یہ جو judicial overreach کی بات کی، اس پر میں چاہوں گا کہ، Executive تو problem میں ہے لیکن اب Legislature بھی problem میں آئے گی and Legislature has to stand up for the Constitution not for its rights. We have taken oath on the Constitution and we have also taken oath to preserve, protect and defend the Constitution. So, we should not let any other arm of the country to take over. This goes for all others, کہ آپ کسی کو بھی interfere نہ کرنے دیں، نہ پارلیمنٹ، نہ قومی اسمبلی، سینیٹ کے اختیارات میں کوئی interference کرے and vice versa. نہ قومی اسمبلی صوبائی اسمبلی کے اختیارات میں interfere کرے، جو آئین میں لکھا ہے وہ ہو۔ اسی طریقے سے Executive کو بھی ایسے treat کیا جائے اور Judiciary جو خود سپریم کورٹ کے جج اپنی کئی judgements میں کہہ چکے ہیں کہ فلاں چیز judicial overreach ہے، وہ نہ کی جائے۔

جناب، ایک آدھ چیز میں نے آپ کو اور بتانی ہے ایک بار پھر، ایک اور چیز جو میرے thoughts میں ہے کہ there is a disconnect, ہمارے آئین میں بہتری آسکتی ہے ۔ میری ایک suggestion ہے کہ اس House of the Federation کو اور بہتر طریقے سے استعمال کیا جائے۔ یہاں proper amendments کے ساتھ obviously in the Constitution, it cannot be done otherwise. صوبوں کو اختیار دیں کہ صوبے اگر اپنا کوئی کیس پیش کرنا چاہیں تو آ کر سینیٹ میں پیش کریں کیونکہ یہاں سب کی برابر کی نمائندگی ہے، قومی اسمبلی میں یہ possible نہیں ہے۔ کئی ممالک میں ایسے procedures ہوتے ہیں کہ State comes to one of the Legislatures and presents their case. آپ کو بھی اختیار ہو کہ آپ صوبوں کو کسی ایسے معاملے میں، جہاں صوبہ سندھ کا کوئی issue آتا ہے تو آپ کو اختیار ہو کہ آپ وزیراعلیٰ کو بلا سکیں اور یہاں پر ان کا point of view لیں۔ اس طریقے کی آئین میں ترامیم ہوں تو میرا خیال تھا کہ پچاس سال پورے ہو گئے ہیں،
we should not regress, we should go forward.

چیئرمین صاحب! میں ایک بار پھر آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے صوبہ سندھ کو ادھر بلایا، مجھے اور گورنر صاحب کو صوبہ سندھ کی نمائندگی کرنے کے لئے بلایا، باقی گورنرز بھی آئے ہیں۔ میں سارے present and past Senators کو مبارکباد دیتا ہوں اور ایک اور چیز مجھے یاد آئی جو again which is for this House, تو میرے لئے اس کا مقام اور اوپر ہو جاتا ہے۔ When my father passed away, تو میں صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا۔ ہماری صوبائی اسمبلی نے ہمیں ان کی وفات پر کوئی resolution table کرنے نہیں دی تھی لیکن سینیٹ نے resolution table کی تھی اور وہ مجھے بھیجی تھی as I was his son, اس کے لئے میں ساری سینیٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یہاں کا ووٹر ہوں اور ہم نے ووٹ دے کر انہی صاحب کو یہاں سینیٹ میں بھیجا، and I was instrumental in doing that. میرے لئے یہ بھی موقع ہے کہ میں اس ایوان کا شکریہ ادا کروں۔ اس وقت میں نے the then Chairman وسیم سجاد صاحب کو فون کرکے شکریہ تو ادا کیا تھا لیکن سینیٹ کے پورے ادارے کا شکریہ ادا کرنے کا مجھے ایک اور موقع ملا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! بہت مہربانی، ہم آپ کی suggestions note کریں گے، ہم اس پر کام بھی شروع کرتے ہیں۔ اب میں گزارش کروں گا کہ شاہ صاحب آکر اپنا گفٹ بھی حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے جناب سید مراد علی شاہ وزیر اعلیٰ سندھ کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گورنر بلوچستان، ملک عبدالولی کاکڑ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

Malik Abdul Wali Kakar, Governor Balochistan

ملک عبدالولی کاکڑ (گورنر بلوچستان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہمیں دعوت دی۔ جناب چیئرمین سینیٹ، صادق سنجرانی صاحب اور یہاں مختلف صوبوں سے آئے ہوئے گورنر اور وزرائے اعلیٰ صاحبان اور یہاں تشریف فرما قومی اسمبلی کے سپیکر صاحب، جو میرا خیال ہے چلے گئے ہیں اور یہاں بیٹھے ہوئے جو پہلے سینیٹرز تھے اور جو آج سینیٹر صاحبان ہیں، قومی اسمبلی کے ممبران اور جو یہاں معزز دوست بیٹھے ہوئے ہیں سب کو سلام کو پیش کرتا ہوں۔ یہاں ہماری بہنیں بھی بیٹھی ہوئی ہیں، ان کو بھی سلام۔

سب سے پہلے تو میں سینیٹ آف پاکستان کی گولڈن جوبلی کی مناسبت سے منعقد تقریب میں شرکت اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں۔ گولڈن جوبلی کی یہ تاریخی تقریب، پاکستان اور پاکستانی عوام کے لئے فخر اور مسرت کا باعث ہے۔ بلاشبہ سینیٹ آف پاکستان تاریخ کے مختلف مراحل سے گزر کر آج اس مقام پر پہنچی ہے اور یقیناً مستقبل قریب کے چیلنجوں سے نمٹنے میں بھی قائدانہ کردار ادا کرتی رہے گی۔

اس لئے میں آج کے اس موقع کی مناسبت سے زیادہ بات اس لئے نہیں کروں گا کہ ادھر بہت سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کا، سینیٹ کا خوشی کا موقع ہے کہ آپ اس کی گولڈن جوبلی کا دن منا رہے ہیں تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی ایسی بات ہو کہ کسی کی دل آزاری ہو جائے۔۔۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی۔

ملک عبدالولی کاکڑ: آج خوشی کا دن ہے، خوشی میں انسان خوشی کی باتیں کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! پارلیمنٹ آف پاکستان ایوان بالا کی حیثیت سے پالیسیوں میں توازن پیدا کرنے اور صوبوں کے درمیان برابری اور انصاف قائم کرنے میں اس ادارے کا کردار انتہائی اہم ہے۔ ایوان بالا یعنی سینیٹ آف پاکستان کے جمہوری عمل کو جاری رکھنے میں اور جمہوری اقدار کو مستحکم بنانے اور مجموعی طور پر جمہوریت کو مضبوط کرنے میں کلیدی اہمیت ہے۔ اس میں چاروں وفاقی اکائیوں کی مساوی نمائندگی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ چار اکائیوں کے حقوق اور اختیارات کے تحفظ میں سینیٹ کا بہت اہم کردار ہے۔

1973 کے آئین میں اٹھارھویں ترمیم کی منظوری میں ہمارے سینئر سینیٹرز نے جو کردار ادا کیا، تمام اکائیاں خاص طور پر چھوٹے صوبے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، میں رضا ربانی صاحب کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے اٹھارھویں ترمیم کے لیے بہت محنت کی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ صوبوں کے مساوی حقوق زندگی کے حامل سینیٹ صوبوں کے درمیان یکجہتی کو برقرار رکھنے میں پیش پیش رہی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ سینیٹ کی قوت میں اضافہ ہو یعنی آپ کے ادارے کی قوت میں اضافہ ہو اور اکثر یہاں پر چیئرمین بلوچستان کی طرف سے کوئی سینیٹر منتخب ہو۔ سینیٹ صوبوں کی نمائندگی برقرار رکھنے میں پیش پیش رہا ہے اور قومی معاملات میں زیادہ تر متحرک اور فعال رہا ہے۔

جب سے آپ چیئرمین سینیٹ بنے ہیں تو ہم بلوچستان والے بڑے فخریہ انداز سے اسلام آباد آتے ہیں۔ اللہ کرے کہ آئندہ بھی چیئرمین سینیٹ بلوچستان سے ہو۔ آپ سب دوستوں کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی۔ گورنر صاحب، ذرا یہاں تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے جناب ملک عبدالولی کاکڑ گورنر بلوچستان کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: سابق سینیٹر جناب حاجی غلام علی صاحب، گورنر خیبر پختونخوا۔

Former Senator Haji Ghulam Ali, Governor, Khyber Pakhtunkhwa

سابق سینیٹر حاجی غلام علی (گورنر خیبر پختونخوا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم چیئرمین! میرے انتہائی قابل احترام موجودہ سینیٹرز، سابقہ سینیٹرز، جتنے بھی اراکین ہیں، آپ نے نہایت ہی اچھا اقدام کیا ہے کہ آج گورنر سندھ، گورنر بلوچستان، وزیر اعلیٰ سندھ، دیگر جو لوگ آئے ہیں، اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ پچاس سال پورے ہو رہے ہیں اور آپ نے ایک انتہائی اہم اقدام کیا ہے۔ اس پر میں اپنے صوبے کی طرف سے آپ کو اور سینیٹ کے دیگر اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

میرے دوستوں نے تفصیل سے اپنی بات کی۔ یہ حقیقت ہے کہ سینیٹ آف پاکستان میں چاروں صوبوں کی برابر نمائندگی ہے، چار پلڑے ہیں اور وزن برابر ہے، یہی وجہ ہے کہ جس طرح یہاں پر 1973 کے آئین کی بات ہوئی۔ میں خود اپنی جانب سے بھی ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن آئین بنانے والوں میں مولانا مفتی محمود صاحب اور اسی طرح غوث بخش بزنجو صاحب، خان عبدالولی خان صاحب اور جتنے بھی باقی قائدین تھے، ان کی لیڈرشپ کو سلام ہے جنہوں نے سب کو ایک میز پر بٹھا کر 1973 کا متفقہ آئین بنایا۔ آج تک پچاس سال گزرنے کے باوجود اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اسلامی بھی ہے، جمہوری بھی ہے اور متفقہ بھی ہے۔ اب ان جیسی قدآور شخصیات جنہوں نے چاروں صوبوں کو یکجا رکھ کر ان حالات میں، مجھے آج بھی معلوم ہے کہ میں بالکل ایک نوجوان قصہ خوانی بازار کی سڑکوں پر جا رہا تھا اور آئین بننے کی خوشی میں چھٹی دی گئی، ہم اس چھٹی کی خوشی منا رہے تھے کہ آج پاکستان کے لیے آئین بنا ہے۔

اب یہ ہماری ذمہ داری ہے، جو موجودہ مشکلات ہیں چاروں صوبوں کے، وفاق کے، یہ مشکلات قیامت تک آتی رہیں گی اور ان کا خاتمہ بھی کیا جائے گا جب struggle, vision اور سوچ ہو۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں کیونکہ باقی دوست بھی ہیں۔ آئین بنا، حقوق دیے گئے،

صوبوں کو حقوق دیے گئے۔ رضا ربانی صاحب انتہائی قابل احترام ہیں، انہوں نے اور دیگر دوستوں نے ترمیم کی، منظوری دینے کے لیے ہمیں سو سے زیادہ مرتبہ اس ایوان میں اٹھنا اور بیٹھنا پڑا، ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ خیبر پختونخوا کے ایک آئینی ذمہ دار کی حیثیت سے میں کچھ مسائل اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور ایوان سے توقع رکھتا ہوں کہ ہماری مشکلات کو دیکھ کر، جب ہفتے بعد، کچھ دنوں بعد یہ ایوان بیٹھے گا تو میری request ہوگی کہ ضرور اس پر سوچا جائے، اس کے لیے حل تلاش کیا جائے۔

جناب والا! ہمارے ہاں قبائلی علاقہ جات کا merger ہوا۔ کچھ لوگ اس کے حق میں تھے، کچھ مخالف تھے۔ آئین پاکستان کے تحت merger کیا گیا لیکن اس کے بعد خیبر پختونخوا اور بلوچستان کی بدقسمتی ہے کہ آئے روز فورسز، پولیس، فوجی بھائیوں اور عوام پر یکے بعد دیگرے جو حملے ہو رہے ہیں، ان دونوں صوبوں میں یہ ratio بہت زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس میں ایک چیز merger کے نام پر جو ہوئی، ٹھیک ہے merger ہوا، آئین کا حصہ بنا، بحیثیت ایک آئینی ذمہ دار میں ان سب کو کہتا ہوں کہ آئین کے سائے کے نیچے آپ نے ابھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ پانچ سو، چھ سو، ملکان، مشران، نوجوانان کہتے ہیں کہ ریاست پاکستان نے ہم سے جو وعدے کیے تھے اور ایک خوش نما تحفہ تھا کہ آپ نے زبانی دے دیا لیکن عملی طور پر ہمیں یہ یہ نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ ان علاقوں میں جو نوجوان کی سوچ ہے، وہ بھی اب غلط طرف جا رہی ہے، کیوں؟ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں ملا لیا تو سب سے پہلے آپ نے ہمارے 8 سینیٹرز کا خاتمہ کر دیا، یہ merger کا پہلا تحفہ تھا۔ پھر کہا کہ آپ نے ہمیں ملا دیا لیکن ہمارے 6 MNAs کو ختم کر دیا۔ اب ہمارے MNAs ایوانوں میں نہیں آسکیں گے۔ ریاست نے آپریشن کے لیے ہمارے گھروں کو مسمار کر دیا، ہمیں ٹوکن دیے گئے کہ یہ چار چار لاکھ لے لیں اور آپ کسی اور علاقے میں جائیں کیونکہ ہم آپریشن کر رہے ہیں۔ قبائلی اضلاع نے ریاست کی اس بات کو بھی مان لیا اور دوسرے علاقوں میں چلے گئے۔ جب مردم شماری ہو رہی تھی تو وہ اور ضلعوں میں تھے، ان کے سینیٹر بھی ختم، ان کے چھ ایم این اے بھی ختم اور اسی طرح سے ان کے ایم پی اے پر بھی اثر پڑا۔ اب کہانیوں میں نہیں جاتے، اب recently وہ آئے ہیں، پشاور میں اس دن انہوں نے بہت بڑا احتجاج کیا، اسلام آباد میں بھی میں نے پڑھا، آپ نے بھی دیکھا ہوگا، ادھر بھی انہوں نے احتجاج کیا اور اب بھی وہ کر رہے ہیں، کہتے ہیں آپ ہماری آواز پہنچاؤ، آپ

ہمارے صوبے اور یہاں کے بھی نمائندے ہو، میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج مجھے بہت بڑا موقع ملا، وہ سنیں گے ان کے دل کا درد اور جو آواز ہے میں پورے ایوان میں پیش کر رہا ہوں۔

اب مردم شماری ہو رہی ہے دوسری طرف جس طرح میرے محترم بھائی سندھ کے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ ایک طرف مردم شماری ہو رہی ہے، ان کو جانے کی اجازت نہیں، اب شاید ان کی seatsاور بھی کم ہو جائیں، مردم شماری ایک مہینے بعد مکمل ہو جائے گی اور honourable Supreme Court نے ہمیں کہا کہ آپ وہاں پر فوری طور پر الیکشن کروائیں اگر ہم ادھر الیکشن کرواتے ہیں وہ کہتے ہیں ہماری seats کم ہوئی ہیں اور میں بار بار ان کو کہہ رہا ہوں، الیکشن کمیشن کو کہہ رہا ہوں کہ یہ احتجاج لوگ کرواتے ہیں ہم نے پر امن الیکشن کروانے ہیں، الیکشن اس ریاست کے دستور کا مطالبہ ہے کہ یہ ہوں گے لیکن اگر ایک مہینے بعد مردم شماری ہو جائے اور اس کے ایک مہینے بعد حلقہ بندی ہو جائے اور جب ہم قومی اسمبلی کے الیکشن کریں گے تو کیا اس حلقہ بندیوں پر کریں گے؟ آج صوبائی اسمبلیوں کے اس حلقہ بندیوں پر کریں گے، وہاں اگر ان کی population زیادہ ہو گی تو یہ پھر پانچ سال مزید انتظار کریں گے؟ اس لیے میرے انتہائی قابل احترام وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں، اس کے لیے ان کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں جائیں، اپنی مردم شماری کریں، پاکستان کے آئین کے تابع ہو کر اپنا حق منوائیں اور جتنا ان کا وزن ہے اتنا ان کو حق ملے، ایک شائستگی میں، پر امن ماحول میں الیکشن ہو جائیں تو بہت بہتر ہے۔ مجھ سے تو روزانہ یہ پوچھا جاتا ہے تاریخ دو تاریخ دو، بھائی تاریخ دے دیں گے لیکن جو قوم مطالبہ کر رہی ہے۔

دوسری طرف میں آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں، کل لکی مروت میں مردم شماری کی team پر حملہ ہوا، آٹھ لوگ پولیس کے مارے گئے۔ ہمارے چار سدہ میں DPO district کا سب سے بڑا پولیس افسر ہوتا ہے، اس پر بھی حملہ ہوا اس میں تین لوگ زخمی ہوئے، اگر اب ہم کہتے ہیں کہ یہ حالات ہیں، ان حالات کو درست کیا جائے اور پھر اگر صوبائی حکومت مجھے تحریری طور پر کہہ رہی ہے کہ الیکشن میں یہ یہ چیزیں ہمیں required ہیں، ہم الیکشن کے لیے تیار ہیں تو کہتے ہیں تم تاریخ دو ہم جانیں اور کام جانے، تو ٹھیک ہے اگر ہم جلدی میں اس طرح یہ سب کچھ کریں گے اور قبائلی عوام نے یہ کہہ رکھا ہے کہ اگر آپ ہمارے یہ مطالبات نہیں مانو گے تو میں پاکستان کے اس سب سے بڑے ایوان میں ان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ہم کسی کو

بھی الیکشن میں حصہ لینے دیں گے یہ بغاوت ہے، یہ ریاست کے خلاف ایک نئی جنگ کا آغاز ہے، اس ایوان سے میرا مطالبہ ہے، اس ایوان سے میری appeal ہے جناب چیئرمین! میری آپ سے appeal ہے کہ ان لوگوں کے جو درد ہیں وہ آپ سن لیں اور اگر وہ قانونی حق مانگتے ہیں، اگر وہ کہتے ہیں کہ الیکشن مردم شماری کے بعد کرائیں ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے، خان عبد الولی خان صاحب نے، مولانا مفتی محمود نے، غوث بخش بزنجو نے اور ہمارے دیگر سیاستدانوں نے جس آئین پر دستخط کیے، وہ کہتے ہیں کہ ہماری seats تو آپ نے ختم کی ہیں۔ ہم کہتے ہیں آپ ایم پی اے برابر کریں، اگر ان کے بیس ایم پی اے ہیں، تو بیس ایم پی اے میں صرف ایک سینیٹر بنتا ہے، کیا ہم نے ان کے ساتھ اچھائی کی؟ دوسری بات ان کے ساتھ وعدہ ہوا کہ دس سالوں میں ہم آپ کو 100 ارب روپے دیں گے۔

(مداخلت)

سابق سینیٹر حاجی غلام علی: یعنی ہر سال، ہر سال دس سالوں میں 1000 ارب روپے دیں گے کیا ہوا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پیسے نہیں ملے، 300 ارب کے قریب اور پانچ چھ سال پورے ہو گئے۔ دوسرا ان کا اعتراض ہے کہ یہ پیسے بھی settled area میں لگے ہیں، یہ Senate of Pakistan ایک کمیٹی تشکیل دے تاکہ ان لوگوں کے جو خدشات ہیں، ان کے جو تحفظات ہیں وہ تحفظات بھی ختم ہو جائیں اور آپ ایک کمیٹی بنائیں اور اس کی تحقیق کریں۔ میں نے وزیر اعلیٰ جو ہمارے صوبے کا تھا کہتے تھے کہ ہمیں حکومت پیسے نہیں دے رہی، میں نے اس پر بیان دیا press conference کی کہ آپ یہ بتائیں کہ چار سالوں میں محترم عمران خان صاحب نے آپ کو کتنے پیسے دیے؟ آپ آج کی حکومت سے مطالبہ کرتے ہو۔ وہ تناسب بتاؤ کہ بھائی ہم آپ کے لیے اتنے اچھے تھے، اس لیے جناب چیئرمین! میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ یہ جو ان لوگوں کی احساس محرومی تھی، میں نے ایک صوبے کے آئینی سربراہ کی حیثیت سے، آپ کے سامنے اپنے معزز سینیٹرز کے سامنے رکھ دی اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دیں گے اور یہ جو الیکشن الیکشن، کس طرح بغاوت ہو کہ ہم نہیں چھوڑتے اگر وہاں پر مردم شماری نہیں ہو سکتی، وہاں پر گاڑی میں بیس فوجی جوان اور کسی گاڑی میں پندرہ پولیس کے جوان جن کے ہاتھوں میں بندوق ہوتی ہے ان کو مارتے ہیں تو کاغذ کا ٹکڑا لے کر، ballot paper والے کس طرح محفوظ ہوں گے؟ اس کے لیے تو

کوئی سوچیں کہ ہم کیا کریں؟ اس لیے میری request ہے سب سے پہلے جس طرح ٹیسوری صاحب نے کہا، احساس محرومی کا خاتمہ کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے میں بھی اس میں role ادا کروں گا، انتہائی اہم role ادا کروں گا، آپ اور اس Senate of Pakistan سے میری appeal ہے کہ ان کی جو seats ختم ہو گئیں، ان کا مطالبہ ہے کہ ہم سے زیادتی ہوئی ہے اور ہمارے چھ ایم این اے کی seats ختم ہوئیں، اس کے لیے میں امید کرتا ہوں کہ سینیٹ کے تمام بھائی اس میں اپنا role ادا کریں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان قبائلی عوام اور ہمارے خیبر پختونخوا کے عوام یہ پہلے بھی پاکستان کے ساتھ تھے، آج بھی پاکستان کے ساتھ ہیں اور کل بھی پاکستان کے ساتھ رہیں گے، شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی، تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے معزز سابق سینیٹر حاجی غلام علی، گورنر خیبر پختونخوا کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کرتا ہوں سردار صاحب سے، وزیر اعظم آزاد کشمیر سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں، سردار تنویر الیاس صاحب۔

Sardar Tanveer Ilyas, Prime Minister of Azad Jammu and Kashmir

سردار تنویر الیاس (وزیر اعظم آزاد جموں و کشمیر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) انتہائی قابل احترام جناب چیئرمین، صادق سنجرانی صاحب اور یہاں پر موجود سینٹ آف پاکستان کے تمام سابقہ چیئرمین صاحبان، موجودہ سینیٹرز صاحبان، گورنر، ہمارے صوبوں کے وزیر اعلیٰ صاحبان، اسپیکر قومی اسمبلی اور دیگر ملک کی جید قیادت جو آج اس ایوان بالا میں موجود ہیں اور یہاں پر موجود پاکستان اور انٹرنیشنل میڈیا کے لوگ میرا تمام بھائیوں کو سلام۔

جناب! میں سب سے پہلے گزارش کروں گا کہ میرے جو لوگ درود ابراہیمی میں شامل ہونا چاہیں۔ (درود پاک۔ عربی)۔ میرے انتہائی قابل احترام، چیئرمین سینیٹ آپ کی اجازت اور وساطت سے میں ایوان بالا جو کہ ہمارے ملک کا سب اہم اور سپریم ایوان ہے۔ آج سینیٹ کی Golden Jubilee کے موقع پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی لوگوں کو آج اس ایوان میں اپنی بات کرنے کا موقع ملے گا یا جو آپ کا آج کا خصوصی سیشن Golden Jubilee کے حوالے سے بلایا گیا ہے ہمارے لیے یقینی طور پر یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج ہم اس ایوان بالا میں

بات کر رہے ہیں اور یہ تاریخ کا حصہ ہے۔ لیکن ہمارے بعد آنے والے چونکہ ہم مکمل یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ اگر کوئی دوسرا آج اس دُنیا سے گیا تو یقیناً کل میرا بھی جنازہ ہوگا اور مجھے بھی کفنایا جائے گا اور غسلایا جائے گا۔ میرے آنے کے بعد والے دیکھیں گے کہ ہم نے کیا کہا تھا یہاں پر کیا کیا بات ہوئی تھی اور اُن باتوں کو ہم کیسے آگے لے کر چلے تھے۔ جب ایسی تقریبات ہوتی ہیں تو یقینی طور پر ملک اور قوم کے حوالے سے، یہ ایک بہت بڑی بات ہے کہ اس ایون بالا کی آج ہم یہاں 50th Golden Jubilee منا رہے ہیں لیکن ہمیں پیچھے مڑ کر اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں کو یہاں پر دیکھنا بھی ہوگا، discuss بھی کرنا ہوگا اور اُس سے اصلاح احوال کی طرف بھی جانا ہوگا۔

جب ہم اپنے ملک کی طرف آتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دُنیا میں ایک ایسا منفرد ملک جو صرف اور صرف کلمہ طیبہ کی اساس کی بنیاد پر اس ہندوستان سے مسلمانوں کی سلطنت کا دور، Mughal era and whatsoever ہم نے جو کوئی بھی نام دینا ہو ہم دے دیں اور اُس کا خاتمہ ہوتا ہے انگریز کے دور میں ہم نے، ہندوستان میں رہنے والی قوموں نے، آزادی کے لیے یقینی طور پر اپنے اپنے انداز میں جدوجہد کی، بابائے قوم نے بھی کانگرس کے forum سے جدوجہد کر کے دیکھا لیکن ایسا تعصب، ایسا رویہ اور انہیں جب یقین ہو چلا کہ کانگرس اُس ایجنڈا پر نہیں ہے جو کہ ہم چاہتے ہیں جس کی وجہ سے اس برصغیر کو آزادی حاصل ہو۔ بابائے قوم کے ساتھ دیگر بانیان پاکستان تھے لیکن میں کہوں گا کہ وہ صرف اور صرف بانیان پاکستان نہیں تھے اُن کا ہندوستان کی آزادی میں دخل تھا اور انہوں نے All India Muslim League یا پھر کسی بھی forum سے آزادی کے لیے جدوجہد' کی کوشش کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اوپر ہمارا سیاسی طور پر ایک مکمل یقین اور ایمان ہے کہ یہ ملک مشیت الٰہی ہے اور یہ ملک دُنیا میں قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور ہمیشہ قائم ودائم رہے گا۔ ہمارا ملک دُنیا کے ہر مظلوم طبقے کے لیے امیدوں کا ایک بہترین مرکز ہے اور رہا ہے لیکن اس کے ساتھ اگر ہم اپنی سیاسی اور پارلیمانی تاریخ کے اوپر نظر دوڑائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اُس میں بہت ساری تابناکیاں بھی نہیں ہیں ہم اپنا ملک حاصل کرنے کے بعد 1956 کی قرار داد مقاصد کے تحت ملک کو چلانے کی کوشش کرتے اور ہمارے اُس وقت کے ذرخیز دماغ اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ وہ اس ملک کے لیے provisional option لے کر آتے کہ آئین

بن جاتا لیکن 1956 کا آئین بھی ملک کی بے چینی کو ختم نہ کر سکا۔ اُس وقت ملک کے دو یونٹ تھے اور انہیں بھی اضطراب کی حالت میں دیکھا گیا اور اُس میں اضافہ دیکھنے کو ملا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارلیمانی سیاست کے اندر ایسا law of necessity اور ایسی elasticity اور اُس کے جو کردار ہیں اُن کے درجات کی بلندی کی دعا کرتا ہوں لیکن میں اس Golden Jubilee کے موقع پر چیئرمین سینیٹ آپ کی وساطت سے جیسا کہ آپ نے ہمیں اس ایوان میں بلا کر ہمیں موقع فراہم کیا یہ ایک قومی عمل ہے جو کہ بہت اہم ہے۔ آج میں اس ایوان میں موجود دیگر لوگوں سے بھی اور مجھے یہاں بیٹھے بیٹھے ایک خیال آیا کہ law of necessity کے اُن کرداروں کا کیوں نہ یہاں پر کچھ دیر کے لیے ایسا digital photo ہوتا یا پھر کوئی video ہوتی تاکہ پتا چلتا کہ آپ اُن کرداروں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور میں اُن کرداروں کے بارے میں کیا کہتا ہوں۔ وہ لوگ جو بعد میں بھی ایسا role ادا کرتے رہے اگر یہ قومیں انہیں discuss نہ کریں اپنے بروں کو یاد نہ کریں اور اپنے اچھوں کو یاد نہ کریں تو جب تک کوئی قوم آگے نہیں بڑھ سکتی۔ 1962 کے دستور کے اندر بھی power کا ارتکاز ہو جاتا ہے اور تمام powers centralised ہو جاتی ہیں۔ 1973 کے دستور کی وجہ سے ایوان بالا کا وجود ہوا ہے۔ میں آج اس ایوان بالا میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان بالا کا وجود ایک بہت بڑی achievement تھی اور اسی achievement کی وجہ سے آپ کے ایوان زیریں اور ایوان بالا وجود میں آتے ہیں لیکن یہ آئین کتنے عرصے چلا؟ ہم دیکھتے ہیں کہ دو، تین سال کے بعد اس آئین کو ایک مرتبہ پھر باہر پھینک دیا گیا اور ماورائے آئین کام چلنا شروع ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا وقت تھا جب آئین کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے لیکن 1988 سے لے کر 1999 تک نہ تو کوئی مارشل لا لگا اور نہ ہی کوئی direct armed forces نے intervene کیا اور اس میں یقیناً ہماری اپنی سیاسی غلطیاں ہیں اور اُن غلطیوں کو بھی ضرور دیکھنا چاہیے۔ 2008 سے لے کر 2018 کے ادوار میں پھر political regime کے دور کا آغاز ہوتا ہے اور میں بنیادی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس ایوان بالا میں قوم کی متناسب نمائندگی کی بنیاد پر حصہ ملتا ہے اور ساری کی ساری قوم اس میں شامل ہوتی ہے۔ ہمارے اس ایوان کے ممبران کو تمام صوبوں کی اسمبلیاں elect کرتی ہیں۔ قومی اسمبلی اسلام آباد کی سیٹوں کے لیے اپنے ممبران کا انتخاب کرتی

ہے جو کہ سینیٹ کے ممبر منتخب ہوتے ہیں اور ان تمام مراحل کے بعد قوم کے ایک بہترین دماغ کو موقع ملتا ہے جس کی کوئی direct constituency نہیں ہے لیکن صوبائی اسمبلیوں کے 18-22 ممبران کے ووٹوں کے ذریعے ممبران نے ایک mandate کے تحت انہیں elect کیا ہے تاکہ ان ایوانوں میں آکر اپنی قوم کے لیے فیصلے کریں۔ آج اگر آپ پیچھے مڑ کر دیکھیں ہماری جہاں پر سیاسی achievements ہونا چاہیے تھیں اور اس آئین کے اندر کچھ ایسی ترامیم بھی ہوئیں جو کہ غیر ضروری تھیں۔ میں ملک کی سلامتی کے حوالے سے سمجھتا ہوں کہ ایک بات اس ایوان میں مراد علی شاہ صاحب نے کہی وہ شاید پوری نہ کر سکیں لیکن میں آپ کو بارگاہ الٰہی میں گواہ بنا کر کہنا چاہوں گا کہ میں کئی محفلوں میں کہتا ہوں کہ اس ملک میں سپریم کون ہے؟ کس نے فیصلہ کرنا ہے اور لوگ کس کی طرف دیکھیں گے۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ سب سے زیادہ تنخواہ لیں اور آپ سب سے زیادہ پنشن لیں کیا اس لیے آپ بڑے ہیں، اس پارلیمنٹ کا کیا کام ہے؟ یہ پارلیمنٹ کہاں جائے گی۔ آج بھی ملک میں polarization دیکھنے میں آ رہی ہے اور میں ایک کشمیری ہونے کے ناتے اپنی بات کھل کر کرنا چاہتا ہوں کہ LoC کے اُس پار جو ہماری مائیں اور بہنیں جو ایک درندہ صفت فوج کو face کرتی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمار ملک ہے وہ کس کی طرف مڑ کر دیکھیں وہ کس کی طرف دیکھیں گے کون اُن کے لیے بات کرے گا اور کون ان کے لیے کھڑا ہو گا؟ آج اگر اس پارلیمنٹ کے اندر رات کے بارہ بجے اجلاس بلایا جاتا ہے اور ٹی وی کے اوپر ticker چلتا ہے مجھے اس بات کے بارے میں بتائیں کہ اس پر سینیٹ میں کون discuss کرے گا کہ جج کی statement نہیں لگنی چاہیے ہمارے ٹی وی چینلز پر، اُس کی دی گئی بات کا ticker نہیں چلنا چاہیے اور اس کی super lead نہیں لگنی چاہیے جب super lead لگے گی اور جج کو اُس کا بھانجا اور دیگر جاننے والے کہیں گے کہ آپ کی دی گئی statement TV پر چل رہی ہے، کیا جج اپنی بات کو TV پر air کروانے کے لیے بیٹھا ہوا ہے؟ کیوں وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ جب آپ کا ticker چلے گا تو آپ کو انصاف کی فراہمی اور اس کے حصول میں یقینی طور پر دقت آئے گی۔

دوسری طرف، آپ پارلیمنٹ کے ممبران کو جیل کی گاڑیوں سے ڈرائیں گے کہ جیل کی گاڑی باہر آ گئی ہے۔ تو یہ وہ تمام چیزیں ہیں جن کے بارے میں آج بھی سینیٹ کی اس پچاس سالہ تاریخ

میں ، میں سمجھتا ہوں کہ صادق سنجرانی صاحب ، کل میں اور آپ اس ایوان میں نہیں ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ ہم اس دُنیا میں بھی نہ ہوں ، ہو سکتا ہے کل ہم اس زندگی میں ہی نہ ہوں لیکن یاد رکھیئے گا ہر ایک کا role ہر ایک کا ایک ایک لفظ ہمیشہ یادگار رہتا ہے۔ ہمیں اپنے ملک کی سلامتی کے حوالے سے ، ملک کی security کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی قیادتیں بعض اوقات تعصب کا شکار ہو جاتی ہیں کیونکہ پارلیمنٹ کا جو بھی ممبر ہوتا ہے وہ کوئی عام آدمی نہیں ہوتا ہے اور اس کا ایک ایک لفظ سونے اور چاندی کے پانی سے لکھنے کے قابل ہونا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ نہ تو ہم اپنے اداروں پر بے جاہ تنقید کریں اور نہ ہی اُن کی قربانیوں سے انکار کریں اور نہ ہی اُن کی شہادتوں سے انکار کریں لیکن اگر اُن کا role آئین میں بہت واضح ہے اور اگر اس سے اُن کا role بڑھتا ہے تو پھر آپ ضرور discuss کریں لیکن ہمارے ایوان بالا میں، ہمارے ایوان زیریں میں ایسی کمیٹیاں کیوں نہیں ہیں جہاں ہم اپنے مسائل کا حل نکال سکیں۔

جناب ! جب ہم اپنے مسائل کا حل نہیں نکالیں گے تو کوئی کسی کے ساتھ کسی forum سے کھیلے گا اور دوسرا کسی اور forum سے کھیلے گا تو مسائل کا حل نہیں نکلے گا۔ ہمارے ملک میں پہلے بھی ایسے حالات رہے ہیں کہ جو ہمارے ملک کو weak کرنے کا باعث بنے ہیں۔ شاید یہ میرے mandate میں شامل نہ ہو لیکن میں نے اس کی liberty اس لیے لی کہ Kashmir کے اندر رہنے والے ہر ہر آدمی کی آخری امید ، پاکستان ہے یہ کلمہ ہے یہ ایمان۔ آپ دیکھیں کہ کشمیری عوام انڈیا کی نو لاکھ کی فوج کی درندگیاں برداشت کر رہے ہیں۔ آپ نے کچھ دن پہلے ایک مشترکہ قرارداد پاس کی تو اس کے لیے ہر کشمیری پارلیمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ نے متفقہ قرارداد pass کی۔ چھوٹے موٹے اختلافات ہوتے ہوں گے، میں کہتا ہوں کہ گلاس آدھا بھرا ہوا ہے یا خالی ہے، یہ اہمیت کی حامل بات ہے، یہ بات نہیں ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ اگر اس میں چھوٹا موٹا اختلاف ہو۔ لوگوں کی اکثریت نے یہاں سے یہی کہا کہ ہم کشمیر کے لیے یک زبان ہیں۔ سینیٹ میں minority سے تعلق رکھنے والے ہمارے ممبران تھے، وہ بعد میں یا اس ایوان میں جس طرح کشمیر کے حوالے سے یک زبان ہوئے، وہ ہمارے لیے انتہائی تقویت کا باعث تھے، ہم ان کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں۔ جناب ! میں کہا کرتا ہوں کہ جموں کا رہنے والا پنڈت جب پاکستانیت کی

بات کرتا ہے تو ہم اس کو بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو، اس کو اس ملک کے آئین اور قانون کے مطابق مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔

جناب! مقبوضہ کشمیر میں لڑنے والے لوگ 9 لاکھ ہندوستانی فوج کو face کر رہے ہیں، ان کی آس ہم سے ہے، ہمارے ملک میں کمزوریاں ہوں گی، سیاسی polarization ہو گی، اس کے نتیجے میں ان کا ایمان متزلزل ہو سکتا ہے، ہم جس فوج سے لڑنے کے بعد جدھر جا رہے ہیں، وہ خود اتنے دست و گریبان ہیں کہ وہ ہمارے لیے کیا سوچیں گے یا ہمارا کیا کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے سینیٹ کی Golden Jubilee کے حوالے سے تمام وزرائے اعلیٰ اور گورنرز کو مدعو کیا، یہ جید قیادتیں سر جوڑ کر بیٹھتی ہیں۔ عالمی جنگوں کا فیصلہ table پر ہو سکتا ہے تو دنیا کی کونسی چیز ہے جس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، وہ پارلیمان کو کرنا ہے۔ یہاں پر سارے فیصلے ہونے چاہییں کیونکہ یہ supreme ہے، ہم ایک دوسرے کے گلے بھی پکڑیں اور ہم ایک دوسرے سے گلہ بھی کریں۔ ہم in camera session میں فیصلہ کر کے باہر نکلیں، ایک اجلاس میں نہ سہی، ہم multiple sessions کریں لیکن فیصلہ ہو۔

جناب! آج کے دن کے حوالے سے کہوں گا کہ یہ ساری کمزوریاں اور کمیاں رہنے کے باوجود سینیٹ کی اس Golden Jubilee پر نہ صرف جو ممبران اس ایوان میں موجود ہیں بلکہ پوری قوم اور پورا ملک انتہائی مبارکباد کا مستحق ہے کہ ہم یہ Golden Jubilee منا رہے ہیں۔ ہم وہ قوم ہیں کہ ہم بہت مصائب اور مشکلات کے باوجود نہ صرف دنیا میں nuclear power بنے۔ ان ساری مشکلات کے باوجود direct intervene ہوتا رہا، بہت سے مسائل تھے۔ ملک ٹوٹ گیا، آج کہتے ہیں کہ وہ غیر فطری تھا، ہمارے ساتھ 23 سال سے رہنے والا غیر فطری تھا جو ہمارے لیے آج بھی پھانسی جھول رہا ہے، وہ غیر فطری تھا جس میں آج بھی پاکستانیت رچی بسی ہے، ایسا نہیں ہوا کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم دنیا میں مقام و مرتبہ رکھتے ہیں اور position رکھ رہے ہیں۔ اس کام میں resilience ہے اور commitment ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام اسی قافلے کو، اسی جھنڈے کو، میرے سبز ہلالی پرچم جس کا رنگ گنبد خضریٰ سے ملتا ہے، ہمیں ہر ایک کو sensitize کرنا چاہیے، نہ یہ ملک ایسے بنا ہے، نہ یہ جھنڈا ایسے وجود میں آیا ہے۔

جناب! ہم commitment اور نظریے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے، وہ commitment اس خطے کے حوالے سے نہیں ہے، یہ عالمی سطح پر رہنی چاہیے۔ یہ ایسا اجلاس ہے کہ آپ اور میں تاریخ کے کردار بن جائیں گے، اگر ہم یہ کہیں کہ سب اچھا رہا، ہم نے سب اچھا دیکھا، سب اچھا کیا، نہیں ہوا ہو گا لیکن جن لوگوں نے فیصلے کئے ہوں گے، ممکن ہے کہ اس وقت حالات ایسے نہ ہوں۔ ہمیں سیاسی طور پر اپنے عزم، ارادے اور اعادہ کا اظہار ضرور کرنا چاہیے۔

جناب! میں آپ سے ایک بات اور کہوں کہ عدالتیں ہوں یا media ہو، آپ ان کو وقتی طور پر استعمال کر لیتے ہیں لیکن اس کے long run اثرات ہوتے ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ آج ہمارے ملک میں لوگوں کو یہ پتا نہیں ہے، حکومت سے اختلاف ہو سکتا ہے، ریاست سے اختلاف نہیں ہوتا۔ Super lead لگتی ہے کہ ریاست کو کوئی حق نہیں ہے، یہ کوئی کہے، اللہ کے ان بندوں کو یہ پتا نہیں ہے کہ ریاست کو کہہ رہے ہو۔ حکومت سے اختلاف کریں، حکومت سے بات کریں، حکومتوں سے اختلافات ہوا کرتے ہیں، ریاستوں سے اختلافات نہیں ہوا کرتے۔ ہمیں اس لیے بعض چیزوں کی definition کو سمجھنا ہو گا، بعض چیزوں کے اندر دیکھنا ہو گا۔ شاید آپ کو میرا لہجہ تیز لگے۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں، یہ اس ملک کا سب سے بڑا ایوان ہے، اگر میرے جیسا آدمی ہو اور اگر دوسرے لوگ بات نہیں کریں گے۔ آپ، جو لوگ ملک کا اثاثہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کو بعض اوقات ایسے فیصلے بھی کرنے ہوں گے جو بعض اوقات آپ کی سیاسی قیادت کو suit نہ کرتے ہوں، ہو سکتا ہے جو آپ کو فائدہ نہ دیتے ہوں لیکن جو اس ملک اور قوم کو فائدہ دیتے ہوں، وہ فیصلے کرنے ہوں گے۔ ملک supreme ہے، ملک ہے تو ہم ہیں، اگر ملک نہیں ہے تو پھر ہم کہاں پر سیاست کریں گے۔

جناب! میں اس لیے یہ سمجھتا ہوں کہ ملک سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ اس لیے یہاں پر دکھ بھی discuss ہونے چاہییں۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو مجھ سے بہتر پتا ہو گا لیکن صرف اور صرف اس بنیاد پر کہ انداز بیاں بدل دیتا ہے، ہو سکتا ہے کہ میرے لہجے میں تلخی ہو۔ میری قوم 9 لاکھ درندہ صفت فوج کو face کر رہی ہے اور ہمارے جھنڈے میں دفن ہو رہی ہے۔ ہم ان کی امید ہیں، اگر ہم مایوسی پھیلائیں گے، ہمارا عزم نہیں ہو گا تو وہ پھر کیسے آگے بڑھیں گے۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے ملک میں کیا کیا potential نہیں ہے، کیا ہم اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

سینیٹ کی کمیٹیوں، سینیٹ اور قومی اسمبلی میں بحث کیوں نہیں ہوتی۔ ہمارے ہاں کوئی ایسی مرچ مصالحے والی چیز کی خبر لگتی ہے جس میں negativity ہوتی ہے اور positive چیز آگے نہیں بڑھتی۔ آج کا social media کا بچہ کہتا ہے کہ بانی پاکستان کون تھے، پاکستان کیوں بنا، ہم ان کے ساتھ رہتے تو بڑے اچھے رہتے۔ ایسے بچوں کو اس gallery میں وقتاً فوقتاً بلایا جائے، سینیٹ کی کمیٹیاں curriculum دیکھیں، بچوں کے حوالے سے دیکھیں کہ قومیں کیسے تیار ہوتی ہیں۔ ہمارے ساتھ جو بنگلا دیش کے حوالے سے ہاتھ ہوا تھا، وہ ہاتھ دوبارہ نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ اپنے ایمان کو پاکستان کے حوالے سے کمزور دیکھیں۔ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں یہ چیزیں ہوں گی۔ عزت مآب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا یہ فیصلہ ہے اور آپ کے ساتھ جتنے معاونین تھے، انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کو بلائیں اور یہ یہاں پر آ کر بات کریں تو ہم اس کے لیے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آپ کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں کہ یہ چیز یاد رہے گی اور یہ آگے positivity کی طرف بڑھے گی۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ اب آپ تشریف لائیں تاکہ آپ کو medallion پیش کیا جائے۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سردار تنویر الیاس، وزیر اعظم آزاد جموں و کشمیر کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں سید نیئر حسین بخاری صاحب سے گزارش کرتا ہوں جو ہمارے former Chairman Senate and former Member Senate بھی ہیں کہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Syed Nayyar Hussain Bukhari (Former Chairman Senate)

Syed Nayyar Hussain Bukhari (Former Chairman): Thank you Mr. Chairman, honourable Senators, former Senators and dignitaries. It is my privilege to be here on this occasion when you are celebrating the Golden Jubilee of our Constitution and then the Parliament. As for the political history and the legislative history of Pakistan is concerned. We have to see what hurdles we crossed and how we are governed for the last 74 and 75 years. I start with the creation of Pakistan, when we got

independence; the country was being ruled under the Government of India Act 1935. And the Constituent Assembly came into existence in 1947, at the outset we had 69 members of the Constituent Assembly and that Assembly was elected by the Provisional legislatives. The object and the task given to the Constituent Assembly was to frame the Constitution for the Pakistan, for a newly independent country. It was very unfortunate that the members of the Constituent Assembly were unable to frame the Constitution for a new country. Subsequently the original strength was 69 and then it was raised to 79. The process of framing the Constitution started but in 1954 the first Constituent Assembly was dissolved. As compared with the India you know it took hardly 3 years to frame their Constitution. After the passage of three years India got the Constitution but till 1954 we could not get the Constitution for our new country. When it was dissolved in 1954 then again it was resumed rather, I would say and in 1955 and the first Constitution which Pakistan got was 1956 Constitution. That was a Constitution which had a unicameral system. But ultimately, a martial law was imposed on 7th October, 1958 and the country was again without a Constitution. Then in 1962, a one man Constitution was given to the Pakistan and the country was ruled for ten years under that Constitution. So the reason why we are celebrating this day, when we are cherishing the benefits of this Constitution, because this was a Constitution of 1973, which was given by the representatives of the people of Pakistan. A 25 members Committee was formed in 1972. That Committee was formed by late Shaheed Zulfikar Ali

Bhutto, who was President at that time in 1972 and that Parliamentary Committee approved the draft of 1973 Constitution on 20th October, 1972. All the Parliamentary Leaders of Pakistan who were in the National Assembly, with a consensus they approved and agreed on that Constitution. In February, 1973 the Bill for 1973 Constitution was tabled in the National Assembly and that Bill was passed by the National Assembly of Pakistan on 10th April, 1973 and that was the Constitution which was enforced on 14th August, 1973, but the Constitution was unfortunate and the people of Pakistan were unfortunate, that Constitution could not survive beyond 5th July, 1977. A time came, and I have said that earlier also, that our Constitution was polluted by the dictators of this country and thank God when through 18th Amendment we were able to remove all those insertions given during the martial law regime and during the undemocratic period.

Rightly as has been mentioned by the Chief Minister of Sindh, this is the Constitution which governs the relations of the State organs, which governs the relations between State and its citizens and which gives the parameters for the State organs. So he rightly said that there has been intrusion by certain State organs in the functioning of the Parliament also. So, if we see the Preamble of the Constitution, whoever has a desire to exercise the authority of the State, I would say, he must go before the people of Pakistan. He must have a mandate from the people of Pakistan, any other person, who has not got the mandate of the people of Pakistan,

has got no right to interfere in the executive powers of the country or Parliament of this country.

The Preamble says; wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of people of Pakistan. That is the basic concept given in our Constitution, but we have seen that there is a concept which has been developed that the basic structure, people talk and some State organs talk about that the basic structure could not be changed. But my point of view is that the Constitution of Pakistan is a creation by the Members of the Parliament. As the Constitution itself gives authority to the Members of the Parliament, Article 239 is very clear about that. It gives power to the Parliament to amend the Constitution and they can amend according to the desires of the people of Pakistan, according to the needs of people of Pakistan. Particularly, I am referring to that Article that certain legislations and certain amendments of the Constitution have been challenged before the supreme judiciary. I am very clear about that, except the Parliament, nobody can question the amendments made by the Parliament of Pakistan and the Constitution itself bars. It categorically says, and I would be mentioning the Sub-Article 5 of Article 239, "no amendment of Constitution shall be called in question in any Court on any ground whatsoever". So I have a firm belief and faith in my Constitution, because it regulates my relations with the State and the State organs also.

And secondly, what was the need of having a bicameral Parliament in Pakistan? What was the requirement, and what made Zulfikar Ali Bhutto to think

to have an Upper House in Pakistan, because 1956 Constitution had a unicameral legislature, it had a one House. The basic thing which came to his mind was that we are Federation, but the representation of all provinces in the National Assembly is in accordance with the population. There is disparity in number of the Members of the National Assembly. Punjab is a bigger province and if you calculate the numbers of the Members of the National Assembly, if we count from Punjab, it is much more from the three other provinces, so to have an equal representation in the Parliament this concept of bicameral legislature was brought into the Pakistan.

We have been following the Westminster system in our country, the parliamentary democracy. But you have to see that we have to bring certain provisions in our Constitution which suit us. In our neighbouring country, you see in Pakistan we have a Chief Executive from the Lower House, but in India where a member of the Upper House can be Chief Executive of the country. Manmohan Singh remained for two terms as a Prime Minister of India, he was never a member of Lok Sabha, he was a member of Rajya Sabha, so why can't we think and we see that we can bring an amendment to bring a parity, when there is a disparity in the National Assembly, why can't we think that a Member of Senate from any other Province, a member of Senate from any Province he could be a Chief Executive of this country, because India's having that. They do follow the Westminster system, but there is an exception to that Upper House

Member can be Chief Executive over there also.As far functioning of the both Houses is concerned.

At that time, when I was in the Chair, I suggested and I wrote to then Prime Minister of Pakistan that our two Houses have Standing Committees and there were separate Standing Committees over there. For legislation much time is consumed, once a Bill is tabled in the National Assembly, it goes to the Standing Committee of the National Assembly, than it is transmitted to the Upper House, than it is sent to the Standing Committee, it consumed lot of time and it is more expensive also. When I was Chairman of the Senate at that time I wrote to the Prime Minister of Pakistan that lets have joint Standing Committees of both the Houses. You will save money and you will also save the time. Same thing is being practiced in India; there are joint Standing Committees of *Lok Sabha* and *Rajya Sabha*, why can't we adopt that? That request was never entertained or rather never looked upon but still I suggest that you being the Chairman of the Upper House and even Mr. Raja was here who is the Speaker National Assembly, Law Minister is also sitting, we must have a consultation on this. We should have a joint Assembly of both the Houses of the Parliament. As far as celebrating this Golden Jubilee, in our previous meeting Mr. Raza Rabbani was there who initiated this process in our party and it was resolved in our Central Exective Committee Meeting that this year will be celebrated as a Golden Jubilee Year for having the Constitution for the last 50 years. Thank God that Chairman of the Senate and the Speaker National

Assembly they also decided to celebrate this event in the Parliament.

Secondly, what I feel is that we have to assert our position being the Members of the Parliament because it is the time to think that I believe in a sovereign Parliament and if the Parliament is not sovereign than I feel there is no need to sit over here. If there can be intrusions in the functioning of the Parliament, if the Parliament feels handicapped so we are not serving the nation then. If we want to uphold this Constitution so you have to strengthen the Parliament, you have to assert your position for that and we feel so that Pakistan's political history is a mixture of many things. Sometimes the Constitution was abrogated, sometimes it held in the abeyance, and sometimes it was suspended but the main role the politicians have to play, the Members of the Parliament have to play and I hope so taking this law as a supreme law they would stand by this Constitution and they will defend, preserve and protect this Constitution. Thank you very much.

جناب چیئرمین: جناب! تشریف لائیں یہاں پر۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق چیئرمین سینیٹ نیئر حسین بخاری کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں چاہتا ہوں ان سب کو بھی ساتھ ساتھ موقع دیں جو ہمارے اور مہمان آئے ہیں، financial Sector سے، باہر سے، media سے، ان کے درمیان میں ایک ایک سینیٹر صاحب اور former Senators بھی بولیں۔ اب میں گزارش کروں گا محمد اورنگزیب صاحب سے جو Chairman ہیں Pakistan Banker's Association کے and he is the President of Habib Bank جی کچھ اچھے اچھے مشورے دیں قوم کو۔

Mr. Muhammad Aurangzeb, President of Habib Bank

Mr. Muhammad Aurangzeb (President of Habib Bank): Honourable Chairman Mr. Sanjrani, honourable members of the Senate, on this most auspicious occasion of the Senate's Golden Jubilee celebrations I do think it is important that we recognize many achievements of the Senate. The Senate has admirably served the role of the Upper House of our parliamentary system and has nobly upheld the constitutional checks and balances which lie at the heart of Parliamentary democracy. Over the years the Senate has resolutely exercised its legislative mandate to address the most pressing issues that faced our Nation, security and the needs of its most vulnerable citizens.

As the representative of the corporate and financial sector of our country and I am greatly privileged that I was invited today. I would like to highlight the few of many legislative achievements of the Senate that have effected the sector and highlight some areas that may need attention.

To begin with, legislation for financial and corporate sector is largely robust, though there is over regulation by the regulatory agencies to facilitate the recovery of non-performing loans, we call them NPLs. The Senate has over a number of years taken the initiative to pass Laws to make recoveries effective and efficient. We have seen multiple legislative changes to address issues related to NPLs and legislative framework as it stands today which, as I mentioned are fairly robust. However, as a practical matter things appear to have

only worsened with respect to the recovery of non-performing loans.

In my view, the issues we face relating to the recovery of these loans are not due to inadequate legislation but rather are result of issues relating to enforcement and procedural bottle necks which is where we need to focus our attention, for example, investing in judicial capacity and resources. Now moving to our companies and securities laws, these have been reformed and modernized to improve transparencies, regulatory oversight and promote the ease of doing business. Such reforms have gone a long way inunlocking our country's economic potential, and while the Senate has provided largely appropriate and proportionate regulatory umbrella I believe that we suffered from over regulation at the behest of the Regulatory agencies particularly in the corporate sector. Regulations tend to often try and emulate those of most sophisticated economies and are made without fully appreciating on ground realities. I would call on the Senate to provide guidelines to the regulators in this regard; we should and cannot put the cart before the horse.

Now Sir, with respect to urgent legislative reforms which are needed, which are around corporate rehabilitation and digitization which are most critical. While, I do believe the legislative framework for the commercial and financial sector is relatively robust I do think two sectors are in need of immediate attention which are corporate rehabilitation and digitization.

And specially country is facing macro challenges there is a great need of reforms to the corporate rehabilitation framework for distressed companies often called the bankruptcy laws since Law Minister is also sitting here so it is the best opportunity to mention this and while the Senate has passed legislation dealing with this issue in the past such legislation has not produced the desired results.

In fact I am informed that there had been no significant cases of successful corporate rehabilitation under these laws even though they have been enforced since 2018. Reforms are urgently needed to allow and encourage the struggling companies to successfully rehabilitate themselves; otherwise the grim state of non-performing loans will continue to worsen.

In relation to digitization of the economy we have made commendable legislative progress. However this area is transforming itself at breakneck speeds and urgent up gradation of our legislative framework is the need of the hour. The Senate should spearhead reforms in providing robust legal framework for digitization and modernizing our laws concerning data protection and security, consumer rights, digital currency and smart contracting.

آخر میں صرف یہ بات کہنا چاہوں گا جہاں تک banks کا تعلق ہے، private sector کا تعلق ہے، کسی بھی economy میں یہ ریڑھ کی ہڈی کے مترادف ہوتے ہیں۔ ہمیں اس حوالے سے پوری ذمہ داری کا ادراک ہے and from the banks prospective also as the Chairman of Pakistan Bank Association not only as HBL میں اس مقدس ایوان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ we will continue to step up to address the macro challenges at this point in

time the way banks stepped up during the COVID period. We seamlessly moved towards providing services تو because we were told that you are essential services although at one point in time one third میں periodکے COVID to half of our physical network was closed. لیکن ہم نے وہ سروسز public at large کو مہیار کھیں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات میں یہ کروں گا کہ جو FATFکا معاملہ تھا۔ While it took us about 3 to 4 years as a country to come out of the grey list لیکن banking sector وہ sector تھا جو سب سے پہلے compliantہوا۔ تواس وجہ سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو ملک کے حالات ہیں ان میں ہماری پوری کوشش ہے کہ ہم ہر طرح سے step up کریں with remittances, exportsاور جو روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ کا سلسلہ کار ہے، جو priority sectors ہیں ہمارے agriculture and SMEsکے اور ان کو ہم پوری طرح financing بھی provide کریں اور ان کو ہم آگے لے کر چلیں تاکہ

Banks can contribute to play a real positive role in the economic development of Pakistan.

جناب چیئرمین! once again میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں موقع دیا to present in this august House. جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب اورنگزیب صاحب! آپ کے جو points ہیں ان شاءاللہ ہم انہیں کمیٹی میں refer کریں گے اور وہاں ان پر discussion بھی کریں گے۔ پھر آپ کو ہم دوبارہ زحمت بھی دیں گے کہ اگر کمیٹی کو آپ کی ضرورت محسوس ہوگی تو آپ آکر ہمیں پھر بتائیں۔ بہت مہربانی۔ اب میں گوہر زاہد ملک صاحب جو Pakistan Observer کے ایڈیٹر ہیں، سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Mr. Gohar Zahid Malik, Editor Pakistan Observer

جناب گوہر زاہد ملک (ایڈیٹر پاکستان آبزرور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین، محمد صادق سنجرانی صاحب، وزیر اعظم آزاد ریاست جموں و کشمیر، گورنرز، وزرائے اعلیٰ، معزز ممبران

سینیٹ اور خواتین و حضرات! السلام علیکم۔ میں سینیٹ آف پاکستان کے 50سال مکمل ہونے پر گولڈن جوبلی کی تین روزہ خصوصی تقریبات کے انعقاد پر آپ سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مملکت خداد پاکستان ایک نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آئی۔ چنانچہ نظریہ پاکستان کی اساس، تقویت اور یک جہتی ہی پاکستان کی بقا، ترقی اور خوشحالی کی ضامن ہے۔ اسی طرح پارلیمنٹ اور ایوان بالا یعنی سینیٹ آف پاکستان قومی ہم آہنگی اور اتحاد کی علامت ہے۔ اگر ہم اپنی قومی تاریخ پر نگاہ کریں تو معلوم ہوگا کہ کیکر کے کانٹے سے کہوٹہ تک کا یہ سفر انتہائی پرآزمائش تھا۔ اس پس منظر میں کہا جا سکتا ہے کہ وطن عزیز کے داخلی مسائل پر اپنی جگہ لیکن بین الاقوامی طاقتوں کی سازشوں کا ہم سب نے مل کر مقابلہ کرنا اور ان طاقتوں کی پاک سرزمین کو کمزور کرنے اور ہمارے قومی اثاثوں تک رسائی کی کوششوں کو ناکام بنانا ہے۔ عوام کے لیے یہ بات اپنی جگہ نہایت قابل اطمینان ہے اور رب العزت کا بے پناہ شکر ہے کہ ملک اور قوم کا دفاع افواج پاکستان کے مضبوط اور فولادی ہاتھوں میں ہے۔ ماضی میں پشاور اور کراچی سمیت دیگر شہروں میں رونما ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کے خاتمے اور وطن عزیز کو اقتصادی لحاظ سے کمزور کرنے کی کوششوں کو ناکام بنانے کے لیے ہمیں نظریہ پاکستان کو فروغ دینا ہوگا۔ اس سلسلے میں سینیٹ آف پاکستان کو کلیدی کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمارے پیارے وطن پاکستان کا رمضان المبارک کی مقدس رات یعنی لیلتہ القدر میں معرض وجود میں آنا، رب کائنات کی طرف سے ایک بشارت ہے۔ اس طرح ہمارے سبز ہلالی پرچم کی گنبد خضراء سے مشابہت کو سرور کونین حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک تحفہ تصور کیا جاتا ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ ہر محب وطن پاکستانی کو یقین ہے کہ ہمیں درپیش پریشانیاں محض عارضی ہیں جو رب العزت کے فضل و کرم سے ہماری اجتماعی کوششوں سے ختم ہوجائیں گی۔ میرے مرحوم والد محترم زاہد ملک صاحب جو روزنامہ Pakistan Observer کی روح رواں اور نظریہ پاکستان کونسل ٹرسٹ اسلام آباد کے بانی رہے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہر پاکستانی رات کو سونے سے پہلے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچے کہ آج ہم نے پاکستان کو کیا دیا ہے؟ نظریہ پاکستان کا بھی یہی slogan ہے کہ آیئے اور سوچیے کہ ہم نے پاکستان کو کیا دیا ہے؟ میں آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ذمہ داران کا ممنون ہوں کہ

مجھے قومی تاریخ کے اس اہم دن اور مرحلے پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا گیا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب بہت مہربانی۔ اب میں سلطان الانہ صاحب، اورنگزیب صاحب اور ملک صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ آئیں میں آپ لوگوں کو آج کے دن کی مناسبت سے ایک چھوٹا سا تحفہ پیش کر سکوں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سلطان الانہ، اورنگزیب اور گوہر زاہد ملک صاحب کو یادگاری میڈلز پیش کیے)

جناب چیئرمین: اب میں حسن رضا پاشا صاحب، چیئرمین ایگزیکٹو پاکستان بار کونسل سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ آئیں اور اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Mr. Hassan Raza Pasha, Chairman, Executive Pakistan Bar Council

جناب حسن رضا پاشا (چیئرمین ایگزیکٹو پاکستان بار کونسل): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب اور معزز سینیٹرز صاحبان! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں موقع دیا اور یہ اعزاز بخشا کہ ہم اس معزز ایوان کے سامنے خطاب کر سکیں۔ سینیٹ آف پاکستان فیڈریشن کی علامت ہے۔ ایک جمہوری ادارہ ہے۔ جس میں چاروں صوبوں کی مناسبت سے برابری کی بنیاد پر اور مساوی تعداد میں ممبران موجود ہیں۔ اس سے پہلے بات ہوئی کہ ادارے دوسرے ادارے کی jurisdictionمیں آتے ہیں اور زیادہ بات یہ کی گئی کہ judiciary, executiveاور پارلیمنٹ کے معاملات میں دخل اندازی کرتی ہے۔ انتہائی ادب کے ساتھ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں قصور سارا ہمارا ہے۔ ہم اپنے معاملات اپنی jurisdiction, judiciaryکے jurisdictionمیں ڈال دیتے ہیں۔ یہ ان اداروں کا قصور ہے۔ Parliamentariansکا قصور ہے کہ وہ اپنے معاملات کو عدالتوں میں لے کر جاتے ہیں۔ جو معاملات پارلیمنٹ میں حل ہونے چاہییں ان معاملات کو یہاں پر حل ہونا چاہیے نہ کہ judiciaryمیں بھیجا جائے۔ اسی لیے یہ صورت حال بنتی ہے کہ وہاں پر تماشا لگتا ہے۔ سیاستدانوں کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔ مذاق اڑایا جاتا ہے اور قومی قیادت شرمندہ ہوتی ہے۔ آج ہم عہد کریں کہ تمام parliamentariansاپنے معاملات کو پارلیمنٹ کے اندر حل کریں نہ کہ کسی اور ادارے کو اپنے اختیارات سونپیں۔ Bar associations are democratic

institutions. ہر سال اس میں الیکشن ہوتے ہیں اور پرامن انتقال اقتدار ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! 15 جنوری کو Bar associations کے انتخابات ہوتے ہیں اور 16 جنوری کو نئی قیادت آتی ہے۔ ہمیشہ democracy کے لیے کام کیا ہے۔ قربانیاں دی ہیں اور آپ تمام احباب یاد رکھیں کہ جب یہاں پر آمریت کا دور دورہ تھا۔ ایک آمر یہاں پر مسلط تھا اور تمام اعلیٰ قیادت ملک سے باہر تھی، یہ lawyers تھے جنہوں نے movement چلائی اور اس شاہراہِ دستور پر روزانہ آکر آئین کی بحالی کی جنگ لڑی اور اعلیٰ قیادت جس میں محترم نواز شریف صاحب اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ پاکستان میں آئے اور اس ملک کو انہوں نے سنبھالا اور قیادت کی۔

ہم آج بھی اپنی قیادت کو اس چیز کا واسطہ دیتے ہیں کہ آئیں، ان جمہوری اداروں کو بچائیں۔ پاکستان کی وکلا کمیونٹی آپ کے ساتھ ہے، پہلے بھی قربانیاں دی ہیں، اب بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے۔ میں جب چیئرمین، ایگزیکٹو کمیٹی منتخب ہوا تو ہم نے پہلی پریس کانفرنس یہ کی کہ تمام ملکی قیادت، تمام سیاسی جماعتوں کو ہم پاکستان بار کونسل والے بلاتے ہیں، ایک national dialogue کا آغاز کرتے ہیں اور national dialogue ایک point کے ایجنڈے پر ہوگا کہ اس ملک کی معاشی صورتحال کو ہم نے کس طرح ٹھیک کرنا ہے۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں جناب وزیر اعظم پاکستان کا کہ انہوں نے ہماری دعوت قبول کی لیکن لیڈر آف اپوزیشن، محترم عمران خان کا ہم ابھی تک انتظار کر رہے ہیں کہ وہ حامی بھریں تو ہم تمام سیاسی قیادت کو پاکستان بار کونسل کے پلیٹ فارم پر بلاتے ہیں اور اس national dialogue کا آغاز کرتے ہیں۔ میرا کچھ گلا خراب ہے، مزید بات نہیں کر سکتا، آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔ اب میں گزارش کرتا ہوں سابقہ سینیٹر حافظ حسین احمد صاحب سے کہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Former Senator Hafiz Hussain Ahmed

سابق سینیٹر حافظ حسین احمد: الحمدللہ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ فرزند چاغی، جناب چیئرمین سینیٹ، موجودہ اور سابقہ سینیٹر حضرات! اللہ کا کرم ہے کہ آج ہم پاکستان کے ایوانِ بالا کی پچاسویں سالگرہ منا رہے ہیں۔ سنہ 47 میں پاکستان بننے کے بعد اور وہ پاکستان جو جمہوریت کے

حوالے سے دنیا کے نقشے پر معرضِ وجود میں آیا، اس پاکستان میں جمہوریت کو پہلے ہم نے شیر مادر اور سرپرستی سے محروم رکھا۔ بانیٔ پاکستان دنیا میں نہیں رہے، لیاقت علی خان نہیں رہے، اس جمہوری بچے کو ہم نے اس دور میں جس انداز میں پروان چڑھانے کی کوشش کی، سکندر مرزا کے بعد اسے B.D. system کا دودھ پلایا گیا۔ اس کے بعد اگر ہم پوری تاریخ کو دیکھیں تو سانحۂ سقوط ڈھاکا تک یہ صورتحال سامنے آئی کہ پھر ہم دولخت ہوئے۔ اس کے بعد ہمارے قائدین کو سوچنا پڑا کہ کیا پاکستان کے بقیہ چار صوبوں کو، چار اکائیوں کو کس طریقے سے آئین کے اندر اس طرح جکڑا جائے تاکہ ان کے حقوق کا بھی تحفظ ہوسکے اور پاکستان کی سالمیت کا بھی۔ پھر اس وقت سنہ 73 میں جہاں ہمیں ایک پارلیمانی نظام کے لیے ایک آئین دیا گیا، اس میں ہمیں سینیٹ بھی ملا۔ سینیٹ کی تمام تر صورتحال میں یہ خیال رکھا گیا تھا کہ سینیٹ کی تمام تر نشستیں ہر صوبے میں مساوی طور پر تقسیم ہوں۔ اگر آپ بلوچستان، خیبر پختونخوا اور سندھ کی قومی اسمبلی کی ساری کی ساری نشستیں ایک طرف رکھیں تو پنجاب کی نشستیں ان کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ پھر اس سے معاملات کے حوالے سے وہ اکائیاں غیر مطمئن نظر آتی رہیں۔

جناب چیئرمین! میں مختصراً عرض کروں گا لیکن میں انتہائی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی تھوڑی سی ڈنڈی ماری گئی اور اسلام آباد کی تین نشستیں رکھی گئیں، بلوچستان کی چار نشستیں رکھی گئیں، اسی طریقے سے فاٹا جو اس وقت خیبر پختونخوا کا حصہ بن چکا ہے، اس کے لیے نشستیں رکھی گئیں یعنی اس کو بھی disturb کرنے کی کسی نے کوشش کی۔ اصل اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ جتنی بھی جماعتیں ہیں، خصوصاً میری جماعت جمعیت علمائے اسلام پاکستان اور حضرت مفتی محمود نے جو دستور ہمیں دیا ہے، اس میں واضح طور پر یہ لکھا گیا ہے کہ یہاں پر متناسب نمائندگی کی بنیاد پر انتخابات ہونے چاہییں تاکہ ملک کے کسی کونے میں بھی کوئی worker یا پاکستانی ووٹ دے، وہ شمار ہوسکے اور کسی کام میں آسکے۔ یہ خوش بختی ہے کہ سینیٹ متناسب نمائندگی کی بنیاد پر منتخب ہوتی ہے جبکہ قومی اسمبلی مناسب نمائندگی کی بنیاد پر۔ اب تک جتنے بھی الیکشنز ہوچکے ہیں، ان میں ہم نے یہی دیکھا ہے، کیونکہ میں دو مرتبہ سینیٹ کا ممبر رہا اور دو مرتبہ قومی اسمبلی کا۔ میں گزارش کروں گا کہ کیا آج پچاس سال کے بعد ہمارے چاروں صوبے مطمئن ہیں؟ کیا ہم ان اہداف کو پاچکے ہیں؟ کیا ہم نے سقوطِ ڈھاکا

کے بعد جو صورتحال تھی، اس کے لیے ہم نے حفاظتی اقدامات مکمل کیے ہیں؟ کیا سازشی عناصر کے سامنے ہم نے بند باندھ دیے ہیں؟ نہیں۔

جناب چیئرمین! یہاں پر میں دو بار سینیٹ کا ممبر رہا اور ہم نے یہاں بات کی کہ ہمارا مشرقی پاکستان کے لوگوں کے ساتھ وسائل اور مسائل پر، فنڈز پر، پیسے پر، اختیارات پر جھگڑا ہوتا رہا۔ اس کے بعد جب ہم نے سینیٹ کے اندر یہ بات کی تو الحمدللہ، یہاں ہمارے کچھ ساتھی تھے، عبداللہ شاہ صاحب تھے، مراد علی شاہ صاحب کے والد صاحب تھے، قاضی حسین احمد صاحب تھے، مولانا سمیع الحق صاحب تھے، پیر برکات صاحب تھے، نیازی صاحب تھے، یہ سب تھے، اس کے بعد آپ کو اور ساتھیوں کو یاد ہوگا کہ یہاں پر پاکستان کے اندر پہلی بار سینیٹ کو بجٹ کے حوالے سے بحث کا موقع مل سکا۔ بحث کا موقع تو ملا، اس ایوان بالا کو حق تو ملا لیکن اس کے باوجود بھی بجٹ کے حوالے سے ہم صوبوں کو اس انداز سے مطمئن نہیں کر سکے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس وقت ہم سینیٹ کو جس انداز میں خود منتخب کرتے ہیں، یہ بڑی ضروری بات ہے، شاید کسی کو پسند آئے یا نہ آئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ کو دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ سینیٹ کو اس کی پچاس سالہ سالگرہ پر ایک تحفہ دیجیے اور سینیٹ کو براہ راست انتخاب کے ذریعے منتخب کرنے کا فیصلہ دونوں ایوان کر لیں۔ جب آپ اس سینیٹ کو منتخب کریں گے، اس سینیٹ کو مالیاتی اختیارات دیں۔ امریکی سینیٹ کی مثال آپ کے سامنے موجود ہے۔ سینیٹ کو اگر آپ بے اختیار رکھیں گے، ہم ایوانِ بالا کی بات کرتے ہیں، ایوانِ زیریں کے اختیارات کے حوالے سے بھی سوالات اٹھتے ہیں، ہم نے اسے ایوان بالا بنا کر بڑی بیگم کی طرح ہی رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو صورتحال ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اس ایوان کو سمجھیں۔

بلوچستان کے حوالے سے جو صورتحال ہے، وہ آپ کے سامنے ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو آئین کے حوالے سے، جو سینیٹ کے حوالے سے، جو پارلیمنٹ کے حوالے سے آج بھی اس نقطہ نظر کے ساتھ موجود ہیں، یہاں پر گورنر صاحب نے آپ کے سامنے تقریر فرمائی، یہاں پر وہ لوگ جو اس وقت موجود ہیں، وہ آج بھی پارلیمنٹ کے اندر موجود ہیں، وہ گورنر کے عہدوں پر موجود ہیں، وہ وزراءاعلیٰ کے عہدوں پر موجود رہے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو پہاڑوں پر ہیں، کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے حقوق کے حوالے سے وہ صحیح ہیں یا غلط، میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا، جو لوگ آئین کے

حوالے سے حقوق چاہتے ہیں، جو لوگ آئین کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں، جو لوگ آئین کے تحت اپنے حقوق کی بات کرنا چاہتے ہیں، آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں اور انتظار میں ہیں، اگر ان کی باتوں کو نظر انداز کیا جائے گا تو پھر جو پہاڑ پر ہوگا، اس کو تقویت ملے گی۔

جناب والا! جمعیت العلمائے اسلام پاکستان اور دیگر جماعتوں کا بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں بہت زیادہ اثر ہے، اس لیے معاملات کو طے کیا جائے اور معاملات کو طے کرنے کے لیے افہام و تفہیم ضروری ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ثابت ہوا ہے کہ طاقت کے ذریعے کبھی بھی معاملات طے نہیں ہوئے ہیں بلکہ معاملات الجھتے رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ افغانستان میں کیا صورت حال سامنے آئی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ کو اہم role ادا کرنا چاہیے اور سینیٹ کو اختیارات بھی ملنے چاہییں۔ اداروں کے اندر لڑائی کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ میں ایک مرتبہ پھر سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس جمہوری نظام کو، اس ملک کو اور اس ایوان کو قائم و دائم رکھے۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کی بہت مہربانی۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر حافظ حسین احمد کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: میں جناب ظفر بختاوری، صدر اسلام آباد چیمبر سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Mr. Ahsan Zafar Bakhtawari, President Islamabad Chamber of Commerce and Industry

جناب احسن ظفر بختاوری (صدر اسلام آباد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ محترم صادق سنجرانی، چیئرمین سینیٹ، معزز سینیٹرز، معزز صوبائی گورنرز اور وزرااعلیٰ، خواتین و حضرات! السلام علیکم۔ میں سب سے پہلے چیئرمین سینیٹ جناب صادق سنجرانی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آج اس تاریخی موقع پر business community کو بھی سینیٹ کے اجلاس میں شرکت اور representation کی دعوت دی۔ میں اپنی طرف سے اور business community کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی حکومت in power ہو، جس طرح کے بھی مسائل ہوں اس میں ہم ہمیشہ حکومت کے ساتھ ہیں۔

جو مسائل ہیں ان کے حل کے لیے ہم اپنی تجاویز دینے کے لیے ہمیشہ آپ سے بھی رابطہ کرتے رہتے ہیں، سپیکر صاحب سے بھی رابطہ کرتے رہتے ہیں۔

جناب والا! میں آج اس موقع پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چیئرمین صاحب! آپ charter of economy کے لیے ضرور کوشش کریں، تمام پارٹیوں کی قیادت کو one page پر لے کر آئیں۔ آج کل پاکستان کی economy جن crisis سے گزر رہی ہے اس کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ تمام پارٹیاں اس پر متفق ہوں کہ ایک long term financial policy بنائی جائے تاکہ پاکستان جسے ہر ایک، دو سالوں کے بعد financial crunch کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس سے باہر نکلے۔ وہ ممالک جو ہم سے پیچھے تھے، جس طرح ابھی بنگلا دیش اور ویتنام کا ذکر کیا گیا کہ ان کی exports کیا تھیں اور وہاں کیا حالات تھے۔ دنیا میں بہت سارے ممالک بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہم وہیں پر کھڑے ہیں بلکہ ہم آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے کی طرف جا رہے ہیں، اس پر میری درخواست ہے کہ تمام پارٹیوں کی قیادت one page پر اکٹھی ہو، اپنا role play کرے اور ایک charter of economy sign کیا جائے جس سے ہماری economy مثبت راستے پر آگے چل سکے۔

جناب والا! آج کل ہماری economy میں جو ایک unrest ہے کہ IMF کے ساتھ ہمارا کوئی معاہدہ ہو رہا ہے، ہم یہ چاہتے ہیں چونکہ اب IMF کے ساتھ معاہدے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے، جناب چیئرمین! اگر یہ ہمارے لیے ضروری ہے، پاکستان کی معیشت کے لیے ضروری ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اسے جلد از جلد ہو جانا چاہیے۔ اگر اس میں کوئی ایسے مسائل ہیں تو آپ تمام پارٹیوں کو in camera briefing دے کر اتفاق رائے حاصل کریں تاکہ یہ معاہدہ جلد از جلد ہو سکے۔

آج چونکہ یہاں مجھے موقع ملا ہے تو میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سینیٹ میں خواتین اور اقلیتوں کی بھی نشستیں مختص ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ business community کو بھی یہاں representation دی جائے، Federation of Pakistan (FPCCI) کے صدر، سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا اور پنجاب کے صوبائی چیمبرز کی بھی سینیٹ میں نمائندگی ہونی چاہیے تاکہ جب policies بنیں تو وہ ان پر اپنا timely input دیں،

instead کہ کوئی policy بن جائے اور اس پر دوبارہ کوئی deadlock create ہو جائے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے policies سے متعلق کافی اچھا سلسلہ آگے چلے گا۔ جس طرح ہم نے پہلے بھی آپ سے درخواست کی تھی کہ commerce سے related Standing Committees میں different chamber کو as an observer ضرور بلایا کریں تاکہ جب وہاں policies سے related discussion ہو رہی ہوتی ہے تو وہ اس میں اپنا feedback دے سکیں۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اسلام آباد میں پیدا ہوا، یہاں ہی سکول گیا، کالج گیا، یونیورسٹی گیا، میں سمجھتا ہوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ بہتر ہونے کی بجائے خراب ہو رہا ہے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام آباد کی بھی ایک صوبائی اسمبلی ہونی چاہیے اور اسلام آباد کو بھی provincial status دیا جانا چاہیے۔ سید نیر بخاری صاحب یہاں موجود ہیں، وہ اسلام آباد شہر سے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ انہیں بھی چاہیے اور باقی یہاں موجود سینیٹر حضرات ہیں، اگر ہمارے قانون میں اس چیز کی گنجائش ہے تو ہمیں اسلام آباد کے شہریوں کے لیے، اسلام آباد کی business community کی بہتری کے لیے یہ کرنا چاہیے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کے capital میں اسی طرح کا ایک system رائج ہے، اگر ہم اسی طرح کا system یہاں رائج کر لیں اور اگر اس سے کوئی بہتری آسکتی ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی مذائقہ نہیں ہونا چاہیے۔ جناب والا! میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی نیر بخاری صاحب۔

سید نیر حسین بخاری (سابق چیئرمین سینیٹ): جناب والا! جب میں چیئرمین تھا تو میں نے ایک Committee constitute کی تھی کہ Islamabad Capital Territory کی governance کیسے ہونی چاہیے، اس لیے کہ باقی Federal Capitals میں، مجھے پڑوسی ملک کا reference دینا پڑ رہا ہے، Delhi has got a State Assembly, Delhi has got a Lt. Governor, so at that time I constituted a Committee, مرحوم طاہر مشہدی صاحب، سینیٹر مشاہد حسین سید اور سید ظفر علی شاہ اس کے ممبر تھے، it is on the record of the Senate. Let's examine it کہ یہ

اسلام آباد میں کیسے چلے گی، اس کے لیے provincial legislation کا طریقہ کار adopt ہونا چاہیے کہ نہیں؟

That can be revived and Senate can examine that.

جناب چیئرمین: جی ان شاء اللہ revive کر دیں گے۔ جی سیکرٹری صاحب آپ بتائیں۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: ظفر بختاوری صاحب! آپ سے درخواست ہے کہ آپ چیئرمین صاحب سے اپنا medallion حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے جناب ظفر بختاوری کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں ہارون الرشید صاحب سے گزارش کرتا ہوں جو Pakistan Bar Council کے Vice President ہیں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ آپ ہمیشہ عدالت میں گرجتے برستے ہیں، آج یہاں بھی گرجیں، برسیں۔

Mr. Haroon Rasheed, Vice President Pakistan Bar Council

جناب ہارون رشید (وائس پریذیڈنٹ پاکستان بار کونسل): شکریہ، جناب چیئرمین! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے اور ہمارے چیئرمین کو مدعو کیا اور ایوان بالا میں بیٹھنے کا موقع دیا۔ بات تو ساری وہی ہے جو نیر حسین بخاری اور دیگر ساتھیوں نے کر دی۔ ہمیں بھی وکالت میں یہی سکھایا جاتا ہے کہ ہم نے قانون اور آئین پر چلنا ہے اور ان کی حمایت کرنی ہیں۔ ہم نے صرف آئین کی بحالی کے لئے lawyers movement کی تھی۔ اس میں ہمیں قربانیاں بھی دینی پڑیں۔ میری ایوان بالا سے یہی request ہے کہ جب پاکستان بنا تو پہلا آئین 1956 میں بنا۔ اس کے بعد ایک مارشل لا لگا۔ جب 1962 میں دوبارہ آئین بنا تو اس کے بعد دوبارہ مارشل لا لگا۔ اس کے بعد جب 1973 کا آئین بنا تو پھر بعد میں مارشل لا لگا۔ میں آئین کے متعلق یہ بات کہوں کہ کس آئین میں لکھا تھا کہ ایک شخص وردی میں آئے اور الیکشن لڑ کر صدر بنے۔ فاطمہ جناح کے خلاف الیکشن لڑا گیا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں مارشل لاء لگا تو ایک شخص نے وردی میں آ کر take over کیا اور دس، گیارہ سال تک وہ صدر رہا اور آئین کی دھجیاں بکھیرتا رہا۔ جب میاں نواز شریف کی حکومت آئی تو اس میں یہی حال ہوا۔ اب میری submission یہ ہے کہ جب تک پارلیمنٹ مضبوط نہیں ہو گی، جب تک قومی اسمبلی اور سینیٹ اپنا کردار ادا نہیں کریں گے اور آئین کے مطابق اپنے اختیارات کا استعمال خود نہیں کریں گے تو حالات اسی طرح رہیں گے جیسے آج ہیں۔ ایک افراتفری ہے۔ لوگ پہلے

ہی معاشی معاملات کی وجہ سے پریشان ہیں اور ہم دہشتگردی اور سیاسی افراتفری کو بھی face کر رہے ہیں۔ جب تک پارلیمنٹ، عدلیہ اور اسٹیبلشمنٹ اکھٹے ہو کر ملک کو اس چنگل سے نہیں نکالیں گے، اس وقت تک کچھ نہیں ہوگا۔ ہماری عدلیہ کا بھی کردار ایسا رہا ہے کہ جب مارشل لا لگتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ نے صحیح کیا۔ مشرف کو انہوں نے یہ اختیار دیا کہ آپ Chief Executive of the country ہوں گے، از خود آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں اور تین ماہ بعد الیکشن کروا سکتے ہیں۔ وہ تین ماہ پھر بعد میں 8 سال ہوئے۔ ضیاء الحق کے کچھ مہینے پھر 11 سال ہوئے۔ جب تک ہمارے ادارے مستحکم نہیں ہوتے، جب تک وہ اپنا کردار ادا نہیں کرتے، جب تک وہ ایک دوسرے کے معاملات میں interfere کریں گے تو ملک میں کوئی ترقی نہیں ہو سکتی ہے۔ معاشی طور پر ہم پہلے ہی تباہ ہو چکے ہیں۔ میری parliamentarians سے یہی گزارش ہو گی کہ وہ اپنے اختیارات کو استعمال کریں اور اس ملک کو حقیقی معنوں میں جمہوریت پر لائیں اور جمہوری ادارے مستحکم کریں، شکریہ۔

جناب سیکریٹری سینیٹ: اب میں حسن رضا پاشا اور ہارون رشید صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ چیئرمین صاحب سے اپنے medallions receive کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے حسن رضا پاشا اور ہارون رشید کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Former Senator Aneesa Zaib Tahir Khaili

سابق سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سینیٹر سید محمد صابر شاہ کی سیٹ پر بیٹھی ہوں۔ وہ میرے گاؤں کے ہیں۔

Honorable Chairman, visiting dignitaries and my respectable colleagues, first, let me express my gratitude to the worthy Chairman for letting me speak on this very auspicious occasion. It is an honor for me attending this historical session. In fact I was supposed to leave abroad when I came to know that such an event was being commemorated. So, I extended the timing of my visit just to attend this very important and historical meeting. I

thank you again. Indeed, these are very difficult times and holding of such a session in these critical and sensitive times is really something we all should be thoughtful about. Why is it being held? What is the actual occasion? Is it the completion of 50 years of the Upper House which was created through the 1973 Constitution and Parliament was made bi-cameral? Is it that much important that we should really be celebrating it or are we at the critical juncture of history where holding of such an event signifies the importance of the Upper House. I have been listening to most of the speakers who are very learned colleagues of mine. They have been highlighting various aspects of this august House.

جناب! ہمیں سب سے پہلے اس بات کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ پاکستان میں جمہوریت جیسی بھی ہے چاہے لنگڑی ہے، لولی ہے، اس میں مختلف سخت ادوار بھی آئے لیکن یہ چل رہی ہے۔ میری پارٹی اب ایک regional party ہے لیکن as a student leader جہاں سے میری سیاست کا آغاز ہوا، وہ 1973 میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی بنائی ہوئی پاکستان پیپلز پارٹی سے ہوا۔ اس پارٹی نے مجھے پہلے ایک youth leader اور پھر اسمبلی تک پہنچایا۔ اس کے بعد سیاست کا سلسلہ چلتا رہا۔ میں شہید ذوالفقار علی بھٹو کی ایک معتقد اور پیروکار ہوں۔ ابھی میں قومی وطن پارٹی سے belong کرتی ہوں جو ایک regional party ہے لیکن پھر بھی ہمیں یہ لگتا ہے کہ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کی ایک offshoot ہیں۔ اس سے زیادہ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم ملک میں Federation کو strengthen کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں چاہے وہ ایک ریجن میں ہی کیوں نہ ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ confederation نہیں بلکہ Federation ہے اور federating units ہی مل کر اسے بناتے ہیں۔ ہمیں یہ بات سمجھنی ہوگی کہ confederation اس سے مختلف ہے۔ جب سے میں سیاسی میدان میں اتری ہوں، میں نے یہی دیکھا ہے کہ ہم ملک کے نازک ترین دور سے گزر رہے ہیں یا اس وقت ملک میں خزانہ خالی ہے۔ بہت اچھے دور بھی آئے لیکن جو بنیادی بات ہے جس پر ہم عمل پیرا نہیں ہوسکے وہ یہ ہے کہ میلا ہے،

گدلا ہے لیکن سیاست کا جو دھارا ہے، یہ بہتے رہنا چاہیے۔ اس میں وقتاً فوقتاً جتنی بھی impurities آتی رہتی ہیں، وہ ختم ہو جائیں گی اور آخر میں ایک شفاف چشمے کی طرح سسٹم اپنی جڑیں پکڑ لے گا۔ بد قسمتی سے ہم نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے لئے میں کسی ایک کو مورد الزام نہیں ٹھہراتی۔ اس حمام میں بد قسمتی سے ہم سب ننگے ہیں۔ سب نے اپنے مفادات کے لئے ان چشموں میں غوطے لگائے اور پھر جی بھر کر سیر ہوئے۔ وقت آیا تو اپنی ہی بات کو الٹا کہہ دیا۔ جناب چیئرمین! اب یہ ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ میری یہ تقریر بھی کچھ سالوں بعد آپ کے اس میٹر کی طرح stuck نہیں رہے گی جہاں صبح سے میں 00:13 دیکھ رہی ہوں۔ یا تو اس میٹر کو بند کر دیں۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ ہم نے آپ کی وجہ سے کیا ہے تاکہ آپ کے لئے timer نہ لگانا پڑے ورنہ تین منٹ کے بعد آپ کو تقریر بند کرنا پڑتی۔

سابق سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب چیئرمین! مجھے پتا ہے، میں with due respect پھر اس کو 00:13 کے ہندسے پر رکنا، تو مقصد میرے کہنے کا یہ ہے کہ ہم لوگ اس طرح بہت سے وقتوں پر رک جاتے ہیں۔ اصل بنیاد ہے کہ اب ٹیکنالونی کا دور ہے، کسی بندے کی کوئی کہی ہوئی بات عوام سے اب دور نہیں ہے۔ بد قسمتی کی بات ہے کہ عام لوگ شاید اس ٹیکنالوجی کو اتنا نہیں سمجھتے، اس لئے بہت سے ذہن اس ٹیکنالوجی کو اب misuse کر رہے ہیں۔ ہر ایک سے منسلک photoshoped بیانات آ رہے ہیں۔ آپ کس کس کو سمجھائیں گے۔ مقصد کہنے کا ہے کہ اس ٹیکنالوجی کے دور میں اب ہم سب کو اس چیز پر سوچنا ہوگا کہ ہم جو بات، جو نظریہ رکھتے ہیں، اس کے مطابق آگے بڑھیں۔

اگر ہم نے ایک time پر اپنا بھرم رکھا اور اس نظریے کو لے کر آگے چلے تو آج سے دس سال بعد بھی وہ نظریہ ہونا چاہیے۔ اب تو میں پہچاننے سے بھی قاصر ہوں، اکثر کسی سے متعلق پوچھنا پڑتا ہے کہ یہ اب کونسی پارٹی میں ہیں کیونکہ یہاں یہ سب سے آسان طریقہ ہے کہ آپ جب چاہیں اپنی پارٹی تبدیل کر لیں، یہ چیز بھی روکنی ہوگی۔ ہمارے سیاست دانوں کو یہ بھی دیکھنا ہوگا۔

اب نظریات کی سیاست کو دوبارہ اجاگر کرنا پڑے گا۔ آپ کی تعریف میں اس لئے نہیں کر رہی کہ آپ کی بہت تعریف ہے۔ میں باہر رہ کر آپ کو observe کرتی ہوں کہ آپ نے سیاست میں، اس سینیٹ میں بڑے مشکل حالات میں اس کو اچھے طریقے سے چلایا ہے جو میں سمجھتی

ہوں کہ آپ کی personal qualities کی وجہ سے بھی ہے کیونکہ یہاں مشکل ادوار میں اتنی polarized society ہے اس وقت polarisation اپنی آخری حد کو چھو رہی ہے۔

اس وقت ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ کون ہے جو اس وقت violation کر رہا ہے، کون ہے جو اس وقت قانون پر عمل نہیں کر رہا، کون ہے جو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ایک لحاظ سے توہین عدالت کر رہا ہے۔ کون ہے جو اس وقت قانون کی عمل پیرائی پر زور لگا رہا ہے اور کون ہے جو قانون پر عمل پیرا نہیں ہو رہا۔

آج کے دور میں دیکھیں تو یہ لگتا ہے might is right والا قانون ہے۔ آج کل مجھے cult develop ہوتا ہوا زیادہ نظر آ رہا ہے تو سیاسی پارٹیوں کو اب بیٹھ کر حقیقتاً سوچنا پڑے گا کہ اسوقت charter of democracy کی ضرورت ہے، اس وقت social charter and charter of democracy کی reaffirmation ضرورت ہے۔ ہم سب کو اپنی اپنی انا کو ایک طرف رکھ کر مل بیٹھ کر کرنا ہوگا۔ چھوٹی پارٹیاں اگر پارلیمنٹ میں نہیں ہیں تو ان کو بھی ہمیں اعتماد میں لینا ہوگا۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ جیسے آج آپ نے ہم سب کو اس ایوان میں موقع دیا ہے یہ بڑا ہی ایک خوش آئند عمل ہے۔ اس کو آنے والے وقت میں بھی institutionalize کرنا ہوگا تاکہ تھنک ٹینک کے طور پر سارے ذہنِ ماضی میں جنہوں نے یہاں اپنے اپنے گوہر نایاب بکھیرے ہیں ان کو ہم سمیٹ سکیں۔

جناب چیئرمین! ایک دفعہ پھر آپ کو مبارکباد کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ اس اجلاس کا انعقاد بڑا اچھا اور بڑا timely ہے جس میں تمام صوبے اپنا اظہار خیال کر رہے ہیں۔ اس وقت جو انتشار ہے اس کو سنبھالنے کے لئے اس ایوان کی طرف سے جو بھی چیز اخذ کی جائے گی، کوئی resolution یا کوئی بھی چیز وہ اس وقت کے حالات کو بہتر کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ ایک دفعہ میں اپنے تمام colleagues کو جو سابقہ اور موجودہ ہیں اور جتنے بھی dignitaries ہیں ان کو مبارکباد دے کر آپ کے شکریے کے ساتھ اجازت لیتی ہوں۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ سے گزارش ہے کہ آ کر چیئرمین سینیٹ سے اپنا میڈل حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کرتا ہوں سید امجد علی زیدی صاحب سے جو گلگت بلتستان اسمبلی کے سپیکر ہیں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Syed Amjad Ali, Speaker Gilgit Baltistan Assembly

سید امجد علی زیدی (سپیکر، گلگت بلتستان اسمبلی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین ودیگر شرکا السلام علیکم۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ ہمارے ملکی تاریخ کا یہ پہلا موقع ہے کہ جب گلگت بلتستان سے تعلق رکھنے والے کسی elected member کو سینیٹ میں گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے جس کے لئے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

میں سب سے پہلے سینیٹ کے تمام سابقہ اور نئے ممبران اور اس ایوان میں موجود تمام شرکا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ نے کامیاب ترین پچاس سال گزارے ہیں اور اس کی گولڈن جوبلی کے حوالے سے ہمیں بلایا گیا اور میں یہاں موجود ہوں۔ اس موقع پر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ 2020 میں ہماری پارٹی کے چیئرمین عمران خان صاحب نے پہلی مرتبہ جرأت کے ساتھ گلگت بلتستان کو آئینی دھارے میں شامل کرنے کے لئے صوبہ بنانے کا اعلان کیا تھا جس کے تحت میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنی تھی جس نے transition اور Constitution پر کافی کام کیا تھا اور ہم آئینی دھارے میں شامل ہونے والے تھے اور گلگت بلتستان کو صوبہ بنایا جارہا تھا اور عین اس وقت regime change کے ذریعے سے پاکستان کے وزیراعظم کو اقتدار سے الگ کر دیا گیا۔ وہ دن اور آج کا دن ہم اسی طرح ہیں۔ ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں ہے جب ہم دوبارہ اس process کو اسی جگہ سے شروع کریں گے جب ہمارا قائد عمران خان ایک دفعہ پھر وزیراعظم بن جائے گا۔

میں اس موقع پر ان کو بھی مبارکباد دیتا ہوں جو ایک حقیقی آزادی کے لئے قوم کو نجات دلانے کے لئے اپنی جدوجہد میں مصروف عمل ہیں اور ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں ہے جب ہم بطور وزیراعظم جناب عمران خان کو دیکھیں گے اور ہمارے اس process کو اسی جگہ سے شروع کریں گے۔ اس کے ساتھ میں ایک دفعہ پھر آپ تمام کا شکر گزار ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: سید امجد علی صاحب تشریف لائیں اور چیئرمین صاحب سے اپنا میڈل حاصل کریں۔ شکریہ۔

(اس موقع جناب چیئرمین سینیٹ نے سپیکر گلگت بلتستان اسمبلی، سید امجد علی صاحب کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: مہربانی جناب، اب میں سینیٹر امام دین شوقین صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ گولڈن جوبلی کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Senator Imamuddin Shouqeen

سینیٹر امام الدین شوقین: جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں اپنے سابقہ سینیٹر حضرات اور ہمارے دیگر دوستوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سینیٹ کی گولڈن جوبلی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً یہ بڑی خوش آئند بات ہے، جس طرح میرے سینیئرز نے کہا اور history بتائی کہ 1973 کو سینیٹ معرض وجود میں آیا کہ جب پاکستان کی مختلف اکائیاں جو تعداد میں زیادہ اور چھوٹی ہونے کی وجہ سے سینیٹ کو بنایا گیا تاکہ کسی بھی صوبے کی حق تلفی نہ ہو۔ اس موقع پر اگر ہم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو یاد نہ کریں اور انہیں خراج تحسین پیش نہ کریں تو یہ بڑی زیادتی ہوگی۔ سینیٹ کو بنانے کے لئے ان کی بڑی کاوش ہے۔

جس طرح یہاں اٹھارھویں ترمیم کی بات کی گئی یقیناً ہمارے سینیٹر رضا ربانی صاحب بھی لائق تحسین ہیں انہوں نے بڑی کوشش کرکے اٹھارھویں ترمیم کے تحت صوبوں کو حقوق دیے، اس کے بعد آپ دیکھ رہے ہیں کہ جب بھی سینیٹ میں کوئی قانون سازی ہوتی ہے، جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ چھوٹے صوبوں کے ساتھ زیادتی ہے یا ان کے حقوق نہیں دیے جاتے، یہاں جس طریقے سے ان کی نمائندگی کی جاتی ہے، یہ لائق تحسین بات ہے۔ سینیٹ ہی کی وجہ سے شاید آج پورا پاکستان منظّم ہے۔ یہاں تمام صوبوں کی یکساں نمائندگی ہے اور ان کے حقوق کی یہاں بات ہوتی ہے خصوصاً بلوچستان کی باتیں یہاں ہم بلوچستان کے سینیٹرز سے سنتے ہیں۔ یہاں لاپتہ افراد کے حوالے سے بات ہوتی ہے، یقیناً قومی اسمبلی میں ان کی پوری طرح بات نہیں ہوتی، ان کی آواز پوری طرح نہیں پہنچتی۔ وہ یہاں بات کرتے ہیں، قانون سازی ہوتی ہے۔ سینیٹ کا بہت بڑا کردار ہے۔ الحمدللہ، سینیٹ میں جس طرح ہمارے صوبوں کے حقوق کی باتیں ہوتی ہیں، یہ ایک لائق تحسین بات ہے۔ جس طرح آپ نے گولڈن جوبلی پر یہ پروگرام رکھا ہے، تمام اکابرین کو بلایا ہے۔ ہم نے آج بہت سینیئر لوگوں کو سنا ہے۔ ہمارے seniors سے سیکھنے کو چار پانچ سالوں میں موقع ملا ہے۔ میری دعا ہے کہ سینیٹ آئندہ بھی اسی طرح اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کرتی رہے گی۔ جس طرح آپ نے سینیٹ کو چلایا ہے، میں آپ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے یہاں seniors

اور juniors کو برابر موقع فراہم کیا ہے۔ آپ نے سینیٹرز حضرات کے مسائل کو حل کرنے میں بھی کردار ادا کیا ہے۔ کمیٹیوں سے recommendations آئی ہیں، جس طریقے سے آپ نے سینیٹ کو چلایا ہے، اس کے لیے بھی میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ بہت شکریہ، جناب۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: جناب امام الدین شوقین صاحب، براہ مہربانی آپ یہاں آکر چیئرمین صاحب سے اپنا memento حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر امام الدین شوقین کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کرتا ہوں سردار خان نیازی صاحب سے، وہ روز ٹی وی کے چیئرمین ہیں، اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ ویسے ٹی وی پر تو ہم انہیں سنتے رہتے ہیں، آج ایوان میں بھی آپ کو سننا چاہتے ہیں۔

Mr. Sardar Khan Niazi, Chairman, Roze TV

جناب سردار خان نیازی (چیئرمین روز ٹی وی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب اور میرے دیگر معزز حاضرین محفل، آج خوشی کا دن اس لیے ہے کہ ایک تو میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں بلایا، بولنے کا موقع دیا اور خوش قسمت دن اس لیے ہے کہ کل ہم صدر صاحب کو ملے اور آج وزیراعظم صاحب کو ملے، دو گھنٹے ہماری ملاقات ہوئی۔ میں as CPNE Chairman Editors Party کو head کر رہا تھا۔ ہماری جو گفتگو ان سے ہوئی، وہی میں آج یہاں بھی کروں گا اور دست بستہ عرض کروں گا کہ میڈیا کے حوالے سے PECA Ordinance کے بارے میں ان سے ہماری گفتگو ہوئی۔ جب موجودہ حکومت اپوزیشن میں تھی، انہوں نے پیکا آرڈیننس کو ختم کرنے میں ہماری بڑی مدد کی تھی لیکن اب اس طرح وہ بھی نہیں کر رہے جس طرح کرنا چاہیے۔ یہ جو صحافیوں کی پکڑ دھکڑ ہے، کل ہم نے صدر صاحب سے یہی بات کی، آج دس سے بارہ بجے وزیراعظم صاحب سے ہماری میٹنگ رہی، ہم نے اس بات پر کافی زور دیا اور آج ایوان بالا میں بھی یہی تاکید اور گزارش ہوگی، التجا ہوگی کہ PECA Ordinance کے بارے میں سوچا جائے، اس کو ختم کیا جائے۔ صحافیوں کی جو پکڑ دھکڑ ہے، دیکھیں صحافت میں یہ ہے کہ ایک واقعہ ہوتا ہے، اس واقعے کو quote کرتے ہیں، quote کرنا صحافی کا کام ہے، وہ پرنٹ میڈیا میں چھپتا ہے، اس کے بعد اس پر تبصرہ کرنا بھی صحافی کا کام ہے۔

عرفان صدیقی صاحب میرے استاد ہیں۔ یہ Articles لکھتے تھے۔ اچانک سنا کہ ان کو ہتھکڑی لگ گئی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آدھے ایوان کے استاد ہیں۔ آج پتا چلا کہ آپ کے بھی استاد ہیں۔

جناب سردار خان نیازی: اچانک سنا کہ ان کو تو ہتھکڑی لگ گئی ہے۔ اس معاشرے میں اب یہ عالم ،یہ ہل چل میڈیا کے خلاف، کوئی واقعہ کسی کے حق میں ہوتا ہے، وہ تو good ہے، جو واقعہ یا تبصرہ کسی کے خلاف جاتا ہے، وہ اس تبصرہ کرنے والے اور واقعہ quote کرنے والے کے لیے عذاب بن جاتا ہے اور پھر blame بھی میڈیا کو کیا جاتا ہے کہ اس نے فلاں سے پیسے لیے ہیں، فلاں سے مل گیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم اپنے میڈیا کو اس طرح احترام اور عزت نہیں دیتے۔ اگر کوئی واقعہ ہے، اگر وہ خلاف بھی جارہا ہے، اگر وہ حدود وقیود کے اندر ہے، اگر parameters کے اندر ہے، ضابطہ اخلاق کے اندر ہے تو اس واقعے کو quote کرنا جائز بات ہے۔ اگر ہم اس پر تبصرہ نہیں کریں گے تو اس کی اچھائیاں اور برائیاں ہمارے سامنے نہیں آسکیں گی۔ تبصرہ ہوگا تو اچھائیاں بھی سامنے آئیں گی، تبصرہ ہوگا تو برائیاں بھی سامنے آئیں گی۔ برائی کسی کے خلاف جائے گی اور اچھائی کسی کے favour میں جائے گی۔

جناب چیئرمین! ماشاء اللہ آپ کا اخلاق، آپ کا ایک وزن ہے، میں آپ پر ایک اور بھی بھروسا کرسکتا ہوں کیونکہ حج اکبر میں ہم اکھٹے تھے، جو تازہ حج اکبر کرکے آیا ہے، مقصد ہے کہ آپ ایک بڑے آدمی ہیں تو آج کے دن سے کچھ liberty لے کر میں PECA Ordinance کی گزارش بھی کروں گا اور آپ کے ایوان بالا کے ہونے کے ناتے سے ایک ضروری گزارش ہے، ایوان بالا تمام ایوانوں سے بڑا ہوتا ہے یعنی family میں جو پارلیمنٹ ہے، جو صوبائی اسمبلیاں ہیں، ان میں سب سے بڑے آپ ہیں۔ اس وقت آپ کو دیکھنا ہے، جو ہم نے صدر صاحب کو بھی کہا، وزیراعظم صاحب کو بھی کہا کہ بھائی! ملک کی معیشت کا کیا حال ہے، جس طرح ہمارے دوست بتارہے تھے کہ charter of economy ہونی چاہیے، بالکل ہونی چاہیے، معیشت کا تسلسل ہونا چاہیے، معیشت کی پالیسیوں کا تسلسل ہونا چاہیے۔ ایک حکومت آتی ہے ایک پالیسی لے آتی ہے، دوسری حکومت آتی ہے دوسری پالیسی لے آتی ہے۔ charter of economy ضروری

ہے، charter of democracy ضروری ہے۔ اس وقت جو پکڑ دھکڑ ہے،اس وقت پاکستان کے معاملات خراب ہوئے ہیں۔ آپ عمران خان، نواز شریف صاحب، زرداری صاحب اور فضل الرحمٰن صاحب کو اکٹھا ایک میز پر بٹھائیں۔آپ کے purview میں آتا ہے یا نہیں لیکن اخلاقی طور پر آپ کے purview میں آتا ہے۔ آج کے دن یہ فیصلہ کریں،آپ بہت بڑا دن منا رہے ہیں، گولڈن جوبلی منا رہے ہیں اور بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔اس بڑے کام میں آج فیصلہ کر دیں کہ کم از کم ان چاروں قائدین کو اکٹھا کرنے کی حامی بھریں،ان کو اکٹھا بٹھائیں کیونکہ ملک اب یہ برداشت نہیں کر سکتا جو اندھیر نگری مچی ہوئی ہے۔

ہم عدالتوں سے گلہ کرتے ہیں، عدالتوں کے پاس تو وقت ہی نہیں ہے کہ کسی غریب آدمی کا کیس سننا ہے۔ سیاسی اتنے cases ہیں، اتنے پکڑ دھکڑ کے cases ہیں کہ وہ کہاں کسی کو relief دیں۔ عوام relief کے لیے ترس رہی ہے، رو رہی ہے کہ ہمارا کیس کب لگے گا۔ آج فلاں وزیر کا کیس لگا ہوا ہے، آج فلاں وزیر اعظم کا کیس لگا ہوا ہے، آج اپوزیشن لیڈر کا کیس لگا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! آج کے دن اس فیصلے کی میں توقع کروں گا کہ آپ ان بڑے لیڈران کو بٹھا کر ملک کی خاطر سوچیں، پاکستان ہے تو ہم ہیں، پاکستان ہے تو دفاع ہے، پاکستان ہے تو سب کچھ ہے۔ جب پاکستان ہی نہیں ہے تو جس طرف ہم چل پڑے ہیں، جس طرح ہمارے حالات جا رہے ہیں، میں حقیقت بتا رہا ہوں کہ بطور صحافی ground reality کو سمجھتے ہوئے، زمینی حقائق سے وابستگی رکھتے ہوئے، اپنے قلم سے لکھتے ہوئے میں آپ کو عرض کر دوں کہ 75 سال میں اتنے برے دن نہیں آئے جتنے آج کل ہیں۔ اس پر آپ سوچیں، پاکستان میں آپ بڑی ماں اور بڑے باپ کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ اس پر سوچیں اور آپ آج ہی بڑے دن میں فیصلہ کریں کہ ان کو لازمی اکٹھا بٹھانا ہے اور ان مسائل کو حل کرنا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: میں سابق چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد صاحب کو ایوان میں welcome کرتا ہوں، خوش آمدید جناب۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: جناب سردار خان نیازی صاحب، آپ سے درخواست ہے کہ آ کر چیئرمین صاحب سے اپنا memento حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیئر صحافی، چیئرمین، سی پی این ای سردار خان نیازی کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کروں گا سابق چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد صاحب سے کہ اگر وہ اس موقع کے مناسبت سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ سابق چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد صاحب۔

Mr.Wasim Sajjad, Former Chairman Senate

جناب وسیم سجاد (سابق چیئرمین سینیٹ): جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج بہت ہی خوبصورت اور اہم موقع پر جبکہ سینیٹ کی Golden Jubilee منائی جارہی ہے اس کے لیے ہمیں یاد کیا اور ہمیں موقع دیا کہ اس ایوان کے اجلاس میں شرکت کر سکیں۔ میرا تعلق آپ جانتے ہیں سینیٹ سے 1985 میں شروع ہوا تھا جب martial law کے بعد اس ایوان کو دوبارہ سے زندہ کیا گیا تھا، اس وقت لوگوں کو سینیٹ کے بارے میں زیادہ علم نہیں تھا یہ ایک نیا ادارہ تھا، اس کی اہمیت کے بارے میں، اس کے role کے بارے میں، یہ کیوں بنایا گیا، کس طرح بنایا گیا زیادہ علم نہیں تھا۔ مجھے یاد ہے ایک بار اس وقت کے Chief Justice of Pakistan روس کے ایک دورے پر گئے وہ جب واپس آئے تو میری ان سے ایک جگہ پر ملاقات ہوئی، وہ کہنے لگے میں آپ کے ساتھ ایک دلچسپ بات share کرنا چاہتا ہوں، وہ کہنے لگے میں روس گیا تو میری ملاقات think-tank کے ممبرز سے ہوئی، وہ کہنے لگے جب پاکستان معرض وجود میں آیا تھا تو ہمیں خدشات تھے کہ یہ ملک چل سکے گا کہ نہیں چل سکے گا، بیرونی طرف سے بہت مشکلات تھیں، اندرونی طور پر بہت divisions نظر آرہی تھیں لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان سیاسی لحاظ سے مضبوط ہے، ایک قوم بن رہا ہے، اس کا نظام بڑا مضبوط ہو گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ کہتا ہے ہم بڑی سوچ وچار کے بعد اس فیصلے پر پہنچے ہیں کہ اور چیزوں کے علاوہ ایک چیز یہ ہے کہ پاکستان میں سینیٹ آگیا ہے اور سینیٹ کے آنے سے صوبوں میں جو محرومی کی فضا تھی وہ ختم ہو گئی ہے، لوگوں کو آپس میں مل جل کر، رہنے، بیٹھنے اور کام کرنے کا ایک بہتر نظام مل گیا ہے، میں سینیٹ میں کافی عرصہ رہا ہوں، میرا سب سے بڑا سرمایہ یہ ہے کہ سینیٹ کی وجہ سے میرے تعلقات پاکستان میں ہر جگہ، فاٹا، خیبر پختونخوا، بلوچستان اور پنجاب میں بڑھے ہیں اور آج تک ماشاء اللہ سے قائم ہیں، میرے خیال سے یہاں پر جتنے بھی سینیٹرز ہوں گے ان سب کی زندگی میں یہی تبدیلی آئی ہو گی کہ سینیٹ کی وجہ سے پاکستان میں ایک دوسرے کے ساتھ جو رابطے ہیں، وہ بہت بڑھے ہیں، دوستیاں ہوئی ہیں، تعلقات بڑھے ہیں، جس کی وجہ سے پاکستان کا جو نظام ہے اس میں مضبوطی آئی ہے، اس نظام کو مزید مضبوط

کرنے کے لیے آئندہ کیا کرنا چاہیے؟ میرے ذہن میں دو باتیں تھیں، ایک تو میں سمجھتا ہوں پاکستان کی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے جن حالات سے ہم گزرتے ہیں یا گزر رہے ہیں۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے ایک تو یہ جو قومی اسمبلی کی term ہے اگر اس کو چار سال کر دیا جائے تو میرے خیال سے یہ نظام زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ ہم نے دیکھا ہے جب تین سال گزر جاتے ہیں تو لوگوں میں ایک بے چینی شروع ہو جاتی ہے، تبدیلی کی باتیں ہوتی ہیں تو اگر الیکشن ہو جائے تو میرے خیال میں اس سے بھی بہتری آئے گی۔

دوسری چیز جو میں سمجھتا ہوں اس پر غور ہونا چاہیے اور ہمارے legislators کو غور کرنا چاہیے کہ سینیٹ کے براہ راست الیکشن ہوں، ہمارا سینیٹ امریکہ کے نظام پر بنایا گیا ہے کیوں کہ امریکہ میں House of Representative جس کو کہتے ہیں اس میں جو نمائندگی ہے وہ آبادی کے لحاظ سے ہے لیکن ان کی جو States ہیں وہاں پر تمام States کی برابر نمائندگی ہوتی ہے۔ ایک زمانہ تھا جب وہاں پر indirect election جس طرح پاکستان میں، سینیٹ میں ہوتا ہے، اس طرح ہوتا تھا لیکن مجھے کوئی تاریخ یاد نہیں ہے، انہوں نے براہ راست سینیٹ کا الیکشن کروانا شروع کر دیا، اس سے نظام اور استحکام میں مزید بہتری آئی اور جو چھوٹے صوبے ہیں ان کی محرومی کم کرنے میں بھی مزید بہتری آئی، میرے خیال سے اس پر بھی غور ہونا چاہیے کہ آئندہ کے لیے سوچا جائے کہ سینیٹ کو بہتر role ادا کرنے میں کیا کرنا چاہیے؟ ایک تو براہ راست الیکشن کے بارے میں سوچنا چاہیے اور مزید اختیارات دینے کے بارے میں سوچنا چاہیے، مالی اختیارات دینے چاہییں لیکن یہ ضرور سامنے رکھنا چاہیے کہ یہ ایک ایسا نظام نہ بن جائے کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ آپس میں متصادم ہو جائیں، اس سے پھر یہ نظام نہیں چلے گا۔ ہمیں یہ بڑی گہری سوچ کے ساتھ، ہمارا سینیٹ کا جو اچھا تجربہ رہا ہے، اس کو مزید بہتر کرنے کے لیے اقدامات اٹھانے ہوں گے، شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ، بہت مہربانی آپ تشریف لائے۔

جناب سیکریٹری سینیٹ: وسیم سجاد صاحب آپ سے درخواست ہے کہ چیئرمین سینیٹ سے اپنا اس موقع کے مناسبت سے momento حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے جناب وسیم سجاد صاحب سابق چیئرمین سینیٹ کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں طارق یوسف صاحب کو درخواست کروں گا جو صدر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری ہیں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Mr. Tariq Yousaf, President, Karachi Chamber of Commerce and Industry

جناب طارق یوسف (صدر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری): شکریہ جناب چیئرمین! آج میرے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ سینیٹ میں تاجر برادری کی نمائندگی کے طور پر میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور یہاں پر جتنی بھی باتیں ہوئی ہیں، سب سے پہلے میں سب کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان تمام حضرات کو جو ہمارے seniors یہاں پر موجود ہیں، انہوں نے میرے والد کو کراچی میں export performance کی shield دی تھی اور تمام حضرات کو جو سینیٹ کی اس پچاس سالہ تاریخ میں جنہوں نے سینیٹ کی آبیاری کی ہے my complements for them. میں آپ کی توجہ صرف ایک چھوٹے سے economic issue کی طرف دلوانا چاہوں گا، آپ نے دیکھا ہوگا جب بھی بجٹ آتا ہے یا کسی قسم کے financial crises ہوتے ہیں تو immediate relief کے طور پر کچھ نہ کچھ taxes لگا دیے جاتے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم توجہ دیں کہ ہمارے پاس tax payers کتنے ہیں تو آپ حیران ہوں گے کہ اس ملک میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگ نہیں ہیں جو دس لاکھ روپے سے زیادہ tax دیتے ہیں، بائیس کروڑ کی آبادی ہے، ایک لاکھ آدمی صرف دس لاکھ روپے سے زیادہ tax دیتے ہیں۔ پاکستان اپنی معاشی صورتحال میں سب سے زیادہ adverse صورتحال سے گزر رہا ہے، موٹا ساحساب ہے، 80 billion dollars کی requirement ہے، 30 billion foreign workers بھیجتے ہیں، 30 billion ہماری export ہے، مستقل 20 billion dollars کا deficit چل رہا ہے، کب تک چلے گا؟ یہ حالات اس کے گواہ ہیں۔ ہمارے ملک میں tax لگتا ہے، ہم شور مچاتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ وہ unjust ہے، اسمبلی میں اس پر discussion ہوتی ہے، اب ہم بھی آپ سے گلہ کر رہے ہیں کہ آپ بھی پاس کر دیتے ہیں۔ ہمیں بالکل نہیں پوچھا جاتا کہ آپ شور کیوں مچا رہے ہو، what are the reason for this? پاکستان میں

taxation and non-friendly environment for the taxpayers is the reason for that 20 billion dollars deficit.

جناب والا! یہاں پر کوئی آدمی factory لگانے کو تیار نہیں ہے، اس میں جو خبریں آ رہی ہیں let's not blame anybody, but the fact is this کہ foreign investor اس طرف رخ نہیں کر رہا، جناب والا! اب تو position یہ ہے کہ جن سے ہم مال خریدتے ہیں وہ ہمیں مال دینے کو تیار نہیں ہیں، چار چار مہینے it's on record' port پر ہمارے containers پھنسے رہے ہیں، ہمارے پاس پیسے نہیں تھے۔ جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ friendly environment particularly in respect of tax collection اس پر توجہ دی جائے، اس پر اگر آپ کو کوئی کمیٹی بنانے کی ضرورت ہو، اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں on board لیں، اگر tax friendly environment نہیں ہوگا۔ جناب میں کراچی چیمبر کا President ہوں میں نے ایک group کو اپنے آفس میں میٹنگ کے لیے بلایا تو انہوں نے اپنی problems کے بارے میں ہمیں آگاہ کیا which was all import related میں نے انہیں کہا کہ آپ لوگوں کے پاس اتنی بڑی مارکیٹ ہے تو پھر آپ لوگ اپنا مال پاکستان میں کیوں نہیں بناتے؟ انہوں نے کہا کہ industry لگانا ہمارا کام نہیں ہے۔

جناب! آج لوگ industrialization سے ڈرتے ہیں اگر خوف کی یہی فضا رہی تو پھر 20 کے یہ 200 ہو جائیں گے۔ آج ملک کی آبادی بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ہم 220 million لوگوں کی آبادی ہیں۔ ہماری مارکیٹ 384 million dollars کی ہے اور ہمارے ملک میں کچھ بھی نہیں بنتا، کم از کم ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ what are the reasons of this non-industrialization in this country, we have to find out the reasons اگر ہم industrialization اور foreign investment کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو پھر حالات سیاسی وجوہات ہو سکتیں ہیں لیکن اُس سے بڑی وجہ جو بنتی ہے وہ ہماری معاشی reason ہے۔ آج ہمیں اس کی طرف بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ at the time of

imposition of taxes and formulation of the policies for framing the tax structures تو ہمیں اس پر on board لیا جائے۔

دوسری بات جو میرے بھائی نے آپ سے کی کہ long-time economic policies کو اگر adopt نہیں کیا جائے گا تو اس میں صرف اپنا ایک جملہ add کروں گا it has to be unanimous and for at least five years تاکہ اگر ہم کوئی قدم اٹھائیں تو سامنے والے کو پتا ہو کہ پانچ سال تک اس معاملے میں مجھے کوئی نہیں چھوڑے گا۔

جناب! بہت چرچا رہا single window operation کی باتیں ہوتی رہیں مگر یہاں foreign investors آتے ہیں اور انہیں کام کرنی کی اجازت نہیں ملتی تو میں آپ سے کہوں گا کہ اس میں آپ اپنا role ادا کریں تاکہ economic policy کی جانب توجہ فرمائیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: طارق یوسف صاحب، آپ سے گزارش ہے کہ چیئرمین صاحب سے اپنا memento حاصل کرلیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے جناب طارق یوسف، صدر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کرتا ہوں جناب وامق زبیری صاحب CEO AAJ TV سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Mr. Wamiq Zuberi, CEO AAJ TV

جناب وامق زبیری (سی ای او، آج ٹی وی): جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا اور یہاں سینیٹ کے اندر گفتگو کرنے کے لیے بلایا۔ سینیٹ کو House of the federation کہتے ہیں اور اس کا rationale جو بتایا گیا ہے counterbalance to the numerical disparity among the Federating Units مگر پاکستان کی سینیٹ کا اس سے کہیں زیادہ وزنی کام ہے کیونکہ پاکستان کی ایک fault line یہ ہے کہ one Federating Unit is the majority of the country which is in my humble opinion that it is a

fault line or either the fault line was not there originally in 1947 when there were provinces وہ اُس وقت بھی تھی East Pakistan was there and that was one Federating Unit which constituted the majority of the country تو ہم نے اُس کی majority dilute کرنے کے لیے ایک novel system لے کر آئے .One Unit

جناب! اُس وقت West Pakistan کے تین Provinces تھے تو اُس وقت بلوچستان کیونکہ کوئی Province نہیں تھا اور اُس وقت سندھ، پنجاب، سرحد تھا انہیں تیار کیا اور پورے West Pakistan کو ایک province بنا دیا East Pakistan تو پہلے ہی ایک province تھا ہی اور پھر ایک system of parity لے آئے جو کہ نا مناسب تھا اور unjust بھی تھا، لہٰذا وہ undo ہو گیا۔ اسی لیے 1956 اور 1962 کے دستور جو کہ One Unit کے پس منظر میں بنے تھے تو وہاں bicameral legislature نہیں ہے۔ 1973 Bicameral legislature کے دستور میں اس لیے ہے کہ 1970 میں One Unit martial Law کے وقت جنرل یحییٰ خان نے ختم کر دیا اور Provinces were revived and Balochistan for the first time became a Province. میں کیونکہ پاکستان کے واحد Financial Newspaper Business Recorder کو بھی edit کرتا ہوں تو میں آپ کے سامنے گوش گزار کروں گا کہ پاکستان کی معیشت کا اس وقت جو حال ہے اس سے پہلے کبھی ہماری معیشت اتنی کمزور نہیں تھی کہ ایک جھٹکا بھی ہم مزید برداشت نہیں کر سکتے۔ It is extremely vulnerable اور یہ جو ہم IMF Programme, IMF Tranche and Staff Level Agreement کے بارے میں سنتے رہتے ہیں these are only transitory things اس سے ہمارے لیے وقتی طور پر کچھ سانسیں ضرور مہیا ہو سکتی ہیں مگر ہماری معیشت دوبارہ سے کھڑی نہیں ہو گی۔ ہم IMF کا حالیہ programme مکمل کریں گے اور پھر دوبارہ فوراً سے دوسرے programme میں جانا ہو گا اور اس کے بعد بھی sustainability جو ہے وہ ممکن نہیں ہے جب تک ہم چند بنیادی فیصلے نہ کر لیں۔ ہمارے دو deficits ہیں جو ہمارے لیے ایک مسلسل درد سر

بنے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک fiscal deficit ہے جس کے بارے میں ہر سرکار کہتی ہے کہ لوگ یہاں tax نہیں pay کرتے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم tax بھی pay نہیں کرتے بلکہ ہم بہت سارے لوگوں کو tax کرتے بھی نہیں ہیں۔ ہم نے اپنا بہت ہی narrow tax base بنایا ہوا ہے تو ہم جب تک اپنا tax base widen نہیں کریں گے تو اُس وقت تک کبھی بھی جتنا ہمیں tax required ہے ہم وہ حاصل نہیں کر پائیں گے، economics کے کچھ rules ہیں۔ آپ اپنے آپ کو compare کرتے ہیں بنگلا دیش سے اور کہتے ہیں کے دیکھئیے بنگلا دیش کہاں تھا اور آج کہاں پہنچ گیا۔ آپ کہتے ہیں کہ Vietnam کہاں تھا اور آج کہاں پہنچ گیا۔ ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان کہاں تھا اور آج کہاں پہنچ گیا اور آج اُن سے ہماری معیشت کا فرق کتنا بڑھ گیا۔ ہمیں اس کو بھی دیکھنا ہوگا کہ ایسا کیوں ہوا۔ We have been living beyond our means اور یہ نہیں ہے کہ ہمیں پتا نہیں تھا مستقل مگر وہ آج بھی، آج بھی ادھار پر ہمارا گزارہ ہے۔ Finally loan is now caught up with us. آج ہمیں اپنے fiscal deficit کو بہتر کرنا ہوگا۔ آج fiscal deficit nine point something of the GDP ہے تو اس کو کم از کم 15 سے 16 فیصد GDP پر لانا ہوگا۔ اسی طرح ہمارا current account deficit جسے ہم balance of trade کہتے ہیں اس بارے میں بھی یہاں بات کی گئی اُس کو بھی جو again single digit میں ہے اُس کو بھی GDP کے 15 سے 16 فیصد پر لانا ہوگا، ہماری exports کو۔ ہماری exports plus home remittances ابھی وہ کراچی چیمبر کے صاحب نے بتایا total 60 billion ہماری imports are 80 billion تو 20 billion ہمیں اپنی imports کو finance کرنا چاہیے۔ ہم نے اس کے بعد بیرونی قرضے لئے ہوئے ہیں، ان کو ادا کرنے کے لیے اور ان پر سود ادا کرنے کے لیے ہمیں مزید borrow کرنے ہیں، وہ بھی foreign currency میں کرنے ہیں، یہ sustainable system نہیں ہے۔ ہماری foreign currency کی 2 streams ہیں، ایک exports and home remittances ہیں، ہمیں اس میں تیسری stream کا اضافہ کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے بنگلا دیش کے reserves آج 40 billion سے زیادہ ہیں۔ جس کی وجہ سے ویت نام کے reserves 130 billion سے زیادہ

ہیں اور جس کی وجہ سے ہندوستان کے reserves 550 billion سے زیادہ ہیں اور وہ تیسری stream foreign direct investment ہے۔ جناب! foreign direct investment کسی ایسے ملک میں نہیں آئے گی، جہاں پر تخریب کاری ہو اور بم پھٹ رہے ہوں اور insecurity ہو۔ لہٰذا economy کو درست کرنے کے لیے ہم جہاں پر مستقل کہہ رہے ہیں کہ political stability ہونی چاہیے، ہمیں اس کے ساتھ ساتھ اس چیز کو address کرنا پڑے گا۔ اب foreign direct investment کے بغیر ہماری economy کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتی۔ ہماری جو requirements ہیں، ہمیں اپنے قرضے repay کرنے ہیں، ہمیں اس کے لیے dollars چاہییں، ہمیں وہ صرف foreign investment and home remittances سے نہیں مل سکتے، in the immediate term or even in the medium term. جناب! دنیا کا کوئی ملک even super power بھی اپنا جغرافیہ نہیں بدل سکتا، it is not possible for any country to change its geography. ہم جس region میں رہتے ہیں، ہمارے جو neighbours ہیں، we have to live with them اور ہمیں ان کے ساتھ معاملات کرنے ہوں گے۔

جناب وزیر اعظم آزاد کشمیر نے ایک بات یہ کہی جو 9 لاکھ کشمیری پاکستان کی طرف دیکھ رہے ہیں، پاکستان کی اس وقت economy کمزور ہوئی ہے، وہ دل برداشتہ ہو کر پاکستان سے جو آس لگائی ہوئی ہے، وہ آس بھی نہ چھوڑ دیں۔ آپ ان کی خاطر کوئی اپنے neighbours کے ساتھ *modus vivendi* کریں۔ چین اور ہندوستان سال میں 300 billion dollars کی تجارت کرتے ہیں جبکہ ان کا بھی بہت بڑا border dispute ہے تو there is no reason. Why we should not? جبکہ ہمارے تمام دوست ممالک بشمول چین مستقل ہم سے یہ کہہ رہے ہیں کہ بھائی آپ اپنے معاملات ٹھیک کریں۔ میں 1999 میں ایک وفد کے ساتھ چین گیا Communist Party of China کی Golden Jubilee تھی، وہاں پر ان کے Vice Minister نے مجھ سے یہ کہا کہ کیا آپ کو کوئی شک ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ایک رات میں تائیوان لے سکتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے کوئی شک نہیں۔ کہنے لگا پھر ہم کیوں

نہیں لیتے،آخر کوئی تو وجہ ہو گی۔ہم اس لیے نہیں لیتے کیوں کہ ہمیں پتا ہے کہ اگر ہم چین کو مضبوط کریں گے تو ایک دن تائیوان خود ہمارے پاس آ جائے گا۔خدارا! پاکستان کو مضبوط کریں،آپ کے پاس کشمیر خود آئے گا،آپ کو اس کے لیے جدوجہد کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔جب پاکستان مضبوط ہوگا تو ان کے حوصلے بھی بلند ہوں گے۔میری صرف یہ گزارش ہے کہ یہ ایوان بالا ہے،آپ لوگوں کے پاس اختیارات ہیں،آپ لوگ اگر چاہیں تو مہربانی فرماکر ارباب اختیار کے ساتھ جب interact کرتے ہیں تو اس چیز کے اوپر stress کریں۔

جناب! میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں میرا تعلق کیونکہ میڈیا سے ہے تو میڈیا کی پوزیشن ہوتی ہے جیسے boxing match میں ringside seats ہوتی ہیں، ہم بیٹھ کر وہاں سے activity of legislators, activity of executive, activity of judiciary دیکھ رہے ہوتے ہیں۔یہ نظر آ رہا ہے کہ اب اس ملک میں جتنی قانون سازی ہوتی ہے،اس میں 99% وہ قانون سازی ہوتی ہے جس میں executive کو یا کسی اور مقتدرہ ادارے کو کوئی impediment ہو اس کو resolve کرنے کے لیے یا وہ اگر اس کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔میری عرض ہو گی کہ آپ اس ایوان بالا کو اس بات پر concentrate کرائیں کہ اس House سے you initiate people beneficial legislation. پاکستان کے لوگوں کے benefit میں جو legislation ہو اور میں اس بات کی جسارت کرتا ہوں کہ to start with آپ consider کریں کہ ایک قانون ہو جس میں جو کورٹ میں adjournments دیے جاتے ہیں اس پر پابندی لگے تاکہ مقدموں کے فیصلے ہو سکیں،لوگوں کو انصاف مل سکے جو مستقل سالوں سال چلتے ہیں اور فیصلہ نہیں ہو پاتا۔تو I am sure کہ آپ پاکستان کے لوگوں کے لیے بہت بڑے relief کا بندوبست کریں گے۔

In the end Sir I thank you very humbly for inviting me and giving me this occasion to address this august House.

Mr Chairman: Thank you Sir.

جناب سیکریٹری سینیٹ: زبیری صاحب آپ سے request ہے کہ جناب چیئرمین صاحب سے اپنا memento حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے وامق زبیری صاحب، سی ای او، آج ٹی وی کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: مغرب کی نماز کے لیے دس منٹ کا وقفہ کرتے ہیں، ان شاء اللہ، پھر assemble ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ شکریہ جناب تارڑ صاحب کا ہے کہ وہ آج بہت زیادہ time دے رہے ہیں۔

[The House/meeting of the Committee of the Whole was then adjourned for 10 minutes for Maghrib Prayers]

(وقفہ نماز کے بعد اجلاس/ کمیٹی آف دی ہول کی کارروائی دوبارہ زیر صدارت جناب چیئرمین (محمد صادق سنجرانی) سینیٹ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کروں گا مہیم خان بلوچ صاحب سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Former Senator Mohim Khan Baloch

سابق سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین سینیٹ، موجودہ سینیٹرز، میرے سابقہ سینیٹر ساتھیوں اور گیلری میں بیٹھی ہوئی عوام کو میری طرف سے السلام علیکم۔ باتیں تو ہر طرف سے بہت ہوئیں، بلوچستان کا نام بھی بہت سے دوستوں نے اچھے انداز سے لیا۔ میرے ذہن میں کچھ سوالات آتے ہیں۔ علاقائی حوالے سے، ملکی حوالے سے اور بین الاقوامی حوالے سے ریکارڈ موجود ہے کہ بلوچستان دنیا کے امیر ترین صوبوں کی سرزمین میں شمار ہوتا ہے۔ اگر آپ حالات پر سرسری نگاہ ڈالیں تو ڈیرہ بگٹی سے کتنے سالوں سے پورے پاکستان کو گیس نصیب ہو رہی ہے۔ بلوچستان کا ساحل سمندر 750 کلومیٹر پر محیط ہے لیکن جیونی سے لے کر اورماڑہ اور ملیر کینٹ تک، گڈانی تک بڑے بڑے ماہی گیر کراچی سے بلوچستان کے ساحل سمندر پر آتے ہیں۔ وہ دس سے پندرہ ایام وہاں رہتے ہیں اور ٹنوں کے حساب سے اچھی مچھلیاں پکڑ کر لے جاتے ہیں، کارخانوں میں ان کی صفائی کر کے بیرون ملک جہاں ان کی demand ہے وہ بیچتے ہیں لیکن اس پورے ساحل سمندر کے غریب ماہی گیر جاتے ہیں اور چوبیس گھنٹوں تک کام کرتے ہیں۔ میں مارچ 2021 میں گوادر گیا، یہی وقت تھا، میں نے ساحل سمندر کے کنارے ایک غریب کو دیکھا، جس کے جسم پر چادر اور چائے دانی تھی۔ میں نے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہیں، وہ کہتا ہے کہ میں ساحل سمندر سے آ رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ چوبیس گھنٹوں میں کتنا کما لیتے ہیں، وہ کہتا ہے کہ مجھے بمشکل چھ سے سات سو روپے ملتے ہیں۔

سینڈک معاہدے کے تحت کچھ سالوں کے لیے چین کو ملا تھا۔ اب کتنے سالوں سے اس معاہدے میں further extension, further extension ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ آپ ریکوڈک کو دیکھیں کہ کتنے معاہدے ہوئے، بین الاقوامی عدالتوں میں بھی گئے اور اب بھی میں نے اپنی آنکھوں سے احمد وال سے شیخ واصل سے 200,22 wheeler containers کو لوڈ ہوتے ہوئے اور جاتے ہوئے دیکھا ہے، بعد میں بھی اس علاقے کے لوگوں سے ہمارا رابطہ رہا ہے وہ کہتے ہیں کہ بدستور ویسے ہی ٹرک جا رہے ہیں۔ آج ریکوڈک اور سینڈک سے ہیرے جواہرات ہوائی جہاز کے ذریعے بھی جا رہے ہیں۔ خاران سے بھی پٹرول نکلا ہے، سب کام مکمل ہو چکا ہے صرف بٹن دبانے کی دیر ہے، اب تک start بھی ہو چکا ہو گا۔ اس علاقے کو چاروں اطراف سے گھیرا ہوا ہے اور کسی کو وہاں نہیں جانے دیتے ہیں۔ اتنی دولت ہونے کے باوجود بلوچستان کے عوام آج بھی 60 to 70% غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا گناہ کیا ہے؟ کیا جرم ہم نے کیا ہے کہ ہمیں وہاں سونگھنے کا بھی حق نہیں ہے۔ مجھے بتائیں اسلام آباد میں جو آمدنی ہوتی ہے وہ کہاں ہے آپ کے record میں؟ جب اسلام آباد کی سالانہ آمدنی کا record نہیں ہے تو بلوچستان کی حکومت کو کیا معلوم ہو گا۔

ایک دفعہ Geo television نے حامد میر کی موجودگی میں آصف زرداری صاحب مہمان تھے۔ آخر میں حامد میر نے آصف زرداری صاحب سے پوچھا کہ بلوچستان کے متعلق آپ کے کیا خیالات ہیں، آصف زرداری نے کہا میں نے اقتدار میں آتے ہی بلوچستان کے عوام سے معافی مانگی لیکن بعد میں، میں نے سوچا کہ زبانی جمع خرچ سے مسئلے حل نہیں ہوتے، پھر میں نے اپنے Party کے دوستوں کے ساتھ مل بیٹھ کر اس سلسلے میں مشورہ کیا کہ ہم کون سی آئینی ترمیم لائیں جس سے بلوچستان کو فائدہ ہو۔ Party نے بھی مشورہ دیا اور پھر انہوں نے کہا میں نے دوسری Parties سے بھی مشورہ کیا اور آئین میں records موجود ہیں 18th Amendment لائی گئی۔ آخر میں انہوں نے خود کہا کہ ہم ترمیم لائے ہیں NFC کے حوالے سے، بلوچستان کو area کے حوالے سے بھی، پھر انہوں نے آخر میں کہا کہ افسوس۔ آج تک بلوچستان میں 18th Amendment implement نہیں ہوئی۔ دو سال پہلے جیو چینل حامد میر کے پروگرام میں یہ آصف زرداری کے الفاظ ہیں۔

میں چار دن پہلے راس کوہ بہت مشہور پہاڑ ہے وہ اس لیے مشہور ہے کیونکہ وہاں پر ایٹمی دھماکہ ہوا تھا میں اس پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے نیچے جو آبادی ہے اس آبادی کا نام کالگ ہے، میں خود چار دن پہلے وہاں پر گیا، راس کوہ کے نیچے لوگ رہ ورہے تھے کہ پہاڑ سے جو پانی آ رہا ہے وہ بھی پہاڑی علاقہ تھا جہاں پر ہمارے پانی کا ذائقہ تبدیل ہو گیا ہے۔ مختلف بیماریاں پھیل گئی ہیں، اموات کی تعداد سالانہ بڑھتی جا رہی ہیں، جب کالگ کو جاتے ہیں راس کوہ کی طرف وہاں ایک گڑھا ہے دونوں طرف پہاڑ ہیں۔ پہاڑ جلے ہوئے ہیں، پہاڑ جو پہلے پتھر تھا آج مٹی ہے۔ لیکن آج تک ان غریبوں کے پاس کوئی نہیں گیا۔ Vote تو لیتے ہیں لیکن پھر عوام کے پاس جانے کو کوئی گوارہ نہیں کرتا۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے، اصل بات honesty کی ہے، ایمانداری کی ہے۔ ہم 70 years سے رہ رہے ہیں ہماری باتوں کو کہا جاتا تھا کہ اچھی نہیں ہیں۔ آج ہمارے بڑے صوبے پنجاب میں بھی وہی باتیں ہو رہی ہیں جو ہم 70 years سے کر رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے یہاں تو اور طریقے سے یہ بات کی گئی لیکن میں ایک senior politician کے حوالے سے کہتا ہوں جو 70 years سے ہم بات کر رہے تھے آج ہمارے سب سے بڑے صوبے میں وہی بات ہو رہی ہے۔ آپ کو ان مسائل کے بارے میں سوچنا ہے، آپ کو ان کا حل تلاش کرنا چاہیے۔ British Parliament 800 years old ہے لیکن جس حد کے بھی مسئلے ہوں وہ اپنے مسئلے حل کرنے کے لیے آئین میں ترمیم لاتے ہیں۔

عوام کے پاس جائیں ان کو دیکھیں وہ کس حال میں ہیں اصل مسئلے کو تلاش کریں چاہے جو بھی ہو لیکن ہم اصل مسئلے کی طرف نہیں جاتے ویسے ہی زبانی جمع خرچ کرتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: صمیم خان صاحب، وقت کا خیال رکھیں آپ کے ساتھی بھی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

سابق سینیٹر صمیم خان بلوچ: بلوچستان مایوسی کے عالم میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے۔ میں نے خود natural resources research کی کہ زمین کے نیچے کیا کیا ہے۔ ایک report print ہوئی، اس report میں یہ لکھا تھا کہ ان natural resources کے علاوہ 345 مزید natural resources بلوچستان کی سرزمین کے اندر ہیں۔ یہ میں نے

تحریری پڑھا ہے، اس پر survey کیا تھا۔ آپ مجھے بتائیں میں اس ایوان کے علاوہ اور کہاں بات کروں؟ اس ایوان کو مالیاتی اختیارات نہیں ہیں، گو اس میں کوئی شک نہیں بڑی اچھی بات ہے۔ چاروں صوبوں کی اور چاروں قومی وحدتوں کی یکساں نمائندگی ہے لیکن اختیارات کا جو اصل مسئلہ ہے پوری دنیا میں وہ معاشی مسئلہ ہے۔ دنیا میں جو جنگ جاری ہے اور جس شکل میں ہے اصل جنگ معاشی ہے۔ میں نے 16 سال پہلے لاہور کا ایک اخبار پڑھا تھا۔ نصراللہ خان مرحوم کے پاس ہماری میٹنگ تھی میں اس کے پاس وہ اخبار لے کر گیا اور اس کو دکھایا۔ اس اخبار میں ایک کالم چھپا تھا کہ پاکستان کے خلاف ایک معاشی ایٹم بم بنانے کا فیصلہ ہوا ہے جو آج آپ محسوس کر رہے ہیں۔ یہ ایک عام بات نہیں ہے۔ یہ ایک بہت سنجیدہ مسئلہ ہے۔ انسانیت اور انسانی حقوق کو سامنے رکھتے ہوئے بلا تفریق میں کہتا ہوں کہ جہاں پر بھی غریب ہیں ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیے، چاہے اس غریب کا تعلق پنجاب سے ہو، سندھ سے ہو، بلوچستان ویسے بھی غریب صوبہ ہے یا خیبر پختونخوا سے ہو اس کے حقوق کا ہمیں احترام کرنا چاہیے۔ لہٰذا، اس ایوان کو اگر ہم نے برابری کی بنیاد پر بنایا ہے تو اس کو مالی اختیارات ملنے چاہییں۔

جناب چیئرمین: مہیم خان بلوچ صاحب، بڑی مہربانی۔ وقت کم ہے اور باقی ساتھی بھی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ شکریہ۔

سابق سینیٹر جناب مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! بس میں آخر میں ایک senior سیاسی طالب علم کی حیثیت سے کہنا چاہتا ہوں۔ میں ایک تجویز دیتا ہوں کہ آئین میں ترمیم ہو اور صرف تین ادارے وفاق کے پاس رہنے چاہییں۔ اس ملک میں چار گھر ہیں، بلوچستان، سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا۔ اپنی مستقبل کو بہتر شکل دینے کے لیے وقت اور حالات کی ضرورت ہے کہ ہم اس بات کا احساس کریں۔ ہم اپنے قومی وحدتوں کو، اکائیوں کو اور صوبوں کو مالی اختیارات بھی دیں۔ اس لیے میری تجویز ہے کہ ہمارا جو مشترکہ گھر ہے اسلام آباد اس کے پاس صرف تین ادارے ہونے چاہییں۔ دفاع، خارجہ اور کرنسی وفاق کے پاس ہونے چاہییں۔ باقی سارے ادارے قومی اکائیوں کو دیے جائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: مہیم خان بلوچ صاحب، بڑی مہربانی۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: مہیم خان بلوچ صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ آکر چیئرمین سینیٹ سے اپنا medal حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر مہیم خان بلوچ کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں ڈاکٹر خرم طارق صاحب، صدر فیصل آباد چیمبر آف کامرس سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ سب نے وقت کا خیال رکھنا ہے۔ آپ لوگ مہربانی کرکے دوسروں کو وقت دیا کریں تو یہ اچھی بات ہوگی۔ بڑی مہربانی۔

Dr. Khurram Tariq, President, Faisalabad Chamber of Commerce and industry

Dr. Khurram Tariq (President Faisalabad Chamber of Commerce): Honourable Chairman Senate, all dignitaries and fellow guests,

آپ کا بہت شکریہ کہ businesses کے true representatives کو پہلی مرتبہ موقع ملا کہ وہ اس ایوان میں آئیں۔

I represent the largest non-garrison city of this country, the city of Faisalabad and as Chamber, I represent the most affected segment of economic mismanagement, businesses, which include frustrated labour, management which is looking to go abroad and businesses who do not understand what to do.

جناب چیئرمین! As part of the longest surviving civilization

ہمارے پاس سب سے بڑا youth 63% asset ہے جو دنیا میں ناپید ہے۔ 5th largest producer of milk, Thar Coal and what not مگر آج ہم کس جگہ پہنچ گئے ہیں؟

Mr. Chairman, home to Saindak, home to Reko Diq, mining potential, double figures of trillion of dollars documented and we are begging for a billion dollars for months and months. Mr. Chairman, Pakistan is a tale of

missed boats. We have economic crisis, political crisis, social and moral crisis.

ہم چونکہ باہر بیٹھتے ہیں۔ ہم ایوان میں نہیں ہوتے تو

we feel it is a crisis of ownership, it is a crisis of decision making and it is a crisis of competence.

جناب چیئرمین! اگر ہم ارد گرد کے کامیاب ممالک کو دیکھیں تو ان کی success کا pivot, business ہے۔ From SMEs to LSM اور تمام pillars of State ان کو recognize کرتے ہیں کہ جو pivot of State ہیں وہ businesses ہیں۔ Today, we are suffering from premature de-industrialization. We are suffering from triple inflation. آپ یہ دیکھیں کہ businesses are suffering from triple inflation. ایک طرف labour کے گھر کا خرچہ پورا نہیں ہو رہا، اس کی wages بڑھانی ہیں۔ دوسری طرف raw material ہیں اس کی price hike dollar devaluation کی وجہ سے ہو گئی۔ تیسری طرف recession ہے کہ مال فروخت ہی نہیں ہو رہا ہے

and we have to survive.

جناب چیئرمین! ہمیں بہت دفعہ کہا جاتا ہے کہ the story of difficult decisions وہ آج تک ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ difficult decision power sector کی recoveries کو پورا کرنا ہے، اس کے T&D losses کو کم کرنا ہے یا miss-governance کو consumers کو pass on کرنا ہے۔

ہمارے محترم نیر صاحب نے منموہن سنگھ کا ذکر کیا تو میں اس point کو تھوڑا elaborate کروں گا۔ 1991 میں نرسہما راؤ کی حکومت تھی تو it was a weak coalition, they had reserves of one week of imports, a billion dollars and a debt of 72 billion dollars, way back in 1991. So, the position was much precarious than us today. ان سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا اور چار افراد انہوں نے نامزد کیے جن میں منموہن سنگھ،

چدرابرم تھے، ان کے اسٹیٹ بینک کے گورنر اور پلاننگ کمیشن کے head تھے۔ ان چار افراد نے اس ملک کو بحران سے نکالا۔

جناب چیئرمین! ہم بہت بڑی suffering سے گزر رہے ہیں۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے colleague نے یہ کہا کہ exporters and remittances یہ دو کماؤ پوت ہیں۔ آج FBR میں exporters کا sentiment پھر negative کر دیا گیا ہے۔ جو pivot ہے وہ آپ کی dollar کی incoming ہے۔ آج اتنی uncertainty ہے، اگر یہ uncertainty دور نہ ہوئی تو زبیری صاحب FDI کی بات کر رہے تھے، یہاں پر تو یہاں کا local investor, invest کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ باہر سے FDI آ جائے۔ جب تک sentiment ٹھیک نہیں ہوگا، جب تک ہماری brain drain نہیں رکے گی، جب تک ہم یہ flight of capital نہیں روکیں گے، بات نہیں بنے گی۔

جناب چیئرمین! ہم اپنی نئی نسل سے شرمندہ ہیں۔ براہ کرم ہماری مدد کریں کہ ہم سرخرو ہو سکیں۔ ہم ان لوگوں کو represent کر رہے ہیں جنہوں نے پاسپورٹ نہیں لیے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو represent کر رہے ہیں جنہوں نے باہر apartments نہیں لیے ہیں اور flight of capital نہیں کی ہے لیکن آج وہ سب سے زیادہ suffer کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ اگلے کچھ ماہ تک ہمیں بتائیں گے کہ کیا وہ لوگ جو اس ملک سے محبت کرتے رہے اور اسی ملک کے بارے میں سوچتے رہے اور یہی کہا کہ یہاں کی مٹی یہی پر لگے، کیا وہ لوگ ٹھیک تھے یا وہ لوگ جو یہاں سے flight of capital کے ذریعے ہر چیز باہر لے گئے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: ڈاکٹر خرم صاحب! آپ سے request ہے کہ آ کر چیئرمین صاحب سے memento لیں۔ شکریہ۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے ڈاکٹر خرم صاحب صدر فیصل آباد چیمبر آف کامرس کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: محترم جناب سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، ماشاءاللہ، بہت خوبصورت اجتماع اور تقریب ہو رہی ہے۔ ہر

مکتبۂ فکر کے افراد اور معروف شخصیات آ رہی ہیں۔ ہمارے پرانے parliamentarians یہاں آئے ہیں، ان کے خیالات ہمیں سننے کا موقع ملا ہے۔ میں آپ کے توسط سے سیکرٹری قاسم صمد صاحب کو اور ان کے دائیں بائیں بیٹھی شخصیات کو اور ان کے پورے اسٹاف کو بھی ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے گولڈن جوبلی تقریبات کو کامیاب بنانے اور ان کے سارے جو ساتھی ہیں اور سیکرٹریٹ کی پوری ٹیم ہے، ان سب کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں صرف دو حوالوں سے بات کرنا چاہوں گا۔ چونکہ وقت بہت مختصر ہے اور ہم بولتے رہتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ جو باہر سے ہمارے مہمان آئے ہیں، ان کو سنا جائے۔ ایک حوالہ تو یہ ہے جس کی طرف میرے بہت ہی اچھے دوست فرحت اللہ بابر نے اشارہ کیا اور آپ نے بھی اپنی ابتدائی جو بڑی خوبصورت آپ کی گفتگو تھی اور مجھے یہ بھی بڑا اچھا لگا کہ آپ نے کارروائی کا آغاز بھی اردو سے کیا اور کافی مدات آپ آج اردو میں پڑھتے رہے۔ مجھے یوں لگا کہ آئین کا آرٹیکل 251 پچاس سال پہلے سے ہمارا انتظار کر رہا تھا، اس کی تھوڑی سی سنی گئی، زیادہ سنی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔

آپ نے ایک لفظ بولا کہ آئین کے معماروں کو آپ نے بجا طور پر خراج تحسین پیش کیا۔ ہم سب خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ 1973 کا آئین جن حالات میں وضع ہوا، وہ کوئی عام حالات نہیں تھے۔ پاکستان دولخت ہو چکا تھا۔ ہمارے ایک لاکھ کے لگ بھگ قیدی بھارت کی گرفت میں تھے۔ ملک میں ایک طرح کا انتشار، ایک طرح کی بے یقینی، ایک طرح کی مایوسی، ایک طرح کا شکست کا داغ اور ملک ایسے حالات سے گزر رہا تھا۔ ایسے میں سیاستدان بروئے کار آئے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو زمام اقتدار سونپی گئی اور باامرِ مجبوری سونپی گئی۔ انہوں نے باقی جماعتوں کے ساتھ مل کر آئین تخلیق کیا۔ یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں تھا۔ آج جب میں آ رہا تھا، جب میں روز ہی آتا ہوں تو میں اس ہاؤس کے باہر دو نام دیکھتا ہوں، ایک ذوالفقار علی بھٹو اور دوسرا محمد خان جونیجو کا لیکن ہماری تاریخ یہ ہے، جو پورے پچاس سالوں کا اس کے اندر نچوڑ ہے کہ جس کا نام باہر لکھا ہوا ہے، اس کو ہم نے کس انجام سے دوچار کیا اور جس کا نام اندر لکھا ہوا ہے، اس کو کس نام سے اور کس انجام سے ہم نے دوچار کیا۔ میں سندھی یا پنجابی کی بات نہیں کرتا، ہم پنجاب والوں کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے، وہ آپ کے علم میں ہے، میں اس چیز کو اس حوالے سے نہیں دیکھتا۔ میں تو جمہوریت اور آمریت کے حوالے سے دیکھتا

ہوں۔ جمہوریت اور آمریت کے حوالے سے اس چیز کو دیکھا جانا چاہیے۔ جب فرحت اللہ بابر نے کہا کہ آپ یہاں دو کتابیں تیار کریں اور ایک میں ان معماروں کے نام لکھیں اور ایک میں مسماروں کے نام بھی لکھیں۔ وہ جنہوں نے آئین کو تباہ کیا، غارت کیا اور ان میں ان کے بھی لکھیں جنہوں نے، میرے وکلا دوست یہاں آئے ہوئے تھے، پتا نہیں چلے گئے یا نہیں گئے، جنہوں نے اس پر مہرِ تصدیق ثبت کی، ان کے بھی نام لکھیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور پھر وضاحتیں آئی تھیں کہ جب آپ کے سامنے کوئی سویلین کھڑا ہوتا ہے تو آپ کو یاد آتا ہے کہ اس نے بیٹے سے تنخواہ نہیں لی، اس نے قتل کر دیا، اس نے عدالت کی توہین کر دی۔ جب ڈکٹیٹر آتے ہیں تو آپ بلائیں لیتے ہیں۔ آپ بلائیں لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جاؤ آئین کیا چیز ہے، آئین کو غارت کر کے اپنا آئین بنالو۔ اس کے مطابق کام کرو، جب تک بیٹھنا ہے بیٹھو۔ ان کے بھی نام لکھیں۔

جناب چیئرمین! میں بات کو بہت لمبا کرنے سے پہلے، آج شاید میں لمبا کر بھی لوں، آپ نے دیکھا ہے تو ان شاء اللہ، میں مختصر رکھوں گا۔ میں پانچ منٹ کے اندر بات ختم کر لوں گا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ مجھے یوں لگا کہ ہماری سینیٹ اور پارلیمنٹ آہستہ آہستہ، مجھے یہاں دو سال ہو گئے ہیں کہ ہم پسپا ہو رہے ہیں۔ ہماری حدود کے اندر مداخلت ہو رہی ہے۔ تجاوزات ہو رہی ہیں۔ جیسے سندھ کے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جناب! ہم نے قانون بنا کر بھیجا اور ہائی کورٹ سے یہ فرمان آگیا کہ اس کا ٹائٹل بدلو اور پھر وہاں ان کو بلا کر کہا جاتا ہے کہ یہ summary sign کروا کر لاؤ۔ یہ کیوں اور کیسے ہو رہا ہے؟ وہاں پر ایک پولیس آفیسر ہے جو partisan ہے، وہ تبدیل ہوتا ہے تو سپریم کورٹ بیٹھ جاتی ہے اور کہتی ہے نہیں، اس کو لگاؤ۔ اس کیس کے اندر کہتی ہے کہ جی، الیکشن نہیں ہو رہے اور الیکشن کا سو موٹو کیوں نہیں لیتے ہو۔ بات یہ ہے کہ سو موٹو لینے کے لیے اس ملک میں اور بہت سے issues ہیں۔ اس ملک کے اندر بہت سے issues ہیں، آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ سات سات سال سے لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی ضمانتیں نہیں ہو رہیں جبکہ آپ صبح ایک کیس سنتے ہیں، شام ایک سنتے ہیں، فلاں نہیں آیا، اچھا آدھے گھنٹے کے بعد اور دیکھ لیتے ہیں، بیس منٹ اور دیکھ لیتے ہیں، پچاس منٹ اور۔ پھر آپ کہتے ہیں قانون سب کے لیے برابر ہے۔ کوئی قانون برابر نہیں ہے۔ یہاں دو دو، تین تین، چار چار قوانین ہیں اور ایک ہی عدالت ایک قانون کے تحت متضاد فیصلے دیتی ہے، متصادم فیصلے دیتی ہے۔ ایک بار کہتے ہیں کہ ہم نے فیصلہ دیا، وہ فریق (الف) کے حق میں

ہے، پھر پانچ سال بعد کہتے ہیں کہ میرا وہ فیصلہ شاید غلط تھا، میں اب اس کی تصحیح کرتا ہوں لیکن تصحیح یہ ہوتی ہے کہ اب بھی اسی فریق کے حق میں ہے۔ لہٰذا، ذرا اپنی اداؤں پر غور کریں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ تجاوزات نہیں ہونی چاہییں۔

میں یہاں پر یاد دلاؤں کہ جب یہاں سے ہم قانون pass کر لیتے ہیں تو وہ غائب ہو جاتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ بالادست ہے۔ کہاں کی بالادست ہے؟ پارلیمنٹ اگر اپنے بنائے ہوئے قانون کا تعاقب نہیں کر سکتی، اس کا سراغ نہیں لگا سکتی تو کہاں کی بالادست ہے۔ ایک سال ہو گیا ہے، میرا اپنا ایک قانون گم ہو گیا ہے جبکہ آج ہم جشن منا رہے ہیں۔ کس چیز کا جشن منا رہے ہیں؟ ہمیں ان چیزوں کا احساس کرنا ہوگا۔ اب بھی اپنا جو اقتدار ہے، جو اختیارِ اعلیٰ ہے، جو ایوان بالا کا وقار ہے، اس کو بحال کرنا ہوگا۔ ہماری استحقاق کمیٹیاں کیا ہیں؟ ہم بیٹھتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ Privileges Committee ہے لیکن ہم کسی کو سزا نہیں دے سکتے، کسی کو پوچھ نہیں سکتے۔ اس میں کوئی آتا ہی نہیں ہے۔ یہ جو ہماری حالتِ زار ہے، اس کا بھی کچھ جائزہ لیں اور ہمارا جو تحلیل ہوتا ہوا وقار اور اختیار ہے، اسے بحال کرنے کی کوشش کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب! آپ سے request ہے کہ آ کر اپنا میڈل حاصل کریں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں گزارش کروں گا محترم جناب سینیٹر کامران مائیکل صاحب سے۔ تشریف نہیں لائے ہیں۔ محترم سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔ تشریف نہیں لائے۔ محترم جناب سینیٹر کہدہ بابر صاحب۔

Senator Kauda Babar

سینیٹر کہدہ بابر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ اور ایوان میں بیٹھے تمام سینیٹر حضرات کو مبارکباد دیتا ہوں کہ سینیٹ ہے تو یہ سینیٹرز بھی ہیں اور آج آپ نے یہ دن بھی منایا۔ اس توسط سے پاکستان بھر سے لوگ یہاں آئے ہیں، وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی باتیں بھی سننے کو ملیں۔ آپ لوگوں سے مل کر بہت اچھا لگا، بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔ انہوں نے بہت ساری چیزیں ہمیں بتائی ہیں، ہمیں دکھائی ہیں، ان میں سچ بھی ہیں، ان میں آسان اور

مشکل کام بھی یہاں ہوئے ہیں، تعریف بھی ہوئی اور برائی بھی ہوئی ہے، میں برائی کو اس sense میں نہیں کہہ رہا لیکن لوگوں نے تنقید بھی کی ہے کہ سینیٹ کے پاس اختیارات نہیں ہیں کہ ہم financial matters پر بات کر سکیں۔ MNAs کا بھی حق بنتا ہے، وہ الیکشن جیت کر آتے ہیں، اب اگر ہمارے پاس کوئی اختیار ہوتا تو سوچیں کہ ہم وہ اختیار MNAs کے ساتھ share کرتے، ہم کبھی نہیں کرتے تو وہ یہ کیسے کریں گے۔

جناب چیئرمین! یہاں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو ٹھیک کی جا سکتی ہیں۔ یہاں بیٹھ کر آپ کی سربراہی میں ہماری Committees نے جو کام کیا ہے، وہ بھی appreciable ہے، انہیں بھی ہمیں appreciate کرنا چاہیے۔ آپ کی سربراہی میں سینیٹ نے جس طرح کام کیا ہے، مجھے پہلے کا تو معلوم نہیں ہے لیکن پچھلے پانچ سالوں میں آپ حاضری check کر لیں، آپ اپنی حاضری check کر لیں کہ آپ سینیٹ میں کتنی مرتبہ موجود رہے ہیں اور سینیٹ کا ہر programme on time start ہوتا ہے اور time پر ہی ختم ہو جاتا ہے، اس کا سہرا آپ کو جاتا ہے کہ آپ نے سینیٹ کو بہت اچھے طریقے سے چلایا، آپ تعریف کے مستحق ہیں اور ان گلدستوں کے بیچ میں آپ واقعی ماشاءاللہ ایک پھول ہیں، بہت خوبصورت لگ رہے ہیں، یہاں گلدستے رکھا کریں۔

جناب چیئرمین! یہاں ہمارے دوستوں نے تجاویز دی ہیں جو بہت بہترین ہیں، especially ہمارے کاروباری حضرات نے دی ہیں، media houses سے تجاویز آئی ہیں۔ میری تجویز ہو گی کہ ان تمام تجاویز کو آپ concerned Committees میں بھجوا دیں تاکہ ان لوگوں کی باتوں کو ہم نے آج سنا ہے اور یہ صرف سینیٹ کے record کا حصہ نہ رہیں، ان پر عملدرآمد بھی ہو سکے، جیسے یہ سوچ کر آئے ہیں، آج سے پانچ سال پہلے جیسے میں سوچ کر آیا تھا کہ گوادر سے جاؤں گا، میں گوادر کو نیا شہر بناؤں گا، میں سینیٹ کی وجہ سے کافی حد تک کامیاب ہوا ہوں، میں چاہتا ہوں یہ بھی کامیاب ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ان شاءاللہ ہم business community اور دوسرے ساتھیوں جنہوں نے آج بات کی ہے ان کو concerned Committees میں بھی بلوائیں گے، ان کی تجاویز کو concerned Committees میں refer کریں گے۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: کہدہ بابر صاحب! آپ تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر کہدہ بابر کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں سابق سینیٹر اور سابق گورنر خیبر پختونخوا بیرسٹر مسعود کوثر سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Former Senator Barrister Masood Kausar

سابق سینیٹر بیرسٹر مسعود کوثر: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ انتہائی قابل احترام چیئرمین سینیٹ، دیگر معززین، ہمارے موجودہ سینیٹر صاحبان، سابق سینیٹر حضرات، تمام خواتین و حضرات جو آج اس خصوصی اجلاس میں شرکت کے لیے آئے ہیں یا اجلاس دیکھنے کے لیے آئے ہیں، میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں آکر سینیٹ کو عزت بخشی۔ جناب والا! میں نے درخواست کی تھی کہ میں کل بات کروں گا لیکن آپ کا حکم ہے تو میں حاضر ہوں۔

جناب والا! ہم اکثر اس بات کا گلہ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اختیارات نہیں ہیں، مثال کے طور پر سینیٹ کے بہت سارے صاحبان نے یہ بات کہی، میں سمجھتا ہوں کہ جہاں اختیارات ہیں یا جہاں فرائض ہیں، میں اختیارات کو فرائض سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا، اس ملک میں authority and power کی زیادہ بات کی جاتی ہے، responsibility کی بات نہیں کی جاتی ہے، یہ powers بغیر responsibility کے نہیں ہوتیں وہ پھر fascist قسم کی بات چیت ہو جاتی ہے۔

میں ڈرتا بھی ہوں، میرا بھی ایک سیاسی پارٹی سے تعلق ہے۔ آج ہم اس آئین کے پچاس سال کا جشن منا رہے ہیں اور بجا طور پر ہم اپنے ان founding fathers جن میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم سرفہرست آتے ہیں، ان کے علاوہ پاکستان کی سیاست کی قدآور شخصیات جن کے مقابلے کے لوگ ابھی تک شاید ہم میں موجود نہیں ہیں، جنہوں نے ان مشکل حالات میں، ایک مایوسی کے عالم میں اس ملک کو سنبھالا، انہیں ایک امید دی اور پاکستان کو ایک عوامی، جمہوری آئین دیا۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم اس آئین کو اس آئین کی طرز پر، اس کی روح کو بغیر جانے ہوئے اگر ہم کہتے ہیں کہ یہ ایک جمہوری آئین ہے اور ایک جمہوری معاشرے کو بنانے کے لیے اس کے خدوخال دیے گئے ہیں تو اس میں سیاسی پارٹیوں کا بہت اہم کردار ہے۔ کسی بھی جمہوری معاشرے میں، کسی بھی جمہوری

ملک میں اگر آپ دیکھیں تو سیاسی پارٹیوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ سیاسی پارٹیوں پر دو، چار بڑی بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ وہ معاشرے میں جمہوری اقدار کو فروغ دیں۔ آج کل جن معاشروں میں جمہوریت پلی ہے، وہاں جمہوریت ایک way of life بن چکی ہے۔ آپ جمہوریت کو in isolation نہیں لے سکتے کہ صرف general elections ہی جمہوریت ہے۔ آج ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے کہ کیا ہماری سیاسی پارٹیاں اپنے اندر جمہوری اقدار کو فروغ دیتی ہیں؟ میرے خیال میں اس ملک میں جتنی بھی major political parties ہیں، ان میں کسی میں بھی جمہوری اقدار پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔ بدقسمتی سے ہماری سیاسی پارٹیاں اب اس process کو follow نہیں کر رہیں جو ایک جمہوری process کے لیے سب سے زیادہ ضروری بات ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے سیاسی پارٹیاں اپنا کردار ادا کریں اور اپنے آپ کو خود جمہوری انداز سے چلائیں۔ جب آپ ان پارٹیوں کو جمہوری انداز سے چلائیں گے، آپ معاشرے کو ایک روشن مثال دیں گے اور پھر جب آپ ان لوگوں کو اسمبلیوں میں بھیجیں گے تو وہ صحیح معنوں میں جمہوری انداز ہوگا۔ صرف اسمبلی میں چلا جانا، انتخابات کر دینا، یہ ایک ritual ہے۔ جب آپ ایک روح کو ضائع کرکے ritual کرتے ہیں، اگر آپ اس آئین پر fraud کرتے ہیں، انگریزی میں fraud on law ہے، میں کہتا ہوں کہ آپ fraud on the Constitution کر رہے ہیں۔

جناب والا! جب میں سینیٹر بنا تھا اور میں technocrat seat پر تھا، میں کافی عرصہ law college میں پڑھاتا بھی رہا، میرے کچھ شاگرد بھی تھے اور کسی شاگرد نے کہا کہ آپ پہلے سینیٹر ہیں جنہوں نے تو چائے بھی نہیں پلائی۔ اس وقت یہ معیار ہے، آج جب آپ کہتے ہیں کہ سینیٹر بنتے ہیں تو آپ کو کہا جاتا ہے کہ آپ کے پاس کتنا پیسا ہے؟ اگر یہ معیار ہو جائے۔ اگر آپ صرف کالا کوٹ پہن لیں تو آپ ایسا کرکے higher judiciary کے جج بن سکتے ہیں اور نہ ہی وکیل۔ پاکستان میں ایک بہت بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہر کرسی پر اہلیت والے کے مقابلے میں کم اہلیت والا بیٹھا ہوتا ہے۔ جب تک اس کرسی پر آپ اس اہلیت کے برابر والے لوگ نہیں لائیں گے، اس وقت تک صرف کرسی اور اقتدار کا غم رہے گا اور اصول پرستی ختم ہو جائے گی۔ میں ایک ہی پارٹی میں کم از کم 60 سال گزار چکا ہوں۔ میں اس پارٹی میں اس کے بننے سے پہلے شامل تھا۔ میں سپیکر، سینیٹر اور گورنر رہا ہوں

لیکن when I look back تو یہ کہتا ہوں کہ میں اپنی سیاسی زندگی میں کچھ بھی contribute نہیں کر سکا۔ جس معاشرے میں، میں پیدا ہوا، آج اس سے ایک بدتر معاشرہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس ملک میں کرپشن ہے، یہ ہے، وہ ہے۔ کوئی diagnose نہیں کرتا کہ وجوہات کیا ہیں۔ چھ سال کے بچے کے ساتھ زیادتی کرنے والے کو ٹانگ دیتے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ زیادتی کیوں کر رہا ہے۔ ہم نے secure معاشرہ پیدا نہیں کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ریاست بنانے سے پہلے معاشرہ بنایا۔ جب تک ہم معاشرہ نہیں بنائیں گے، اس وقت تک ہم سیاسی پارٹیاں بنا سکتے ہیں اور نہ ہی ریاست۔ وہی لوگ ہیں جو ایک پارٹی سے دوسری پارٹی میں جا کر کہتے ہیں کہ پہلے والوں نے صرف کھایا ہے، ہم اسے ٹھیک کریں گے۔ جب وہ جاتے ہیں تو وردی پہن کر نئے لوگ آ جاتے ہیں جیسے کوئی فٹبال لیگ ہے اور کبھی سرخ وردی پہن لی تو کبھی سبز وردی۔ میں ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ سمجھتا ہوں کہ کافر سے زیادہ منافق کیوں خراب چیز ہے۔ اب سمجھ آیا کہ جو لوگ جمہوریت کی بات کرتے ہیں، وہ جمہوریت پر یقین ہی نہیں رکھتے ہیں۔ جو سوشلزم کی بات کرتے ہیں، وہ سوشلسٹ نہیں ہیں۔ جو لوگ خود کو مسلمان کہتے ہیں، وہ مسلمانی پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ ایسے کیسے معاشرہ بنے گا۔

جناب! آج ہمیں rituals کے بجائے یہ سوچنا چاہیے کہ ہم نے کس طریقے سے دوبارہ اس ملک کو چلانا ہے۔ چونکہ میں آج کچھ زیادہ ہی بول چکا ہوں، اس کی معافی چاہتا ہوں۔ میں یہ دوبارہ کہوں گا کہ یہ جو ہمارے ادارے ہیں، انہیں زیادہ سے زیادہ genuine بنانے کی کوشش کی جائے چاہے وہ قومی اسمبلی ہو، سینیٹ ہو یا پھر صوبائی اسمبلیاں ہوں۔ جو باہر سے لوگ آئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تقاریر اچھی تھیں۔ میں پہلی مرتبہ اس سیشن سے کچھ سیکھ کر جا رہا ہوں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ کبھی، کبھی ایسے اسپیشل سیشن رکھ کر پروفیسر صاحبان کو بھی بلایا جائے کیونکہ دانائی کا مرکز Parliament and Judiciary نہیں بلکہ educational institutions ہیں۔ ہم نے ان کا جو حال کیا ہوا ہے، وہ آپ کو پتہ ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں بڑی سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس وقت ہمیں آخری مرتبہ سچ بولنے کی مہلت دے رہے ہیں۔ ممکن ہے اس کے بعد ہم بولنا بھی چاہیں لیکن ہمیں موقع نہ ملے۔ میں مایوسی کی باتیں نہیں کر رہا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم سچ بول سکیں اور ملک کی بہتری کے لئے اپنے فرائض

انجام دینے میں ہمیں ہمت دیں۔ اگر سیاستدان خود کو ٹھیک کرلیں تو پھر کسی اور کو space نہیں ملے گی۔ یہ غلط بات ہے کہ فلاں آتا ہے اور فلاں جاتا ہے۔ آپ خود ان کے پیچھے جاتے ہیں اور انہیں لاتے ہیں۔ وہ جنہوں نے اپنی زندگیاں اس ملک کی آزادی کے لئے وقف کیں، آج ہم انہیں غدار کہتے ہیں۔ میں اسپیکر بن کر ان لوگوں کی تصاویر نہیں ہٹا سکا جنہوں نے اس ملک کے آئین کو پامال کیا۔ آج بھی تمام ایوانوں میں ان dictators کی تصاویر لگی ہوئی ہیں جن کے متعلق ہم یہ کہتے رہتے ہیں کہ انہوں نے زیادتی کی ہے۔ ان کی تصاویر ہٹا کر ان کی جگہ خان عبدالغفار خان اور عبدالصمد خان جیسے لوگوں کی تصاویر لگائیں جنہوں نے پچاس، پچاس سال جیلیں کاٹیں۔ وہ actually ہمارے heroes ہیں۔ اگر ہم اپنی تاریخ اور سوچ کو ٹھیک کریں تو پاکستان دنیا کے بہترین ممالک میں آسکتا ہے۔ میں آپ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس طرح آپ نے بحیثیت چیئرمین ایوان کو چلایا ہے، وہ قابل تحسین ہے اور ان celebrations پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کا بہت شکریہ۔ اب براہ مہربانی تشریف لائیں تاکہ آپ کو شیلڈ پیش کی جاسکے۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق سینیٹر مسعود کوثر صاحب کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: اب میں چیئرمین GTV جناب مختار عباس صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اب میں President Lahore Chamber of Commerce and Industry جناب کاشف انور صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Mr. Kashif Anwar, President Lahore Chamber of Commerce and Industry

جناب کاشف انور (صدر لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم چیئرمین سینیٹ محمد صادق سنجرانی، دیگر سینیٹر صاحبان، خواتین و حضرات السلام علیکم۔ میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد پیش کروں گا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے LCCI کو مدعو کیا۔ سینیٹ آف پاکستان ہمارے ملک کا ایک اہم ادارہ ہے اور پوری قوم کی توقعات آپ اور دیگر سینیٹر صاحبان سے ہیں کہ آپ لوگ اپنے اختلافات اور سیاسی نظریات کو بالائے طاق رکھ کر صرف پاکستان کی بہتری کے لئے کام کریں گے۔ مجھے ایک موقع ملا ہے لہٰذا میں آپ کے سامنے کچھ معاشی

challenges رکھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت IMF کا ninth review چل رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت اسے جلد از جلد clear کروادے گی۔ جیسے ہی وہ clear ہو گی پھر اس کے بعد اسلامی ممالک سے بھی ہمیں aid ملے گی۔ اس وقت جو خراب معاشی صورتحال ہے، وہ بھی بہتر ہو جائے گی۔ معاشی چیلنجز میں devaluation of money and inflation قابل ذکر ہیں۔ سب سے سنگین مسئلہ depletion of foreign exchange reserves کا ہے جس کی وجہ سے banks LCs نہیں کھول رہے ہیں۔ ہمارے ہزاروں containers پورٹ پر پھنسے ہوئے ہیں جن پر business community کو نہ صرف detention and damages دینی ہوتی ہیں بلکہ ہماری machinery and tools بھی پاس نہیں ہو رہے ہیں۔ جب تک وہ clear نہیں ہوں گی تو اس وقت تک manufacturing نہیں ہو گی۔ اس سے ہم exports نہیں بھیج سکیں گے۔ اگر ہماری industries بند ہوں گی تو ہمیں روزگار بھی بند کرنا پڑے گا، ہمیں لوگوں کو نوکریوں سے بھی نکالنا پڑے گا۔ اس وقت فیکٹریاں بند ہو رہی ہیں۔ ایسے ہونے سے tax revenues پورے نہیں ہوں گے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم انہیں پورا کریں۔ Industries کو چلانے کے لئے جو raw material import کیا جاتا ہے، اس پر regulatory duties لگی ہوئی ہیں۔ ہماری گزارش ہے کہ یہ regulatory duties ختم کی جائیں۔ اس کے علاوہ ہمیں additional customs duties and additional withholding taxes کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے refunds and audit کے بھی issues ہیں۔ ان سب کی وجہ سے صنعت کا پہیہ بند ہو رہا ہے اور اس ملک میں صنعت نہیں لگ رہی اور business community پریشان ہے کہ وہ اس ملک میں کیسے اپنی investment کرے۔

اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو ان تمام economic crises کی root cause import and industrialization کی طرف توجہ کم دینا ہے جس کے نتیجے میں ہمارا import bill بڑھتا ہی جا رہا ہے اور اس وقت تجارتی خسارہ بلند ترین سطح پر ہے۔ وقت آگیا ہے کہ ہمیں اپنی priorities change and determine کرنی ہوں گی۔ ہمیں export بڑھانے کے لئے، نمبر بڑھانے کے لئے نمبر 2 پر لانا ہوگا اور import کم کرنے کے لئے No.1 پر

لانا ہوگا۔ یہ تب ہی ممکن ہوگا جب ہم industrialization کریں گے اور ہم زیادہ سے زیادہ investment local Pakistanis کی یہاں پر کریں گے۔

جناب، موجودہ معاشی حالات میں ہمیں اپنے duty structure کو بھی review کرنا ہوگا کیونکہ یہ بڑا ضروری ہے کہ ڈیوٹی کی شرح اگر ہم کم کریں گے تو ہمارے ملک میں انڈسٹری لگے گی۔ ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ جنگی بنیاد پر water reservoirs and dams بنائے جائیں۔ جس طرح حکومت سولر سیکٹر پر کام کر رہی ہے ، یہ بہت ضروری ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی اپنے ساتھ involve کریں کیونکہ تمام investment individual نے کرنی ہوتی ہے اور اگر حکومت ان کو support کرے گی اور ان کو کم ریٹ پر قرض دے گی تو جو ہمیں بہت زیادہ fuel import کرنا پڑتا ہے اس میں کمی آئے گی۔

جناب، میں لاہور چیمبر کے بارے میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ لاہور چیمبر نے اس صورت حال کے پیش نظر پاکستان کی تقریباً تمام political parties کو لیٹر لکھے ہیں اور ہم نے ان سے economic manifesto مانگے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ economic stability تب تک نہیں آئے گی جب تک ملک میں political stability نہیں آئے گی۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ charter of economy and charter of understanding sign کیا جائے کیونکہ جب تک وہ sign نہیں ہوگا تب تک ملک بہتر نہیں ہوگا۔

میں بہت زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا لیکن ایک بات ضرور کرنا چاہوں گا کہ undeclared assets declare کرنا بہت ضروری ہیں، grey economy کے پیسے کو white economy میں لانا بہت ضروری ہے کیونکہ سسٹم میں جب تک وہ contribute نہیں کرے گا تب تک ہماری معیشت نہیں چلے گی۔ Tax base بڑھانا بہت ضروری ہے، documentation of economy بہت ضروری ہے۔

جناب، میں business community کی طرف سے State کو ہر طرح سے گارنٹی دلاتا ہوں کہ we are for the tax base, we are for the tax, اور میں انہی الفاظ کے ساتھ ، ایک آخری بات کہ ہماری tax base تب تک نہیں بڑھے گی جب تک

ہم existing tax base کو عزت نہیں دیں گے، انہیں سہولیات نہیں دیں گے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب، بڑی مہربانی، آپ کی suggestions بڑی اچھی ہیں، ہم نے نوٹ کرلی ہیں۔ آپ سے رابطہ کریں گے، ان شاءاللہ ہماری Standing Committees آپ کو بلائیں گی بھی۔

Mr. Secretary Senate: Kashif Anwar Sahib, you are requested to kindly proceed and receive your memento from the Chairman.

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے جناب کاشف انور صاحب صدر لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: محترمہ سینیٹر کیشو بائی، تشریف نہیں لائیں، سینیٹر خالدہ سکندر میندھرو، سینیٹر لیاقت ترکئی، سینیٹر رانا محمود الحسن، سینیٹر جام مہتاب حسین ڈاہر، سینیٹر رانا مقبول احمد، سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر مہر تاج روغانی، سینیٹر محمد عبدالقادر، سینیٹر ہمایوں مہمند، سینیٹر محسن عزیز، مولا بخش چانڈیو صاحب، سینیٹر محمد اکرم صاحب، سینیٹر محمد علی شاہ جاموٹ، سینیٹر محمد اسد علی خان جونیجو، سینیٹر فروغ نسیم، سینیٹر سید محمد صابر شاہ صاحب، نہیں آئے ہیں۔ محترم جناب سابق گورنر پنجاب، رفیق رجوانہ صاحب۔

Former Senator Rafiq Rajwana, Former Governor, Punjab

سابق سینیٹر رفیق رجوانہ (سابق گورنر پنجاب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین، معزز حاضرین خواتین وحضرات ، یہ انتہائی خوشی کی بات بھی ہے کہ آپ نے یہ گولڈن جوبلی کاانعقاد کیا۔ ہم آپ کی ٹیم اورآپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہمیں بھی موقع ملا کہ ہم یہاں حاضر ہوں۔ پرانے دوستوں سے ملیں اور آپ نے یہ موقع فراہم کیا، ہم نے پرانی یادیں تازہ کیں اور ہماری اپنی یادیں بھی تازہ ہوئیں۔

الحمدللہ میں بھی دودفعہ اس معزز ایوان کا رکن رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ سے ایک نسخہ پوچھنا ہے کہ آپ ہر دلعزیز کیوں ہیں۔ مجھے یاد ہے آپ کے خلاف عدم اعتماد چل رہا تھا تو ہمارے کچھ دوستوں کے درمیان بحث چل رہی تھی جماعتوں کی پالیسی بھی واضح تھی، آپ کو پتا ہے۔

کچھ دوست کہتے تھے یار سنجرانی صاحب تو اچھے آدمی ہیں، ان کے خلاف عدم اعتماد کیوں ہو رہا ہے۔ خیر ایسا ہوا کہ آپ پر زیادہ اعتماد ہو گیا۔ وہ بھی اچھی بات تھی اور آپ نے ماشاءاللہ perform بھی کیا۔ بہت اچھی بات ہے اور یہ گولڈن جوبلی کا سال آپ کے حصے میں آیا۔

بڑی اچھی تقاریر سنیں، ہم بڑے عرصے سے رونا روتے ہیں کہ یہ اسٹیبلشمنٹ ہے، یہ judiciary ہے، یہ سارا کچھ ہے اور سیاست دانوں کو عبرت کا نشان بنا کر پیش کیا جاتا ہے مگر آج میں مختصر گزارشات میں اتنا کہوں گا کہ پاکستان کے آئین کے تحت

Parliament is supreme.

میں کل کا ایک خوشگوار واقعہ بتاتا ہوں، کل سپریم کورٹ میں ایک وکیل صاحب پیش ہوئے تھے تو گفتگو آئین پر ہو رہی تھی تو جج صاحب نے کہا کہ آئین کا احترام کریں تو وکیل صاحب نے آئین اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔ جج صاحب نے کہا کہ کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا جی کہ آپ نے کہا ہے کہ آئین کا احترام کریں تو انہوں نے کہا کہ اس کے اندر جو لکھا ہوا ہے میں نے کہا ہے کہ اس کا احترام کریں تو اس نے کہا کہ اس پر جو لکھا ہوا ہے کاش اس کا احترام ہو جاتا۔

آئین کے اندر شیڈول میں ہمارے parliamentarians کا oath لکھا ہوا ہے، حرف لکھے ہوئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کچھ سال پہلے شاید رضا ربانی صاحب چیئرمین تھے، سینیٹ کا ایک فنکشن ہوا تو مجھے بھی گزارشات کا موقع ملا تو میں نے کہا کہ کبھی ہم نے اپنی گریبان میں جھانکا ہے کہ ہم کتنے حلف لیتے ہیں اور ان پر عمل کتنا کرتے ہیں۔ یہ خود احتسابی ایک احسن اقدام ہے مگر مشکل مرحلہ ہے۔

ہم لوگ سیاست میں اپنے اوپر سیاسی رنگ زیادہ چڑھا لیتے ہیں اور پاکستان کا رنگ دھیما پڑ جاتا ہے۔ جو کچھ بھی ہے پاکستان ہمارے لئے اللہ کی نعمت ہے۔ اگر آپ پاکستان کے بارے میں سوچیں اور کلام پاک کی یہ آیت آپ پڑھیں کہ 'فبای آلاء ربکما تکذبن' تو یہ ہمارا ملک اس آیت کی جیتی جاگتی تصویر ہے مگر افسوس یہ ہے کہ ہم ناشکرے ہیں۔ ہم میں خوف خدا نہیں ہے۔ آدمی اتنا کمزور ہے کہ رات کو سوتے ہوئے خواب میں تو ڈر جاتا ہے لیکن دن دیہاڑے، روشنی میں اپنے رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

خوف خدا کرنا ہے، ضرور کرنا ہے تو پھر سب سے پہلے خود احتسابی ہے۔ encroachment کی بات ہو رہی ہے اور بڑا شور مچاتے ہیں کہ جی یہ ہماری پارلیمنٹ کے اختیارات میں تجاوز کرتے ہیں تو ہم خود راستہ دیتے ہیں۔ یہ دروازے بند کر دیں، گیٹ سے بھی کوئی stranger نہیں آ سکتا۔ اور ہوتا کیا ہے، سیاست کون کنٹرول کرتا ہے، سیاست دانوں کو کون کنٹرول کرتا ہے۔ کس کا قصور ہے؟ ان کے دروازے پر کیوں جاتے ہیں؟

آپ کا ہمسایہ ملک ہندوستان ہے ، اس کی پارلیمنٹ میں سارے فرشتے تو نہیں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ ہر قسم کے لوگ ہیں مگر کبھی وہاں Establishment کا نام نہیں آیا۔ عدالتیں ہیں، وہ بھی اختیارات میں ہیں۔ ہمارے اختیارات میں تجاوز کرتی ہیں۔ قومی اسمبلی کے عدم اعتماد کے Article 63(A) کی تشریح کرتے ہوئے یہ کیسا عدم ہے کہ فیصلہ ہوگا کہ آپ عدم اعتماد تو کر سکتے ہیں لیکن آپ کا ووٹ نہیں گنا جائے گا۔ کوئی اس کو justify کر سکتا ہے؟ Article 63A کی تشریح کرتے کرتے آئین کا Article 95 جس کے تحت آپ عدم اعتماد کر سکتے ہیں، اگر آپ کسی کو اعتماد دے کر وزیراعظم بنا سکتے ہیں، چیئرمین سینیٹ بنا سکتے ہیں۔ بعض وجوہات پر اعتماد واپس بھی لے سکتے ہیں۔ شق ۹۵ کو redundant قرار دے دیا جاسکے، یہ آئین کی کتاب میں ہے نہیں کہ عدم اعتماد کر سکتے ہیں، ووٹ گنا نہیں جا سکتا تو کب عدم اعتماد ہو گی، میری ایک ذاتی رائے ہے۔ ابھی تو پنجاب کی اسمبلی تحلیل ہو گئی ہے، یہ question raise کیا گیا۔ میں نے بھی اپنے دوستوں کو کہا کہ عدالت میں raise کریں کہ سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ ان اسمبلیوں کو توڑنے کی وجوہات کیا ہیں۔ اگر ایک لیڈر کہتا ہے کہ توڑ دیں، دوسرا کہے یہ میں توڑ دوں گا۔ آئین کی کتاب ہے، اس کے اختیارات آپ کسی کی direction پر، کسی کی dictation پر توڑیں گے، میں کسی پارٹی کی بات نہیں کر رہا، آئین کی بات کر رہا ہوں۔ Ownership ہے، میں ایک کام کروں تو برا، دوسری پارٹی کرے تو وہ کہتی ہے کہ میں صحیح ہوں۔ پاکستان کے سارے ہمدرد ہیں، پاکستان کا نعرہ سارے لگاتے ہیں تو پھر اختلاف کس بات کا ہے؟ تعلیم چاہیے، اس میں کیا اختلاف ہے، معیشت چاہیے، اس میں کیا اختلاف ہے۔ معیشت کی بات کرتا ہوں ، بچپن میں ہم دکانوں میں دیکھتے تھے کہ ایک تصویر لگی ہوتی تھی، ایک طرف ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اس کے آگے نوٹوں کا انبار ہے، اوپر

لکھاہوتاتھا"نقد کا کاروبار"، دوسری تصویر ہوتی تھی، ڈھانچہ تھااور دکان کھول کر بیٹھاہے، دکان میں کوئی مال نہیں ہے، اس کے اوپر لکھاہوتاتھا" ادھار کاانجام"۔اب توہمیں ادھار بھی نہیں ملتا۔

کیا ہماراماضی روشن تھا، مستقبل روشن نہیں ہے یا پھر کس کاقصور ہے؟ پارلیمنٹ سب سے بڑاادارہ ہے، اگر ہم ہی کمزور ہیں تو ہمیں کسی پر انگلی اٹھانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے، نہ یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ ہم اپنے آپ کو خود مضبوط کریں۔ آئین کے خالق تو کمزور ہوگئےاور آئین کے تحت جن کو اختیارات ملتے ہیں وہ ہوگئےطاقتور۔ ہم encroacher کوراستہ دیتے ہیں تو پھر encroacher نے تواپناکام کرناہے۔

آج بھی جو باتیں ہورہی ہیں، political polarization ہے، عوام مایوس ہوتی ہے، ہر نئے آنے والے کو مسیحا سمجھتی ہے۔ بہرحال، میری یہی گزارش ہوگی کہ ہم اپنے سامنے اپناکردار رکھیں، پارلیمنٹ کو مضبوط کریں۔ عدالتوں کے فیصلوں کو discuss کریں، ججوں کےconduct کوتوآپ پارلیمنٹ میں discuss نہیں کرسکتے۔ عدم اعتماد پر Article 95 کو ختم کیاگیا، کسی پارلیمانی ایوان میں discuss بھی نہیں ہوا، discuss ہوناچاہیے۔ ججوں کی induction ہے، اس کے لیے ہم نے بھی کمیٹی میں بڑاکام کیا۔ میری گزارش ہوگی کہ اس کمیٹی کی سفارشات جو ہم چھوڑ گئے تھے، ان کو revive کریں تاکہ ہم کوان ججوں سے کوئی ایسی شکایت کا موقع ہی نہ ملے۔ جج صاحب کہتے ہیں کہ آئین نے ہمارے دروازے پر دستک دی، کچھ لوگوں نے کہا کہ آئین تو پچھلے 75 سال آپ کو دستک دےرہاہے۔ بات یہ ہے کہ نظامِ عدل بھی بدلناپڑے گا، نظامِ سیاست بھی بدلناپڑےگااور معاشی نظام کو بدلناپڑےگا۔ بدلے گاکون؟ عوام نے نہیں بدلنا، عوام کے منتخب نمائندوں نے بدلناہے۔

بیرسٹر کوثر صاحب نے صحیح کہا کہ پارٹیوں کو بھی اپناقبلہ درست کرناپڑےگا۔ ہم اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ جو dedicated workers ہیں، جو نظریے پرکام کرتے ہیں، جو قربانیاں دیتے ہیں، ہم بھی پارلیمانی بورڈ میں بیٹھے ہوتے ہیں، جب tickets تقسیم ہوتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ چھوڑیں جی اس کے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں۔ کوئی الیکشن لڑے تو پارٹی اس کو پیسے دے۔ وقت کافی ہوگیاہے، میں آپ کاشکریہ ادا کرتاہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی۔

سابق سینیٹر رفیق رجوانہ: آپ نے بہت اچھا کیا ہے، یہ گلدستہ، پورے پاکستان کے صوبوں کو ان کی نمائندگی کا حق دیا۔ میں ہمیشہ سابقہ فاٹا اور بلوچستان کا promoter اور وکیل رہا ہوں۔ میں آج بھی سمجھتا ہوں کہ جو پسماندہ علاقے ہیں، بلوچستان میں زمین کے نیچے خزانے ہیں اور اوپر غریب ہیں، ان کا کون پرسان حال ہے؟ نعرے لگاتے ہیں۔ سابقہ فاٹا کے merger کے positive, negative پہلو نہیں دیکھے گئے، ان کی تکالیف کا احساس نہیں کیا گیا، آخر کار یہ محرومیاں کہاں لے جاتی ہیں؟

آپ سمیت میرے بلوچستان کے بڑے دوست ہیں، بھائیوں کی طرح ہیں، ان کو ان مسائل پر ہاتھ لگائیں تو ان کی آواز نکلتی ہے کہ کوئی ہمارا sympathizer نہیں ہے۔ ان ہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے موقع دیا، کچھ دل کا غبار نکلا ہے، ان شاء اللہ کسی اور forum پر پھر غبار نکالیں گے۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سابق گورنر پنجاب، رفیق رجوانہ کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی۔ اب میں گزارش کروں گا سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ سے۔

Senator Khalida Ateeb

سینیٹر خالدہ طیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اتنے بڑے forum پر بات کرنے کا موقع دیا جبکہ سینیٹ اپنے قیام کی پچاسویں سالگرہ منا رہا ہے۔ آپ سب سے زیادہ مبارکباد کے مستحق ہیں، مجھے دو سال ہوئے ہیں، میں نے ان دو سالوں میں جو محسوس کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا رویہ انتہائی غیر جانبدار رہا ہے۔ آپ نے تمام لوگوں کو بھرپور طریقے سے بولنے کا موقع دیا ہے۔ بہت سارے مواقع پر میں نے بھی اس انداز میں بات کی کہ مجھے بار بار کہا گیا کہ یہ صوبائی معاملہ ہے لیکن آپ نے اس پر موقع دیا ہے۔ دیکھیں جب provincial matter کہا جاتا ہے، جب اٹھارھویں ترمیم کے تحت اختیارات نچلی سطح پر منتقل ہوئے، وہ اختیارات مرکز سے صوبوں کو گئے تو یقیناً جب ہم کسی صوبے کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں تو ہم اس صوبے کے ہی مسائل کو اس forum پر discuss کریں گے۔ اس حوالے سے میرا یہ پورا پورا حق بنتا ہے کہ میں کراچی کے متعلق، کراچی سے میرا تعلق ہے، کراچی جن مسائل کا شکار ہے، کراچی کو جن مشکلات کا سامنا ہے، میں ان کا یہاں ذکر کروں کیونکہ یہ ایک ایسا فورم ہے جہاں ہمیں اپنی بات

کرنی ضروری ہے۔اس ایوان کو ایوان بالا کہا جاتا ہے، بہت ساری چیزیں قومی اسمبلی سے pass ہو کر سینیٹ میں آتی ہیں اور سینیٹ میں وہ قانون بن جاتی ہیں۔ ہمیں قانون سازی کے لیے جب اس فورم کو استعمال کرنا ہے تو ہمیں اپنے مسائل کو بھی بھرپور طریقے سے یہاں پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین! میری ایک تجویز ہے جو یہاں بہت سارے سینیٹرز نے بھی دی، وہ یہ ہے کہ جب ہمیں کسی علاقے کی نمائندگی کا حق یہاں دیا جاتا ہے اور ہمارے پاس کرنے کو کچھ نہیں ہوتا ان کی development کے لیے، ان کو سہولیات پہنچانے کے حوالے سے اور کوئی دوسرا بھی اس سطح پر وہ بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتا تو جناب چیئرمین! جس طرح قومی اسمبلی کے اراکین کے funds ہوتے ہیں، اسی طرح کچھ funds سینیٹ کے اراکین کو بھی دیے جائیں تاکہ وہ بھی اپنے طور پر اپنے علاقوں میں کچھ development کے کام کرا سکیں۔ یہ میری تجویز ہے، امید ہے کہ آپ اس پر ضرور غور کریں گے۔ اسی کے ساتھ ساتھ میں ایک بار پھر آپ کو مبارکباد دوں گی کہ آپ نے اتنی خوبصورت محفل سجائی کیونکہ یہ فورم صرف ہمیں اپنے معاملات کو highlight کرنے کے لیے ہے۔ بہت زیادہ تفصیل میں جانے سے ایسا ہوتا ہے کہ بہت سارے لوگوں کو بولنے کا وقت نہیں ملتا، اس لیے جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا وقت دیا۔ شکریہ۔

جناب سیکرٹری سینیٹ: سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ، تشریف لائیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین سینیٹ نے سینیٹر خالدہ اطیب کو یادگاری میڈل پیش کیا)

جناب چیئرمین: میں چاہتا تو ہوں کہ سارے ساتھی بولیں لیکن آپ کو معلوم ہے کہ وقت نہیں ہے، اس لیے میں سیکریٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ جن جن دوستوں کو موقع نہیں ملا تو وہ آجائیں میں ان کو آج کے حوالے سے یادگاری stamp اور میڈیلین پیش کر سکوں، جی سیکریٹری صاحب۔

جناب سیکریٹری سینیٹ: محمد افضل صاحب، آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنا memento collect کریں۔

جناب چیئرمین: سب کو بلاتے رہیں۔

(اس موقع پر مندرجہ ذیل لوگوں کو فرداً فرداً بلایا گیا اور ان کو یادگاری میڈل پیش کیے گئے)

جناب سیکریٹری سینیٹ: نوید ملک صاحب، کیون حامد راجہ صاحب، رب نواز صاحب، سید سادات حسین شاہ صاحب، سید جواد حسین کاظمی صاحب۔ یہ former Senators کی لسٹ ہےان سے ہم request کرتے ہیں کہ وہ آ کر اپنا memento collect کریں۔ صداقت علی خان جتوئی صاحب، امر جیت سنگھ صاحب، ڈاکٹر کوثر فردوس، محمد زاہد خان، ساجد حسین طوری، رزینہ عالم خان، نہال ہاشمی صاحب، سید مسرور احسن، شجاع الملک، لال محمد خان، حافظ رشید احمد، صاحبزادہ خالد جان، ڈاکٹر خالد رانجھا، ثناءاللہ بلوچ صاحب، سید ہدایت اللہ شاہ، رضا محمد رضا، نسیم حسین چٹھہ صاحب، بیرسٹر جاوید عباسی، لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم صاحب، مولانا گل نصیب خان، روشن خورشید بھروچا، رحمت اللہ کاکڑ، حاجی عبدالرحمان، سید سجاد بخاری، مولانا راحت حسین، نثار مالاکنڈ صاحب، داؤد اچکزئی، میڈم ستارہ ایاز، سعید الحسن مندوخیل صاحب، پروفیسر ابراہیم صاحب، اسماعیل بلیدی صاحب، ظفراللہ خان ڈھانڈلہ۔

جناب چیئرمین: سیکریٹری سینیٹ کچھ announce کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سیکریٹری سینیٹ: معزز حاضرین، آپ سے درخواست ہے ہمارے front lawn میں dinner serve کررہے ہیں، آپ سے گزارش ہے چیئرمین صاحب کی announcement کے بعد وہاں پر تشریف لے جائیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: Committee of the Whole کی meeting جو چل رہی تھی وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کل تک ملتوی کی جاتی ہے اور سینیٹ بھی کل تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے، کل صبح 10:30 پر ہوگا۔

[The House and meeting of the Committee of the Whole were then adjourned to meet again on Thursday the 16th March, 2023 at 10.30 a.m]

Index

Dr. Khurram Tariq 111
Mr. Muhammad Aurangzeb 76
Senator Farooq Hamid Naek 36
Senator Mohammad Ishaq Dar 4
Syed Nayyar Hussain Bukhari 69
جناب احسن ظفر بختاوری 85
جناب حسن رضا پاشا 81
جناب سردار خان نیازی 95, 96
جناب طارق یوسف 100
جناب کاشف انور 121
جناب گوہر زاہد ملک 79
جناب محمد کامران خان ٹیسوری 45
جناب ہارون رشید 88
جناب وامق زبیری 102
جناب وسیم سجاد 98
راجہ پرویز اشرف 41
سینیٹر الیاس احمد بلور 16
سابق سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی 89
سابق سینیٹر بیرسٹر مسعود کوثر 118
سابق سینیٹر بیرسٹر اعتزاز احسن 14
سابق سینیٹر حافظ حسین احمد 82
سابق سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی 28
سابق سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق 13
سابق سینٹر رفیق رجوانہ 124, 128
سابق سینیٹر سحر کامران 21
سابق سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ 23
سابق سینیٹر فرح عاقل شاہ 26
سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر 24
سابق سینیٹر جان محمد خان جمالی 19
سابق سینیٹر مہیم خان بلوچ 107, 109, 110
سابق سینیٹر حاجی غلام علی 58, 61
سردار تنویر الیاس 62
سید مراد علی شاہ 51
سید نیر حسین بخاری 87

سید امجد علی زیدی 93
سینیٹر امام الدین شوقین 94
سینیٹر افوالحق کاکڑ 10
سینیٹر بہرہ مند خان تنگی 31
سینیٹر پرنس احمد عمر احمد زئی 10
سینیٹر خالدہ اطیب 128
سینیٹر دنیش کمار 33, 35, 36
سینیٹر شہادت اعوان 12
سینیٹر عابدہ محمد عظیم 9
سینیٹر عرفان الحق صدیقی 113
سینیٹر کہدہ بابر 4, 116
سینیٹر محمد اسحاق ڈار 4, 6
سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن 30
مولوی فیض محمد 39
سینیٹر ہدایت اللہ خان 38
ملک عبدالولی کاکڑ 56